

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاتَّبَعْنَا مَا أَفْتَى أَهْلَ الدِّمْرِ أَنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

## تحفة الارباء

فی

اسباب التوجس والتواجد والرقص والفتسی والبكاء



بیر طریقت ریسر نریعت آفتاب سعادت

حضرت علامہ صاحبزادہ سید عبدالمصطفیٰ حنفی نرمدی سبفی

ولادت برکانہم العالمیہ

داخل جامہ و قرآن علوم فریدیہ رضویہ کراچی

بامدحتیہ فی حدیث سندہ

الذکر

مجمعہ تدریس و التیاجت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رمدہ

بمطابق پتھرول ہب، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



فِي تَرْغِيبٍ شَاقَّةٍ إِلَى الذِّكْرِ فِي كَثْرَةِ بَرَكَاتِهِ وَعِلْمِهِ

## تحفة الاحياء

في

اثبات الوجد والتواجد والرقص والفسى والبكاء



بیر طریقت، رقص شریعت، آفتاب نقدایت

حضرت علامہ صاحبزادہ سعید عبدالحق حنفی ترمذی بیہقی

ولادت برکانہم (العالیہ)

فاضل جامعہ قمر العلوم فریدیہ رضویہ کراچی

جامعہ عثمانیہ ٹھٹھہ سندھ

النائر

مکتبہ اشاعت

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

بالمقابل پیٹرول پمپ، فقیر کالونی، اورنگی ٹاؤن، کراچی

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: تحفة الاحباء فى اثبات الوجود التواجد والرقص والغشى والبكاء

مصنف: صاحبزادہ سید عبدالحق شاہ سیفی ترمذی

نظر ثانی: حضرت علامہ پیر مفتی عبدالستار سیفی

باہتمام: حضرت علامہ مفتی سید احمد علی شاہ سیفی ترمذی

طباعت: جمیل برادرزادہ 0332-2316945

اشاعت اول: رجب المرجب ۱۴۳۰ھ بمطابق جولائی 2009ء

تعداد طباعت: ایک ہزار

ہدیہ: 200 روپے

ناشر: شعبہ نشر و اشاعت جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی

بالمقابل شیل پیٹرول پمپ والی گلی، فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن، کراچی

موبائل: 0300-2903600

0346-2000274

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

### استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلے میں کہ وجد اور تواجد، غشی اور بکاء اور رقص جو کہ یہ حالات شریفہ سالکین کے اوپر وارد ہوتے ہیں آیا قرآن مجید اور احادیث مبارکہ اور فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہے یا نہیں، اگر ثابت ہے تو اس سے انکار کرنا کیسا ہے۔

بینوا وتوجروا

سائل محمد عدنان غیور سیفی

### الجواب ومنه الصدق والصواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله الذي جذب قلوب العارفين الى جنابه، واحرق صدور العاشقين باستماع كتابه وعجزت آراء العقول عن ادراك كنه ذاته وتحيرت افهام الفحول في معرفة صفاته، وخلق نوع الانسان وادع فيه جميع ما في مكنوناته وشرفه وكرمه على سائر العلمين بخلافته ورفع درجاته الى اوج القرب اقصى غاياته والصلوة والسلام الاتمان الاكملان على اشرف مخلوقاته وعلى اله واصحابه الذين كانوا آئمة الحق وولاته، وعلى اوليائه الذين تمسكوا سيرته في جميع حالاته، اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم. "اللَّهُ نَزَلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِي تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَى ذِكْرِ اللَّهِ

(صدق الله العظيم) (سورة الزمر: پارہ: ۲۳)

مسئلہ وجد اور تواجد اور جذب قرآن و احادیث مبارکہ اور فقہاء کرام کے اقوال سے ثابت ہے جو ہم انشاء اللہ و تعالیٰ بیان کریں گے لیکن میرے خوش قسمت بھائی یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ وجد لغت میں مطلوب پانے کو کہا جاتا ہے اور اس کا استعمال غمی اور خوشی، محبت اور شوق و ذوق، قدرت و علم وغیرہ میں ہوتا ہے، لیکن اہل تصوف کی اصطلاح میں وجد، ذوق و شوق باطنی فیض الہی کو کہا جاتا ہے۔ اور تواجد تکلفاً حالت وجد کا اظہار کرنے کو کہا جاتا ہے۔

”امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”التواجد استدعاء الوجد بضرب الاختيار وليس لصاحبه كمال

الوجد“

ترجمہ: تواجد اپنی طرف سے حالت وجد کو ظاہر کرنا ہے جبکہ اس کو وجد حقیقی حاصل نہ ہو۔

”امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”التواجد المتكلف فمذموم ومنه محمود“

ترجمہ: تواجد تکلف سے وجد ظاہر کرنا جب ریا مطلوب ہو تو مذموم ہے جبکہ اگر وجد حقیقی سے مشابہت مقصود ہو تو محمود ہے۔

”علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”ولا شك ان التواجد وهو تكلف الوجد و اظهاره من غير ان

يكون له وجدا حقيقيا فمذموم تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعا“

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تکلف کے ساتھ وجد کا اظہار جب حقیقت میں

نہ ہو۔ اس میں وجد حقیقی والوں کی مشابہت ہے تو جائز ہے بلکہ مطلوب شرعی ہے۔  
 ”عین العلم کے صفحہ نمبر 205 میں عبارت اس طرح لکھی ہوئی ہے“

”والتواجد مذموم لریاء لا لقصد الوصول الى الحقيقة“

ترجمہ: تواجید دیکھاوے کے لئے مذموم ہے حقیقت تک پہنچنے کے لئے مذموم نہیں بلکہ محمود  
 (اچھا) ہے۔

تواجید تکلف کے ساتھ وجد ظاہر کرنے کو کہا جاتا ہے اور وجد کی جتنی تعریفیں بزرگوں  
 نے کی ہیں سب کامرجمع (حاصل) ایک ہے فرق صرف اسباب میں ہے۔ ”جس طرح  
 ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد وارد حق یزعج (ای یمیل) القلوب الى الحق“ ”کما فی

احیاء العلوم: جلد: ۴: ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجد اللہ کی طرف سے ایسا ایک وارد ہے جو دلوں کو اللہ کی طرف مائل کرتا ہے  
 جیسا کہ احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

”اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے عوارف المعارف میں فرمایا“

”الوجد وارد یرد من الحق سبحانه“ ”کما فی عوارف المعارف“

ترجمہ: وجد اللہ تعالیٰ کی جانب سے عارفوں پر وارد ہونے والے فیض کا نام ہے۔

”اور ابوالحسن دراج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد عبارة عما یوجد عند السماع“ ”کما فی احیاء العلوم:

جلد: ۴: ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجدان احوال کا نام ہے جو سماع اور نعت خوانی میں سالکوں پر وارد ہوتی ہے۔

”اور ابوسعید بن اعرابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد رفع الحجاب ومشاهدة الرقيب وحضور الفهم وملاحظة

الغيب ومحادثة السر وایناس المفقود“ ”کما فی احیاء العلوم: جلد: ۲:

ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجد باطنی حجابات اٹھ جانے اور نگہبان حقیقی مشاہدہ کرنے اور فہم و فراست حاصل ہونے اور غیب کے مرتبوں کے ملاحظہ ہونے اور رازوں کے حصول کے ساتھ مشغول ہونے اور گم شدہ نعمت پانے کا نام ہے۔

”اور عین العلم کے صفحہ 404 میں درج ہے“

”الوجد صادق القلب من شوق وخوف وحزن وقلق ويجدی نقاء

القلب وحصول العلم والمكاشفة وربما لا يمكن تعبير منه“

ترجمہ: وجد صادق دل کے احوال جیسے شوق، خوف، غم، پریشانی (اضطراب) کو کہا جاتا ہے وجد دل کی صفائی لاتا ہے علم باطنی اور کشف اس سے حاصل ہوتا ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وجد کی تعبیر ہی ممکن نہیں رہتی۔

”اور عمر بن عثمان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”لا يقع على كيفية الوجد عبارة لانه سر الله عند عباد المؤمنين

الموقنين“ ”کما فی احیاء العلوم: جلد: ۲: ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجد کی کیفیت عبارتہ میں نہیں آسکتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا راز ہے۔ کامل یقین رکھنے والے مسلمانوں کے ساتھ۔

”اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد عبارة من حالة يثمرها السماء وهو عارذ حق جديد عقيب  
السماء يجده المستمع من نفسه“ ”كما في الاحياء العلوم في آثار السماع  
وآدابہ: جلد: ۲: ص: ۲۶۱“

ترجمہ: وجد ایسی حالت کو کہا جاتا ہے جو کہ نعت خوانی سے پیدا ہوتی ہے۔ نعت سننے والا اس  
وارد حق کو اپنے اندر پاتا ہے۔

”امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں“

”الوجد الحق هو ينشاء من فرط حب الله وصدق ارادته وشوق  
الى لقائه“ ”كما في الاحياء“

ترجمہ: وجد حق اللہ تعالیٰ سے کامل محبت اور سچی ارادۃ اور اللہ جل شانہ سے ملاقات کے  
شوق کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔  
”اور ابوالحسین دراج فرماتے ہیں“

”الوجد عبارة عما يوجد عند السماع، وقال: حال بي السماع في  
ميادين البهاء فاوجدني وجود الحق عند العطاء فسقاني بكاس الصفاء  
فادرکت به منازل الرضاء واخرجني الى رياض التنزه والفضاء“ ”كما في  
الاحياء: ج: ۲: ص: ۲۹۲“

ترجمہ: حضرت ابوالحسین دراج رحمۃ اللہ علیہ سماع میں پائے جانے والے وجد کے بارے  
میں فرماتے ہیں، وجد اس چیز کو کہتے ہیں جو سماع کے وقت پائی جاتی ہے۔ وہ فرماتے ہیں مجھے  
سماع رونق کے میدانوں میں دوڑاتا ہے تو عطا کے وقت وجود حق نے مجھ پر وجد طاری کر دیا۔  
اور مجھے جام صفا پلایا جس سے میں نے رضا کی منازل کو پایا اور اس نے مجھے ہوا خوری



اور فضاء کی باغ کی سیر کرائی۔

”اور ابوسعید بن اعرابی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”الوجد اول درجات الخصوص وهو میراث التصدیق بالغیب

فلما ذاقوه وسطع فی قلوبہم نورہ ذال عنہم کل شک وریب“ ”کما فی

الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۲“

ترجمہ: ابوسعید بن اعرابی فرماتے ہیں کہ وجد خصوصیات کا پہلا درجہ ہے اور یہ غیب کی

تصدیق کی میراث ہے جب وہ اسے چکھتے ہیں اور ان کے دلوں میں اس کا نور چمکتا ہے تو ان

سے ہر شک دور ہو جاتا ہے۔

”اور اسی طرح ابوسعید بن اعرابی فرماتے ہیں“

”الذی یحجب عن الوجد رؤية اثار النفس وتعلق بالعلائق

والاسباب: لان النفس محجوبة باسبابها فاذا انقطعت الاسباب وخلص

الذکر وضح القلب ورق ووصفا ونجحت الموعظة فيه وحل من المناجات

فی محل قریب وخطوب وسمع الخطاب باندواعیة وقلب شاہد وسر

ظاہر فشاہد ما کان من خالیاً: فذالک هو الوجد لانه قد وجد ما کان معہ

وما عنده“ ”کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۲“

ترجمہ: ابوسعید بن اعرابی مزید فرماتے ہیں کہ نفس کے آثار کو دیکھنا اور اسباب سے تعلق

وجد کے سامنے حجاب ہے کیونکہ نفس اسباب کی وجہ سے پردے میں ہوتا ہے۔ جب اسباب

منقطع ہو جائیں ذکر خالص اور دل صاف اور رقیق ہو جائے اور اس میں نصیحت اثر کرے اور

مناجات کے سلسلے میں قریب کے مقام پر اتر جائے اسے خطاب ہو تو وہ اسے ہوش کے کانوں،

حاضر دل اور سر ظاہر سے سُنے اور جس سے خالی تھا اس بات کا مشاہدہ کرے تو یہ وجد ہے۔  
کیونکہ بعض اوقات وہ اس چیز کو پالیتا ہے جو اس کے پاس نہ تھی۔

”مزید فرماتے ہیں“

”الوجد ما يكون عند ذكر مزعج او خوف مقلق او توبيخ على ذلة  
او محادثة بلطيفة او اشارة الى فائدة او شوق الى غائب او آسف على فائده  
او ندم على ماض او استجلاب الى حال او داع الى واجب او مناجاة بسر،  
وهو مقابلة الظاهر بالظاهر والباطن بالباطن والغيب بالغيب والسر بالسر  
واستخراج مالک بما عليك مما سبق السعي فيه فيكتب ذالك لك بعد  
كونه منك، فيثبت لك قدم بلا قدم و ذکر بلا ذکر، اذ كان هو المبتدى  
بالنعم والمتولى واليه يرجع الامر كله فهذا ظاهر علم الوجد: واقوال  
صوفية من هذا الجنس كثيرة في الوجد“ ”كما في الاحياء: ج: ۲: ص:  
“۲۹۲“

ترجمہ: مزید فرماتے ہیں کہ وجد اس وقت ہوتا ہے جب ذکر حرکت دینے والا اور خوف  
پریشان کرنے والا ہو، پھسلنے پر جڑھک ہو یا کوئی لطیف بات کی جائے یا کسی فائدے کی طرف  
اشارہ ہو یا غائب کا شوق ہو یا فوت شدہ پر افسوس ہو، ماضی پر ندامت اور حال کو حاصل کرنا ہو،  
واجب کا داعی یا کسی سر قلبی سے مناجات ہو اور یہ ظاہر کا ظاہر سے، باطن کا باطن سے، غیب کا  
غیب سے، سر کا سر سے مقابلہ ہے جس چیز کے بارے میں تمہاری کوشش اور سعی مقدر سے  
نقصان کے بدلے اسے حاصل کرنا ہے تاکہ وہ تیری طرف سے ہونے کے بعد تیرے لئے  
لکھی جائے اور تمہارے لئے قدم بغیر قدم کے اور ذکر بغیر ذکر کے لکھا جائے کیونکہ وہی شروع

میں نعمت دینے والا اور کاموں کا کفیل ہے۔ اور تمام امور اسی کی طرف لوٹتے ہیں تو یہ علم وجد کا ظاہر ہے۔ اور وجد کے سلسلے میں صوفیاء کرام کے اس طرح کے اقوال بہت زیادہ ہیں۔ مختصر یہ کہ وجد طاری ہونے کیلئے استغراب، غم یا خوشی کا عظیم واقعہ اکثر ضروری ہوتا ہے اسی وجہ سے تمرین اور تمکین کے بعد تکوین باقی نہیں رہتی۔ اس لئے کہ استغراب باقی نہیں رہتا۔ جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو تلاوت قرآن کے دوران روتے ہوئے دیکھا۔ فرمایا: ”هكذا كنا حتى قست قلوبنا“ ”کما فی عوارف المعارف“

ترجمہ: ہم بھی اسی طرح کے تھے یہاں تک کہ ہمارے دل میں مضبوطی آگئی۔ یعنی تکوین تمکین سے بدل گئی اور استغراب ختم ہو گیا۔ اور اگر کبھی کبھی تمکین کے بعد بھی یہ حالت طاری ہوتی ہے ”جیسے کہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ“ ”ازدک و فک چاره نیست“

ترجمہ: تنگی اور کشادگی سے خلاصی (چارہ) نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جو منشی (نہایت) اللہ کے قریب تھے جب اصل اور خالص تجلی بغیر ظل اور صف کے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے ”وخر موسیٰ صعقا (الایۃ)“ مختصر اللہ سے فیض پانے کو وجد کہتے ہیں جو کسی بھی نوعیت کا ہو۔ جب تو اجد اور وجد کے معنی آپ کو معلوم ہو گئے اب ہم وجد اور حال کے اسباب اللہ کے فضل اور توفیق سے بیان کریں گے۔

نمبر: وجد، نعت، قرآن، سننے یا اللہ کے ذکر سے طاری ہوتا ہے۔

”جیسا کہ علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”و کثیرا تعرض هذه الحركة للسالكين عند الذكر او سماع

القرآن او ما يتأثرون به“ ”روح المعانی: سورة اعراف: آیت: ۱۵۵“  
ترجمہ: اکثر وقت سالکوں کو یہ حرکتیں ذکر یا قرآن مجید سننے یا شیخ کی توجہ سے پیش آتی ہیں  
”ما يتأثرون به“ سے اشارہ ہے نعت و منقبت سننے یا توجہ شیخ یا شیخ سے ملاقات  
کی طرف ہے۔ ”اور آیت کریمہ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتے ہیں“

”انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم (الآية)“

ترجمہ: بے شک مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں  
اس آیت میں بھی اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے وقت وجد طاری ہو جاتا ہے  
دل کا ڈر جانا وجد کی ایک قسم ہے۔

نمبر ۲: کبھی وجد، مشاہدہ، خوف اور ہیبت سے طاری ہوتا ہے۔ ”بخاری شریف کتاب  
التفسیر میں ہے“ ”وئيا بك فطهر فجنشت منه رعبا فرجعت فقلت زملوني  
الحديث“

ترجمہ: مجھ پر اس فرشتے کا رعب طاری ہوا (ڈرا) لوٹ کر گھر آیا۔ اور حضرت خدیجہ رضی  
اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: ”مجھے چادر میں لپیٹ دو“ رعب کا طاری ہونا یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے  
”اور آیت مبارکہ میں اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے“

”فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا وخر موسى صعقا (الآية)“

(سورت اعراف: آیت: ۱۶۳)

ترجمہ: جب پہاڑ پر رب نے اپنی تجلی کی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا، موسیٰ علیہ السلام بے  
ہوش ہو کر گر پڑے: حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو بے ہوشی طاری ہوئی یہ بھی وجد کی ایک قسم  
ہے جس کا سبب وہ ہیبت ہے یا اس بجلی کی عظمت ہے۔ حضرت امام ربانی کے قول کے مطابق

یہ تجلی ذاتی تھی۔ ظلی یا صفاتی نہیں تھی باقی تفصیل مکتوبات شریف میں درج ہے۔

نمبر ۳: وجد کبھی ایسے وقت میں طاری ہوتا ہے جب اپنی کسی خطا پر اللہ کا کوئی مقبول بندہ یا ولی اسے تنبیہ کرتا ہے جیسے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلم عبادانی کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔ مسلم عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس چار مہمان آئے ان میں سے ایک عتبہ الغلام بھی تھا تو کھانا کھانے کے وقت کسی نے یہ شعر پڑھا:

وتهلك عن دار الخلود مطاعم  
وللنفس غيها غير نافع  
ترجمہ: تمہیں آخرت سے غافل کرتے ہیں لذیذ کھانے اور نفس کی لذتیں جن کی تابعداری غیر نافع ہے۔

عتبہ الغلام چیخ کر بے ہوش ہو گئے۔

نمبر ۴: وجد کبھی ایسے وقت میں طاری ہوتا ہے جب ایک بلند مرتبے والا شخص کسی کی زبان سے اپنی تعریف سنے (اپنے بارے میں عزت و سعادت کے الفاظ سنے) جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے اپنی شان میں عزت و بلندی کے الفاظ سنے تو بھاگنے لگے اور پھر ناچنا شروع کر دیا۔ یہ حدیث مبارکہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد نمبر 2 صفحہ 304 میں آداب سماع میں ذکر کیا ہے۔ اس کی تفصیل انشاء اللہ و تعالیٰ آئندہ بیان کریں گے۔

نمبر ۵: وجد کبھی جنت و جہنم کے ذکر (یاد) سے بھی ہوتا ہے جیسے کہ صاحب ہدایہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

”فان ان او تاوه او بکى فارتفع بکائه ان کان من ذکر الجنة او

النار لم يقطعها لانه يدل على زيادة الخشوع“ ”هدايه باب ما يفسد الصلوة وما يكره فيها“

ترجمہ: اگر کوئی شخص نماز میں آہ کرتا ہے یا اوہ کرتا ہے یا روتا ہے اور اسکی آواز بلند ہوتی ہے تو یہ اگر جنت و جہنم کی یاد سے ہوتا ہے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اس لئے یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اس میں عاجزی ہے۔ انشاء اللہ یہ بحث بھی آئندہ تفصیل سے ذکر کریں گے۔

نمبر ۶: کبھی وجد ایک محسوس فائدہ یا خوش خبری سننے پر طاری ہو جاتا ہے جیسے کہ حدیث شریف میں آتا ہے۔

”انه عليه الصلوة والسلام اذا مر بآيته رحمة استبشر ودعا عنده“

”کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷“

ترجمہ: نبی کریم ﷺ جب رحمت کی آیتیں پڑھتے تو خوش ہو جاتے اور اس وقت دعا کرتے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیال میں (استبشار) یعنی خوش ہو جانا یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے۔

نمبر ۷: کبھی کبھی وجد کسی فوت شدہ شے پر فسوس کرتے ہوئے بھی طاری ہو جاتا ہے۔ جیسے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین بار حضور اکرم ﷺ کی یاد میں بے ہوش ہو گئے تھے۔

شفيبا اصبحي رضي الله تعالى عنه كوحديث سنا تے ہوئے ”کما فی

الترمذی ابواب الزهد باب ما جاء فی الرياء والسمعة“

نمبر ۸: وجد کبھی پرانی غلطی جو صادر ہوئی اس پر پشیمان ہونے کی وجہ سے بھی طاری ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں، صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح میں آیا ہے

ترجمہ: ان کی آنکھیں ایسی ایسی گھوم رہی تھیں گویا وہ پاگل ہوں۔ یہ بھی وجد کی ایک قسم

ہے۔ یہ روایت علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیقہ جلد: نمبر: 2: ص: نمبر: 524 میں ذکر کیا ہے۔ جو قسمیں ہم نے ذکر کی ہیں اس کے علاوہ بھی وجد کے اسباب ہیں۔ یہ آٹھ مثال کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ پڑھنے والوں کو معلوم ہو کہ وجد و حال کے اسباب بہت سارے ہیں جس طرح وجد و حال کے اسباب بہت زیادہ ہیں اسی طرح اقسام بھی بہت ساری ہیں۔

(۱) جس طرح وجد غم و خوف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ ترمذی شریف کی حدیث

میں یہ الفاظ ہیں ”شییتی ہود و اخواتها“ ”رواہ ترمذی“

ترجمہ: سورۃ ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

”امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث کے حوالے سے“

”وقوله عليه الصلوة والسلام شييتي هود و اخواتها خبر عن

الوجد فان الشيب يحصل من الحزن والخوف وذاك وجد“ ”اخرجه

الترمذی والحاكم كما في الاحياء: ج: ۲: ص: ۲۹۸: باب آثار السماء

وآدابه“

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا یہ خبر دینا کہ سورۃ ہود اور اس طرح کی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر

دیا۔ داڑھی کا سفید ہونا غم یا خوف کی وجہ سے یہ وجد کی قسم ہے۔

(۲) کبھی وجد رونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

”شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”واعلم ان للباكين عند السماع مواجيد مختلفة فمنهم من يبكي

خوفا ومنهم من يبكي شوقا ومنهم من يبكي فرحا“ ”كما في عوارف

المعارف: باب: ۲۳: ص: ۱۱۷“

ترجمہ: جان لو کہ سماع یا نعت خوانی کے وقت وجد کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف کی وجہ سے، بعض شوق و ذوق کی وجہ سے اور بعض خوشی و فرحت کی وجہ سے روتے ہیں۔

”جس طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ ”فکیف اذا جننا من کل امة بشہید (الآیة)“ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے سورۃ النساء تلاوت کر رہا تھا جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت پر پہنچے ”فکیف اذا جننا من کل امة بشہید (الآیة)“ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور بس: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو حضور اکرم ﷺ ”فاذا عیناہ تذرفان کی آنکھوں میں آنسو تھے۔“

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا ”فاذا عیناہ تذرفان“ تو حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ اور فرمایا (حسبک) (بس یہی کافی ہے)

”وفی روایة انه علیہ السلام قرء هذه الآیة او قرء عنده ان لدینا

انکالا وجحیما وطعاما ذا غصۃ وعذابا الیما“ ”فصعق“

ترجمہ: ایک اور روایت میں ہے کہ یہ آیت (ان لدینا) آپ ﷺ نے خود تلاوت کی یا

آپ کی موجودگی میں کسی اور نے تلاوت کی آپ ﷺ نے آواز بلند کی (ذکر اللہ سے) یاد

رہے کہ لغت میں لفظ صعق کا معنی بے اختیار اضطرابی کیفیت ہی مذکور ہے۔ ”کنافی

الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷“

(3) کبھی وجد ایسی صورت میں بھی ہوتا ہے کہ کوئی شور شرابہ، چیخ یا نعرہ مار کر بے ہوش

ہو جاتا ہے اور وجد ظاہر ہوتا ہے۔

”جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے“ ”کتاب الجنائز جلد نمبر: 1: صفحہ: 183 باب ما



جاء فی عذاب القبر“ میں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے ”ضحج المسلمون ضجة ای صاحبوا صيحة“ کہ مسلمانوں نے چیخیں مار دیں۔ یہی روایت امام نسائی نے نسائی شریف میں کتاب الجنائز جلد نمبر 1 صفحہ 226 میں ذکر کی۔ پچاس پر تفصیلی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے چل کر کریں گے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت مبارکہ سنی ”ان عذاب ربک لواقع“ (فصاح صيحة وخر مغشيا فحمل الی بیتہ فلم یزل فی بیتہ مریضا) تو سننے کے بعد چیخ مار کر بیہوش ہو کر گر پڑے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور آپ رضی اللہ عنہ کئی روز تک گھر پر بیمار رہے ”کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷“ ”جامع الاحادیث المسانید والمراسیل“ میں امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ذکر کیا ہے اس واقعہ کے بارے میں ”فخر مغشيا علیه الی الغد“ صبح تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے ہوش رہے ”وقال النابلسی رحمة الله تعالى عليه فی الحديقة الندية قرا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذا الشمس کورت حتی اذا بلغ واذا الصحف نشرت فخر مغشيا عليه وصار يضرب علی الارض ساعة كبيرة. وكذا فی تنبيه المغتبرین للامام الشعرانی رحمة الله عليه ایضاً“

اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حديقة النديه میں تحریر کیا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ علیہ نے اذا الشمس کورت تلاوت کی یہاں تک کہ (اذا بلغ واذا الصحف نشرت) جب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ بہت وقت تک ہاتھ اور پاؤں مبارک زمین پر مارتے رہے۔ اسی طرح کا واقعہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبيه

المعتبرین میں نقل کیا ہے۔

نمبر ۴: اور وجد کبھی (اقشعرار الجسد) یعنی اعضاء اور بدن پر لرزہ طاری ہونے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے قرآن میں ارشاد فرمایا۔

”اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها مثانی تقشعر منه جلود

الذین یخشون ربهم (الآیة)“ (سورہ زمر)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بہت خوب صورت باتیں نازل کی ہیں۔ ایسی کتاب جس کی آیت ایک دوسرے سے مشابہت رکھتی ہیں اور بار بار پڑھی جاتی ہیں ان کے جسم پر حرکت اور لرزہ طاری ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتے ہیں۔ جس طرح حدیث مبارکہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحب زادی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی تعریف میں فرماتی ہیں۔

”تسمع اعینهم وتقشعر جلودهم كما فی المظہری و سیاتی انشاء

اللہ تعالیٰ“

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے اور کھال لرزتے تھے۔ اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم جلد دوم صفحہ 298 میں تحریر کیا ہے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایک نیک نوجوان کو قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا اور اس کا بدن لرزنے لگا وہ نوجوان بہت خوش ہوا پھر اس کی مرض الموت میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی عیادت کیلئے گئے تو اس نوجوان نے کہا کہ میرے جسم کا لرزنا خوب صورت شکل کی صورت میں آیا اور کہا کہ (ان اللہ قد غفر لی بہا کل ذنب) ترجمہ: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میرے تمام گناہ بخش دیئے ہیں۔

تفسیر مظہری اور تفسیر مدارک میں سورۃ زمر کی آیت نمبر 23 کی تفسیر میں یہ حدیث شریف نقل کی ہے۔ (اذا اقشعر جلد المؤمن من خشية الله تحانت عنه الذنوب كما

يتحانت عن الشجرة اليابسة ورقها او كما قال عليه الصلوة والسلام)

ترجمہ: جب مومن کی کھال اللہ کے خوف سے لرزنے لگتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جڑ

جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے پتے جڑ جاتے ہیں۔

نمبر 5: وجد کبھی بے ہوشی کی صورت میں ہوتی ہے کہ انسان بے ہوش ہو جاتا ہے کبھی فریاد

کرنے لگتا ہے اور کبھی آہ یا سسکیوں کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور سینے کے لطائف کی

حرکت یا ذکر کرنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے کہ ترمذی جلد نمبر 2 صفحہ نمبر 63 میں

ابواب الزهد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حدیث بیان کرتے وقت تین بار بے

ہوش ہو جانا شفیاء اصبحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے حدیث بیان کرتے وقت۔

تفصیلی بحث انشاء اللہ تعالیٰ آگے بیان ہوگی۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ

رمضان المبارک کی رات میں امام کے پیچھے نماز باجماعت میں کھڑے تھے کہ یہ آیت مبارکہ

سننے کے بعد (ولئن شننا لنذهبن بالذی اوحینا الیک (الایۃ) (سورۃ الاسریٰ:

آیت نمبر: ۸۶) یہ آیت مبارکہ سننے کے بعد آپ نے بہت زور سے چیخ ماری۔ آیت کا ترجمہ

(اگر ہم چاہتے تو ہم لے لیتے جو ہم نے وحی کی ہے واپس لے لیتے۔ (وظن الناس انه

قد طارت روحه واحمر وجهه وارتعد فرائضه) لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی

روح مبارک پرواز کر گئی ہے۔ ان کا چہرہ مبارک سرخ ہوا۔ ان کا جسم لرزنے لگا۔

(الاحیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷: کتاب آداب السماع والوجد)

اور ملا علی قاری نے مشکوٰۃ کے مقدمے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق تحریر کیا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سنی۔ (ہذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لهم لیعتذرون (الآیة) فتغیر الشافعی رحمة اللہ تعالیٰ علیہ وارتعد وخر مغشیا علیہ) ”کما فی المرقاة: ج: ۱: ص: ۴۴“

تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ اور آپ لرزنے لگے اور آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جلیل القدر تابعی ربیع بن انعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے لوہار کی آگ دیکھی تو چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئے اور پانچ نمازیں بے ہوشی کے باعث قضا ہوئیں۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے سر ہانے بیٹھ کر یہ فرما رہے تھے کہ (ہذا واللہ هو الخوف) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قسم اللہ کی یہ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے۔ جیسے حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالت نماز میں غشی یا بے ہوشی طاری ہونا (مرقاۃ: ج: ۱: ص: ۴۵۴: عوارف المعارف: ص: ۵۱: مکتوبات شریف: مکتوب نمبر: ۱۱۸: دفتر نمبر: ۳)

اور حضرت زرارہ بن ادنیٰ تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ بنی قظیر کے محلے میں امامت کرایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ نماز فجر میں آیت مبارکہ (فاذا نقر فی الناقور فذالک یومئذ یوم عسیر) المدثر پڑھی اور بے ہوش ہو کر گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ اس حدیث شریف کے تحت تحفۃ الاحوذی شرح جامع ترمذی میں قرآن سن کر مرجانے کے چند واقعات تحریر کئے گئے ہیں۔

حضرت خلید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آیت مبارکہ (کل نفس ذائقة الموت)

کی تلاوت کی اور چند بار تکرار کیا۔ گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کم تردد... کب تک اسی آیت کا تکرار کرتے رہ گئے۔ اس سے چار جنوں کو تو مار چکے ہو جن کو آسمان کی طرف سر اٹھانے کی بھی ہمت نہ ہوئی پہلے ہی فوت ہو گئے یہ سن کر آپ رنج و غم سے اس قدر ٹھہرا ہو گئے کہ اہل خانہ تک حیران رہ گئے۔ گویا کہ بدل گئے تھے۔ (تحفة الاحوذی: ج: ۲: ص: ۵۲۴) اور یا ثعلبہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حالت نماز میں گر جانا اور چٹخیں مارنا اور بے ہوش ہو جانا اور وفات پا جانا یہ بھی عین جذب ہے (کما فی تنبیہ الغافلین)

6- اور وجد کبھی (رجفة البدن او رجفة القلب) (بدن کا لرزنا اور قلب کا لرزنا) کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے علامہ حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی میں اس آیت کریمہ (فلما اخذتهم الرجفة) کے نیچے ارشاد فرماتے ہیں۔ (ای رجفة البدن التي هي من مبادی صعقة الفناء عند طريان بوارق الانوار وظهور طوالع تجليات الصفات من اشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما تعرض هذه الحركة للسالكين عند الذكر او سماع القرآن او ما يتأثرون به حتى تكاد تتفرق اعضاءهم وقد شاهدنا ذلك في الخالدين رحمة الله عليهم من اهل الطريقة النقشبندية) (روح المعانی: ج: ۳: ص: ۸۶: سورة اعراف: آیت: ۱۵۵)

ترجمہ: جسم کا ہلنا جو فنا فی اللہ کے مقام کی ابتدا میں وارد ہوتا ہے جب انوار اور تجلیات کی روشنیاں اس پر برستی ہیں اللہ کی صفات کی تجلیات کا ظہور ہوتا ہے جو جسم ہلنے اور لرزنے لگتا ہے بہت سے سالکوں کو یہ حالت ذکر کے وقت قرآن کریم کے سننے کے وقت ہوتی ہے یا شیخ کی توجہ یا نعت خوانی یا سماع کے وقت پیش آتی ہے اس حد تک کہ قریب ہوتا ہے کہ اعضاء ایک

دوسرے سے جدا ہو جائیں اس حالت کو ہم نے مولانا خالد نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں خود ملاحظہ کیا جو سلسلہ نقشبندیہ سے وابستہ لوگ تھے اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف ”باب کیف بدا الوحي الى رسول الله ﷺ: ج: ۱: ص: ۳“ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔ ”قالت فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فواده (وفى رواية فرجف بواده) فدخل على خديجة بنت خويلد رضى الله تعالى عنها فقال زملونى زملونى فزملوه حتى ذهب عنه الروع“

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہونے کے بعد غار حرا سے واپس گھر تشریف لائے آپ کا دل مبارک ہل رہا تھا۔ دوسری روایت میں ہے آپ کے لطائف مبارکہ حرکت کر رہے تھے۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آپ ﷺ تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ مجھے چادر میں لپیٹ دو (تین مرتبہ فرمایا) تو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ ﷺ کے جسم اقدس پر چادر اڑھادی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بدن کا لرزنا یا ہلنا ختم ہو گیا۔ ہیبت زدہ شخص کو علاج کی غرض سے کپڑوں میں لپیٹنا عربوں کا عام دستور ہوتا ہے پھر بعد میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (يا ايها المزمّل) اور (يا ايها المدثر) اور خیرات الحسان: ص: ۳۶: فصل: ۱۵: میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ایک دن نماز فجر میں یہ آیت کریمہ (ولا تحسبن الله غافلا عما يعمل الظالمون) (الآیة) کی تلاوت کی تو آپ کے بدن پر کچھی طاری ہو گئی یہاں تک کہ لوگ سمجھ گئے کہ آپ پر وجد کی کیفیت طاری ہوئی ہے

7- اور وجد کبھی (حنین) یعنی رونے کی صورت میں اور کبھی (صعق) اور (خروار)

یعنی گرنا اور بے ہوش ہو جانے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جیسے کہ آیت کریمہ میں ہے

(فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دُکًا وخرّ موسیٰ صعقاً)

ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

مندرجہ بالا آیت کریمہ وجد کی حقیقت پر دلالت کرتی ہے۔ اور جیسے کہ شعب

الایمان میں اور ابن عادی نے کتاب الکامل میں حرب بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرسل

روایت نقل کی ہے اور امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷: میں نقل

کیا ہے (انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قرا عنده ان لدینا انکالا وجحیما وطعاما ذا

غصۃ وعذابا الیما) (فصق)

حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی گئی (ان لدینا) تو حضور اکرم

ﷺ بے خود ہو گئے۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب التفسیر باب قولہ تعالیٰ (لا

تسئلوا عن اشیاء (الآیۃ) (ج: ۲: ص: ۲۶۵: میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین

کے خوف کے معاملے میں حضور ﷺ کے وعظ کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے یہ روایت منقول ہے۔ (ففعلی اصحاب رسول اللہ ﷺ وجوہہم حنین)

ترجمہ: کہ صحابہ کرام نے اپنے چہرے ڈھانپ لئے اور فریاد و گریہ و زاری کر رہے تھے۔

8۔ اور وجد کبھی اس صورت میں ظاہر ہوتا ہے کہ انسان اپنے جسم کے کپڑے پھاڑتا ہے

جیسے عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقۃ الندیہ: ج: ۲: ص: ۵۲۵: میں فرماتے ہیں

(وانشد الشیخ الامام شہاب الدین احمد الزہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

متعلدرا عن کشف راس الفقراء فی الذکر بقولہ) حضرت شیخ شہاب الدین زہری

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہل تصوف اور فقہائے حقیقی کے ذکر کے وقت میں سر ٹکرانے کا عذر پیش کرتے ہوئے یہ اشعار تحریر کئے:

یلومونی فی کشف راسی واننی لمعترف انی علی ذالک اوجر  
لقصدی بہ اظہار ذلتی التی ہی المقصد الاسنی لمن یتبصر  
ترجمہ: یہ لوگ سر ٹکرانے میں مجھے ملامت کرتے ہیں حالانکہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مجھ کو اس کا اجر ملتا ہے اس لئے کہ میرا مقصد اپنی ذات اور عاجزی کا اظہار کرنا ہے جو کہ اہل بصیرت کے نزدیک بیش قیمت اور اعلیٰ مقصد ہے کہ انسان اپنی عاجزی کا اظہار کرے  
شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عوارف المعارف: ص: ۱۰۹: باب: ۲۲: میں فرمایا کہ حضرت رویم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا۔

”فمنہم من یمزق ثیابہ ومنہم من ینبکی ومنہم من یصبح“

ترجمہ: بعض سالک اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعض روتے ہیں اور بعض چنچیں مارتے ہیں۔

”اور اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

”ولا یعدان یغلب الوجد بحیث یمزق ثوبہ. آہ“ (کما فی

الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۳)

ترجمہ: اور یہ بات بعید نہیں کہ حال اور وجد کی کیفیت اتنی زیادہ ہو جائے کہ سالک اپنے کپڑے پھاڑنے لگے۔

”اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے بعض

ساتھیوں کے حوالے سے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں“

”رایت الشبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قائما یتواجد وقد خرق ثوبہ



وہو يقول“

اردت قلبی لصا دقہ

شفت ثوبی علیک حقا

وما لثوبی اردت خرقا

یدای بالجیب اذ برقاء

لکان الشق مستحفا

لو کان قلبی مکان جیبی

(کذا فی ہدایۃ السالکین: ص: ۲۲۲: فی رد المنکرین و فی احقاق المعالی:

ج: ۲: ص: ۵۲: کما فی الحدیقة: ج: ۲: ص: ۵۲۳)

ترجمہ: انہوں نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ کھڑے تھے اور وجد آپ پر طاری تھا اور اپنے کپڑے پھاڑ رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔ میں نے تیرے عشق میں اپنے کپڑے پھاڑ لئے اور میرا مقصد اپنے کپڑے پھاڑنا نہ تھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں اپنے دل کو پھاڑ لوں مگر میرا ہاتھ گریبان سے ٹکرا گیا اگر گریبان کی جگہ دل میرے ہاتھ میں آجاتا تو یہ پھٹ جانے کا زیادہ مستحق تھا۔

9- وجد کبھی اضطراب اور لرزنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ نے حضرت سہل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید حضرت ابوالحسن محمد بن احمد

سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت سہل بن عبد اللہ تستری کی صحبت میں ساٹھ

(۶۰) سال رہا مگر آپ پر کبھی وجد طاری ہوتا نہ دکھائی دیا (اس لئے کہ وہ منتہی تھے) لیکن آخر

میں ایک مرتبہ ایک آیت کریمہ (الملک یومئذ الحق للرحمن) سنی تو سخت

اضطراب طاری ہوا اور ان پر جذب کی کیفیت طاری ہوئی۔ (کما فی الاحیاء: ج: ۲:

ص: ۳۰۳)

”اور مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں“

درس شان آشوب وجرخ وزلزہ فی زیارة ونہ باب وسلسلہ  
(مثنوی شریف: دفتر چہارم)

ترجمہ: اللہ کے عاشقوں کا درس آنسو بہانا اور لرزنا اور کچپی طاری ہونا ہے۔ کتاب زیارۃ کے نوابواب نہ تو پڑھتے ہوتے ہیں اور نہ ہی درس کا سلسلہ ہوتا ہے۔

10۔ وجد کبھی اس صورت میں ہوتا ہے کہ زبان سے جاری ہو اللہ یا صویا آہ یا مکمل الفاظ زبان سے ادا ہوتے ہیں جیسے صاحب ہدایہ، علامہ برہان الدین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

”وان ان فیہا اوتارہ او بکی فارتفع بکائہ ان کان من ذکر الجنة او النار لم یقطعہا لانہ یدل علی زیارۃ الخشوع و سیاتی مفصلاً انشاء اللہ تعالیٰ“

ترجمہ: اگر نماز میں ایک شخص آہ یا اودہ یا صویا روتا ہے اور اس کا رونا بلند ہوتا ہے یعنی حروف خارج یا حاصل ہوتے ہیں اور اگر یہ رونا جنت یا جہنم کی یاد سے حاصل ہوا ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی اس لئے کہ یہ عاجزی اور انکساری کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کی پوری تفصیل بعد میں انشاء اللہ بیان کی جائے گی۔

”فتاویٰ امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں“ ذکر جنت و نار پر اگر گریہ طاری ہو اور آہ اف وغیرہما الفاظ زبان سے نکل گئے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور اگر ایک دو قدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں (در مختار میں ہے) ”لال ذکر جنة او نار“ (ردالمحتار میں ہے) ”لان الانین ونحوہ اذا کان بذکرہما صار کانه قالہ اللہم انی اسئلک الجنة واعوذ بک من النار ولو صرح بہ لاتفسد صلوتہ“

(فتاویٰ امجدیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۱)

امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (انوار قدسیہ: ج: ۲: ص: ۳۹) میں آداب الذکر میں فرماتے ہیں  
 ”اما مسلوب الاختیار فهو مع ما یرد علیہ من الاسرار فقد یجری  
 علی لسانہ: اللہ، اللہ، اللہ، اللہ، او هو، هو، او لا، لا، او آہ، آہ، آہ  
 او عا، عا، عا او آ، آ، آ او ہا، ہا، ہا او صوت بغير حرف او تخییط وادبہ  
 عند ذالک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فادبہ السکون من غیر  
 تقول“

ترجمہ: جو کچھ مسلوب الاختیار سالک ہے اپنے اسرار جو ان پر وارد ہوتے ہیں اسے معذور  
 سمجھا جائے گا۔ جب اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہو جائیں اللہ، اللہ، اللہ، اللہ کبھی ہو، ہو، ہو  
 کبھی لا، لا، لا کبھی آ، آ، آ کبھی عا، عا، عا کبھی ہا، ہا، ہا اور کبھی بغير حروف بامعنی کے آواز نکالنا  
 اور کبھی غیر معنی الفاظ کا اس کے زبان سے ادا ہونا۔ تو اس وقت سالک کیلئے ادب یہ ہے کہ اس  
 کا یہ وارد تسلیم کر لیا جائے اور جب وارد ختم ہو جائے پھر اس کے لئے ادب یہ ہے کہ سکون سے  
 اس سے کسی متعلق سوال نہ کیا جائے۔ (صاحب فقہ علی مذاہب اربعہ علامہ  
 عبدالرحمن جزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے (تانیف) یعنی اُف، اُف کرنا باقی  
 کی طرح شمار کیا ہے۔

11- اور وجد کبھی ہنسنے کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ امام بزار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 اپنے صحیح سند کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی  
 ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیلئے دعا فرمائی۔

”فضحکت عائشہ رضی اللہ عنہا حتی سقط رأسہا فی حجرہ من

الضحک فقال لها رسول الله ﷺ ایسرک دعائی؟ فقالت مالی لا یسرنی دعاؤک فقال رسول الله ﷺ لدعائی لامتی فی کل صلوة (الحدیث)“  
ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت رسول اکرم ﷺ کی دعائے مبارکہ سے اس قدر تبسم فرمایا کہ آپ کا سر مبارک حضور ﷺ کے دامن اقدس سے مس ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو میری دعا سے اس قدر خوشی ہوئی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: جی ہاں! کیوں نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں ہر امتی کے لئے ہر نماز کے بعد یہی دعا کرتا ہوں۔ اس ہنسنے کی دو وجہ ہوتی ہیں یا وجد کا غلبہ اور خوشی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجد بھی اسی ہنسنے کی صورت میں ظاہر ہوتا تھا۔

12- وجد کبھی رقص کرنے یا بھاگنے کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ وجد کی حالت میں ایک پاؤں پر بھاگے تھے۔ یہ بھی وجد کے باعث ہوا۔ (کما فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۳۰۴)  
اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

”فکان هذا اصلا فی رقص الصوفیة رحمة اللہ تعالیٰ علیہم“

ترجمہ: یہ اصل ہے تصوف میں اہل تصوف کیلئے رقص کرنا۔

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیقہ: ج: ۲: ص: ۵۳۲: میں شیخ نجم الدین عذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔ کبھی وجد انسان پر غالب ہو جاتا ہے کہ اس سے ایسے افعال و احوال صادر ہوتے ہیں کہ وہ بظاہر مجنون نظر آتا ہے۔

”کالرقص والدوران وتخریق الثوب وہی حالة شریفة“

ترجمہ: جیسے رقص کرنا، گول دائرے کی صورت میں گھومنا، کپڑے پھاڑنا یہ اچھی حالت ہے۔

”صاحب فتاویٰ خیریہ نے تحریر کیا ہے کہ“

”اما الرقص ففيه للفقهاء رحمة الله تعالى عليهم كلام منهم من منعه ومنهم من لم يمنع حيث وجاء لذة الشهود وغلب عليه الوجد واستدل بما وقع لجعفر بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه لما قال له النبي ﷺ اشبهت خلقي وخلقي... فحجل وفي رواية رقص من لذة هذا الخطاب“

(فتاویٰ خیریہ علی ہامش تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ: ج: ۲: ص: ۲۸۳: کذا فی الاحیاء: ج: ۵: ص: ۱۲: وکذا فی تفسیرات احمدیہ: ص: ۶۰۲)

ترجمہ: رقص کے بارے میں فقہاء عظام کے درمیان اختلاف ہے۔ بعض فقہاء رقص کو منع کرتے ہیں اور بعض فقہاء منع نہیں کرتے، جب شہود کا مزہ پاتے ہیں تو وجدان پر غالب آجاتا ہے اور ان کے لئے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بطور دلیل قرار دیتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ ان کی شکل شبابت، اخلاق حضور ﷺ سے مشابہ ہے تو انہوں نے ایک پاؤں سے دوڑنا شروع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے انہوں نے رقص کرنا شروع کیا۔

”علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رد المحتار: ج: ۳: ص: ۳۳۳: قبیل باب البغاث میں تحریر کیا ہے“

”والتحقيق القاطع للنزاع في امر الرقص والسماع. الخ وسياتي انشاء الله تعالى“

ترجمہ: وہ تحقیق جس سے اختلاف ختم ہو جاتا ہے سماع اور رقص کے بارے میں عارفوں کے لئے تفصیلی عبارت آگے بتائی جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

”پھر فرمایا“

”فقلت اسعی علی رجل وحق لمن دعاه مولاہ ان یسعی علی

الراس“ (ردالمحتار: ج: ۳: ص: ۳۳۷)

ترجمہ: پس میں کھڑا ہوا اور ایک پاؤں پر دوڑتا ہوں جسے آقا اپنی طرف بلائیں اسے چاہئے کہ سر کے بل بھاگ کر پہنچے۔

13- وجد میں کبھی انسان بیٹھے ہوئے بھی اور کندھوں کو گول دائرے کی صورت میں حرکت دیتا ہے کبھی سر کو جھٹکے سے حرکت دیتا ہے جیسے علامہ شامی مجموعہ رسائل جلد اول: ص: میں فرماتے ہیں:

”فقد سئل امام الطائفتین سیدنا الجنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان

اقواما یتواجدون ویتمایلون فقال دعوہم مع اللہ تعالیٰ یفرحون الخ (الی

ان قال) ولو ذقت مذاقہم لعذرتہم فی صیاحہم وشق ثیابہم“ (مجموعۃ

الرسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳)

ترجمہ: حضرت جنید بغدادی سے سوال کیا گیا کہ کچھ لوگ ذکر میں تاؤ پیچ کھاتے ہیں اس

کے متعلق کیا رائے ہے؟ حضرت جنید بغدادی نے فرمایا: کہ ان لوگوں کو اللہ کے ساتھ چھوڑ دو

کہ اپنی خوشیاں منائیں پھر مزید آپ نے فرمایا کہ یہ مزہ اگر تم نے چکھا ہوا تھا تو ان کو چھینیں

مارنے اور کپڑے پھاڑنے کو معذور سمجھتے۔ جیسے علامہ نابلسی نے حدیقہ (جلد دوم) ص: 523

میں فرمایا:

”کالرقص والدوران وتخریق الثیاب“ (کما فی الحدیقہ)

ترجمہ: رقص کرنا دائرے کی صورت میں گھومنا اپنے کپڑے پھاڑنا۔ اس کے علاوہ اور بھی

مختلف صورتیں ہیں جن سے وجد اور حال کی کیفیت ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے حضرت خواجہ باقی باللہ

رحمۃ اللہ علیہ کے توجہ مبارک سے نان فروش کا ظاہری رنگ، شکل و صورت حضرت خواجہ باقی باللہ کی صورت کے مشابہ ہو گئی تھی۔ بتوجہ اتحادی اور وجد و حال سے۔ (تفسیر عزیزی: ص: 338) ۱۳۳۸ ہجری قمری اور حرارت کا حاصل ہونا جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ میں مرقوم ہے۔ (وان جبینہ لیتفصد عرقا (ومیاتی انشاء اللہ تعالیٰ))

”اسی طرح وجد غم و خوف کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے، جس طرح ترمذی شریف کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ“

”شیبتنی ہود و اخواتہا“

ترجمہ: سورہ ہود اور اس جیسی سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

جیسا کہ غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ اور صحبت سے انتقال کر جاتے اور کچھ لوگ صحرا کی جانب چلے جاتے اور کچھ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو جاتے۔ (سیف المقلدین: ص: 538) جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اسی طرح حال کی کیفیت طاری ہو گئی تھی۔ انہوں نے چیخ ماری اور سر پر ہاتھ رکھا اور حیران و سرگردان باہر نکلے اور یہ بھی فیصلہ نہیں کر سکتے تھے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ تین دن اسی کیفیت میں گزار دیئے۔

”فصاح و وضع یدہ علی راسہ و خرج ہائما لایدری ابن یسویجہ مدۃ

ثلاثة ایام کما فی الحدیقة: ص: ۱۰۹“

مشہور تابعی اور فقہ کے بانی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے امام سے آیت: ”ولا تحسبن اللہ الخ“ سنی تو بدن پر کچھ طاری ہو گئی یہاں تک کہ دوسروں کو معلوم ہو رہی تھی۔ (الخیرات الحسنان: ص: ۳۹) ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ وجد و جذب کی

حالت میں بھاگنا، دوڑنا، زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا۔ نیز بلا اختیار کسی طرف چلے جانا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے چنانچہ رسالہ روح نماز: ص: ۲۳: میں حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے آیت ”ان عذاب ربك لواقع ما له من دافع. الآية“ سن کر بہت بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے، اٹھا کر گھرائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔

حضرت ابو جریب تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت صالح مری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تلاوت قرآن مجید سن کر چیخ ماری اور فوت ہو گئے۔ (انا لله وانا اليه راجعون) (حوالہ مذکورہ)

اس بیان سے غرض حصر اور تحدید نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ وجد کی اقسام اور صورتیں بہت زیادہ ہیں جن سے وجد ظاہر ہوتا ہے۔ وجد اور حال حقیقی عارف اور حقیقی اہل تصوف کیلئے بالکل ثابت ہے جب وجد اور تواجد کے معنی اور اقسام عامۃ الوقوع میں بیان کر دیئے گئے ہیں اور اب وجد کے لئے ثبوت دلائل اور حوالے قرآن کریم کی آیات مبارکہ، آثار صحابہ مبارکہ اور تابعین اور اقوال مفسرین اور محدثین اور فقہاء اور اقوال اولیاء و علماء سے مدلل اثبات انشاء اللہ تعالیٰ بیان کیا جائے گا۔

## اثبات وجد اور حال کے حق میں قرآنی آیات مبارکہ

اثبات میں قرآن مجید کی ان آیات کا تذکرہ کیا جائے گا جن سے مفسرین کرام نے

وجد اور حال کے حق میں دلائل پیش کئے۔

آیت نمبر 1: ”اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثنائی نقشع منہ



جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم وقلوبهم الی ذکر اللہ ذالک  
 ھدی اللہ یھدی بہ من یشاء ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد“ (سورہ زمر: آیت:  
 (۲۳)

ترجمہ: اللہ نے اتاری سب سے اچھی کتاب کہ اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہری بیان  
 والی اس سے بال کھڑے ہوتے ہیں ان کے بدن پر جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ پھر ان کی  
 کھالیں اور دل نرم پڑتے ہیں یا خدا کی رغبت میں۔ یہ اللہ کی ھدایت ہے راہ دیکھائے اسے  
 جسے چاہے اور جسے اللہ چاہے گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھلائے۔

تفسیر جلالین میں نقشہ کا معنی تر تعد (کانپنا، لرزنا) تحریر کیا ہے تفسیر مدارک  
 میں نقشہ کا معنی تحرک اور تضرب تحریر کیا ہے تفسیر مدارک میں تحریر کیا گیا ہے کہ کھال کی  
 حرکت کے ساتھ اعضاء کی حرکت اور ان کا لرزنا عین وجد اور حال ہے اس آیت کریمہ سے  
 وجد اور حال ثابت ہوتا ہے تفسیر مظہری جلد نمبر ۸: ص: ۲۰۸: اور روح البیان جلد نمبر  
 ۸: ص: ۹۹: وجد اور حال کے اثبات کے حوالے سے استدلال کیا گیا ہے تفسیر مظہری میں بے  
 ہوش ہونے کو حال اور وجد حقیقی اہل تصوف کیلئے اس آیت مبارکہ سے ثابت کیا گیا ہے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان سب کا انکار کرنے کے جوابات مدلل  
 طور پر اسی آیت کریمہ سے دیئے گئے ہیں امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انکار کا جواب بھی اسی  
 آیت کریمہ سے مدلل طور پر آیا۔ انشاء اللہ۔

آیت نمبر ۲: ”ولما جاء موسى لميقاتنا و كلمه ربه قال رب ارنى النظر

اليك قال لن ترانى ولكن انظر الى الجبل فان استقر مكانه فسوف ترانى

فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا فلما افاق قال سبحنک  
تبت الیک وانا اول المؤمنین“ (سورہ اعراف: آیت: ۱۴۳)

ترجمہ: اور جب آئے موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر اور گفتگو کی ان  
سے ان کے رب نے (تو اس وقت) عرض کی اے میرے رب مجھے دیکھنے کی قوت دے تاکہ  
میں تیری طرف دیکھ سکوں۔ اللہ نے فرمایا: تم ہرگز نہیں دیکھ سکتے مجھے البتہ دیکھو اس پہاڑ کی  
طرف سو اگر یہ ٹھہرا رہا اپنی جگہ پر تو تم بھی دیکھ سکو گے مجھے پھر جب تجلی ڈالی ان کے رب نے  
پہاڑ پر تو کر دیا اسے پاش پاش اور گر پڑے موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر۔ پھر جب آپ کو  
ہوش آیا تو عرض کی پاک ہے تو (ہر نقص سے) میں توبہ کرتا ہوں تیری جناب میں اور میں سب  
سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔ پس جب پہاڑ اور جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ  
تعالیٰ کی تجلیات برداشت کرنے کی طاقت نہ رکھ سکے بالخصوص جب اصل اور خالص تجلی بغیر  
ظل (سایہ) کے تھی تو فقراء صوفیہ رحمۃ اللہ علیہ کس طرح برداشت کر سکیں گے۔ امام ربانی  
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں منتہی پر بھی اصل اور خالص تجلی بغیر ظل کی جب پڑ جائے تو اس پر بھی  
حیرت اور گر جانا، بے ہوشی کا طاری ہونا لازمی ہے۔ اس کے بناء چارہ نہیں بلکہ منتہی بھی  
مغلوب الحال ہو جاتا ہے۔ صرف ایک ذات اقدس حضرت رسول اکرم ﷺ ہی ہیں جو کہ  
شب معراج ذات باری تعالیٰ کی رؤیت سے مشرف ہو کر بھی برداشت کر سکے اور بال برابر بھی  
نہ ہلے اس لئے کہ ایسی استعداد آپ ﷺ کے سوا کسی کو بھی حاصل نہیں۔ (مکتوبات مجددیہ) تو  
بہت سے اولیاء کرام تابعین پر غشی طاری ہو جاتی ہے اسی طرح کی مثالیں پہلے بھی بیان کی  
جا چکی ہیں اور مزید تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔

منتہی لوگوں پر بھی یہ حال (جریان السموع او اقشعرار الجسد) وارد ہوتا

ہے مگر ان کی کیفیت اس طرح ہوتی ہے کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں رواں دواں ہوتے ہیں اور ان کا جسم حرکت میں آجاتا ہے۔ (کما فی المظہری)

آیت نمبر ۳: ”واختار موسیٰ قومه سبعین رجلا لیمیقانا ای اختار موسیٰ سبعین رجلا من اشراف قومه ونجباء ہم اهل الاستعداد والصفاء والطلب والارادة والسلوک (فلما اخذتهم الرجفة) ای رجفة البدن التي هی من مبادی صعقة الفناء عند طریان بوراق الانوار وظهور طوابع تجلیات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما تعرض هذا الحركة للسالكين رحمة الله تعالى عليهم عند الذكر او سماع القرآن او ما يتاثرون به حتى تكاد تتفرق اعضاءهم وقد شاهدنا ذلك في الخالدين من اهل الطريقة النقشبندية وربما يعتریهم فی صلاتهم مباح معه فمنهم من يستأنف صلواته لذلك ومنهم من لا يستأنف وقد كثر الانكار عليهم وسمعت بعض المنكرين يقولون ان كانت هذه الحالة مع وجود العقل والشعور فهي سوء ادب ومبطله الصلوة قطعا وان كانت مع عدم شعور وزوال عقل فهي ناقضة للوضوء ونراهم لا يتوضون. واجيب بانها غير اختيارية مع وجود العقل والشعور وهي كالعطاس والسعال ومن هنا لا ينتقض الوضوء بل ولا تبطل الصلوة. ونص بعض الشافعية ان المصلي لو غلب عليه الضحك في الصلوة لا تبطل صلواته ويعذر لك فلا يبعد ان يلحق ما يحصل من آثار التجلیات الغير الاختيارية بما ذكر (للعلة المشتركة بينهما) ولا يلزم من كونه غير اختیاری كونه صادرا من غير شعور فان حركة المرتعش غير

اختیاریۃ مع الشعور بها وهو ظاهر فلا معنى للانكار. انتھی“ (تفسیر روح

المعانی: ج: ۳: ص: ۱۵۵: سورة اعراف)

ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر۰۷ افراد ہمارے میقات کیلئے منتخب کئے پس جب ان کو رخصہ نے پکڑ لیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح المعانی جلد ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے (۷۰) ایسے آدمی منتخب کئے جو کہ شریف، بزرگ، با استعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب ان کو رخصہ نے پکڑ لیا یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی صفحہ کی ابتداء میں پیش آتی ہے انوار رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے جس اثر سے بدن اقشعرار الجسد حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات میں یہ حالت سالکین طریقت کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہیں۔ یہاں تک کہ ایسا لگتا ہے کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولینا خالد قدس سرہ کے مریدین میں مشاہدہ کی ہے اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں۔ پس بعض نماز اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے اور بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور عقل اور شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس اعتراض مذکورہ کے جواب میں کہوں گا۔ کہ نماز میں یہ حالت مذکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے با

وجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے اس لئے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز باطل ہے اور شوائع نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسنا غالب آ جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائیگا۔ بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کے غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کیونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر باہر کا معاملہ ہے۔ پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

آیت نمبر ۴: ”انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم“ (سورہ

الانفعال: آیت: ۲)

ترجمہ: بے شک مومن وہ ہے جب اللہ کا ذکر ہو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ وجد ثابت کرتی ہے اسلئے کہ خوف اور خشیت طاری ہو جانا ذکر الہی کے وقت یہ بھی وجد ہی کی ایک قسم ہے جو اس سے پہلے وجد کی اقسام میں اجمالی طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تفصیلاً انشاء اللہ تعالیٰ بیان کریں گے۔

آیت نمبر ۵: ”لو انزلنا ہذا القرآن علی جبل لراہتہ خاشعاً متصدعاً من

خشية اللہ“ (سورہ حشر: آیت: ۲۱)

ترجمہ: اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو پہاڑ پر تو تم اس پہاڑ کو دیکھتے کہ اللہ کے خوف سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔ یہ آیت کریمہ اثبات وجد پر صریح دلیل ہے جب قرآن کریم کی نزول سے پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے تو چاہئے کہ انسان کے بدن اور دل پر بھی اس کے آثار طاری ہوں یعنی خوف اور خشیت کے آثار طاری ہو جیسے رونا، بے ہوش ہونا، لرزہ طاری ہونا، یادگیر

احوال جو وجد کی اقسام میں درج کی جا چکی ہے۔

آیت نمبر ۶: ”یا ایہا المزمل“

ترجمہ: اے وہ شخصیت جو لباس نبوت سے آراستہ و پیراستہ ہو۔ (یہ آیت کریمہ بھی وجد ثابت کرتی ہے۔ جیسے بخاری شریف (باب کیف بدأ الوحي الى رسول الله ﷺ) حدیث اور کتاب التفسیر حدیث سے واضح ہے اور پہلے اسباب وجد اور اقسام وجد میں بیان ہو چکا ہے۔ تفصیل انشاء اللہ آگے بیان کی جائے گی۔

آیت نمبر ۷: ”یا ایہا المدثر“

ترجمہ: (اے بالاپوشی زیب تن کرنے والے) اس آیت کریمہ سے بھی وجد کی اثبات پر استدلال بعینہ (یا ایہا المزمل) کی طرح استدلال ہوتا ہے اور اس کے علاوہ بھی بہت ساری دیگر آیات مبارکہ موجود ہیں جن سے استدلال ثابت ہوتا ہے۔

وجد اور حال کے اثبات میں احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ کرام

اور تابعین اور ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اس باب میں ان احادیث اور آثار کا تذکرہ کیا جائیگا جن سے وجد اور حال کا ثبوت

ہوتا ہے۔

حدیث نمبر ۱: امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخاری شریف کے پہلے باب

(کیف بدأ الوحي الى رسول الله ﷺ) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سے روایت نقل کی ہے۔

”فجاء الملك فقال اقرأ فقلت ما انا بقارى قال فاخذنى ففطنى

حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارى فاخذني فغطني الثانية حتى بلغ منى الجهد ثم ارسلني فقال اقرأ فقلت ما انا بقارى فاخذني فغطني الثالثة ثم ارسلني فقال اقرأ باسم ربك الذى خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم. فرجع بها رسول الله ﷺ يرجف فواده (وفى رواية ترجف بواده) فدخل على خديجة بنت خويلد رضى الله تعالى عنها فقال زملوني زملوني حتى ذهب عنه الروع “(بخارى: ج: ۱: ص: ۳: باب بدا الوحي)

ترجمہ: اس کے بعد میرے پاس فرشتہ آیا اور فرشتے نے کہا: پڑھے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر اس فرشتے نے مجھے اپنے سینے کے ساتھ ملا کر زور سے بھینچا۔ یہاں تک کہ مجھے مشقت میں ڈالا۔ پھر علیحدہ کیا۔ پھر کہا: پڑھے! میں نے کہا: میں پڑھنے والا نہیں۔ پھر مجھے اپنے سینے کے ساتھ ملا کر زور سے دبایا۔ یہاں تک کہ مجھے مشقت میں ڈالا۔ پھر سینے سے علیحدہ کیا۔ پھر کہا: پڑھے! میں نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ پھر سینے کے ساتھ ملا کر زور سے دبایا اور کہا: پڑھے! اقرأ باسم ربك الذى خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربك الاكرم الذى... (پڑھو! اس ذات کے نام کے ساتھ جس نے پوری مخلوق کو پیدا کیا اور انسان کو خون کے لوٹھڑے کے ٹکڑے سے پیدا کیا۔ اس رب کے نام پر پڑھو جو کریم ہے) پس اللہ کے رسول ﷺ ان آیات مبارکہ کو لے کر واپس تشریف لائے تو آپ کا قلب مبارک حرکت کر رہا تھا۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا: میرے اوپر کپڑے ڈالو۔ (دو مرتبہ فرمایا) یہاں تک کہ وہ خوف، رعب اور ہیبت رخصت ہوئی۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر جبریل امین نے توجہ کی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی گردن مبارک، سینہ مبارک کا ہلنا وجد کے باعث ہے اور جبریل امین کی توجہ وحی کی منتقلی کے لئے تھی۔

یہاں پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا کہ ساری کائنات میں سب سے بڑے روحانی پیر، روحانی شخصیت حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے (تمام انسانوں، جنوں اور فرشتوں کیلئے) جیسے امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”المبدأ والمعاد“ میں ذکر کیا ہے کہ یہ توجہ باطنی کمالات اور درجات کے بلند کرنے کیلئے نہیں تھی بلکہ یہ مناسبت کیلئے تھی۔ انسان اور فرشتے کے درمیان۔ اور جبریل امین علم ظاہر کے استاد تھے مگر علم باطن کی کامل شخصیت اور پیشوا حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس ہے۔

اس حدیث کے مضمون کے مطابق ”كنت نبياً و آدم بين الروح والجسد وفي رواية بين الماء والطين“ عالم ارواح میں سید الانبیاء ﷺ نور مجسم تمام ملائکہ اور تمام مخلوقات اور تمام اولیاء کرام کی ارواح کو معرفت خداوندی عطا کرنے والی توجہ دینے والے اور خبر کرنے والے بلکہ تمام ارواح کو بھی سید الانبیاء ﷺ نے توجہ باطنی دی اور ان کو سید الانبیاء ﷺ نے خبر دی گربات اتنی ہے کہ جس روح نے عالم ارواح میں استفادہ کیا تو عالم اجساد میں بھی اسے ہدایت اور نور قبول کرنے کا موقع ملا۔ اور جو وہاں محروم رہا اس دنیا میں بھی محروم رہا۔ معاذ اللہ۔

حضرت عبدالرحمن بابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ازل کے دن کسی نے کمایا اور کسی نے گنوا دیا۔

مقصد یہ ہے کہ تمام کائنات کیلئے علم باطن کے استاد اور پیشوا حضرت رسول اکرم



ﷺ ہیں۔ اور علم ظاہر کے استاد حضرت جبریل امین علیہ السلام ہیں لیکن چونکہ علم باطن کے استاد کا مرتبہ علم ظاہر کے استاد کے مرتبے سے بلند اور اعلیٰ ہے جیسا کہ امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”المبدأ والمعاد“ میں لکھا ہے کہ علم باطن اشرف ہے بہ نسبت علم ظاہر کے۔ اللہ کے رسول ﷺ کا حق مبارکہ جبریل امین علیہ السلام کی نسبت بلند ہے اس حدیث مبارکہ میں جبرائیل علیہ السلام کا حضور ﷺ سے معانقہ کرنا اور علیحدہ ہو جانا اس سے توجہ ثابت ہوتا ہے اور یہ توجہ علم باطنی کے لئے نہیں تھی کیونکہ نبوت اور علم باطن حضور ﷺ کو پہلے ہی حاصل تھا جیسے کہ حدیث مبارکہ میں ہے۔ بلکہ یہ توجہ صرف مناسبت کے لئے تھی اور وحی الہی جبریل امین سے اخذ کرنے کیلئے تھی۔

الغرض مذکورہ صورت روایت وجد اور حال ثابت کرتی ہے۔ جو صاحب بصیرت لوگوں پر مخفی نہیں۔

حدیث نمبر ۲: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی باب میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

”ولقد رأيتہ ينزل عليه الوحي في اليوم الشديد البرد فيفصم عنه

وان جبينه ليتفصد عرقاً“ (رواه البخاری)

ترجمہ: یقیناً میں دیکھتی تھی کہ رسول اکرم ﷺ پر سخت سردی کے دنوں میں وحی نازل ہوتی اور فرشتہ واپس چلا جاتا تو حضور ﷺ کی پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرات نمودار ہوتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ پر وحی کی تاثیر اور ثقل کے باعث گرمی کی کیفیت اور پسینہ آنا حالانکہ سخت سردی کا موسم ہوتا۔ سخت سردی میں حرارت کی کیفیت اور پسینے کے قطرات کا نمودار ہونا۔ یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے گرمی اور حرارت جیسے وحی اور تاثیر

ملائکہ کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح اولیاء کرام مشائخ عظام کی صحبت میں اور ان سے ملاقات کے وقت میں انوار الہیہ اور تجلیات ربانیہ کا نزول ہوتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی وجد اور حال کا ثبوت واضح ہے۔

حدیث نمبر ۳: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب التفسیر میں باب قولہ تعالیٰ (فکیف اذا جننا من کل امة بشہید۔ الآیة)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”قال لی رسول اللہ ﷺ وهو علی المنبر اقرأ علی قلت اقرأ علیک وعلیک انزل قال انی احسب ان اسمعه من غیری فقرات سورة النساء حتی اتیت الی هذه الآیة (فکیف اذا جننا من کل امة بشہید و جننا بک علی هولاء شہیداً) قال حسبک الآن فالتفت الیه فاذا عیناه تذرفان“  
(بخاری: ج: ۲: ص: ۶۵۹: کتاب التفسیر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے اللہ کے رسول ﷺ نے اس وقت فرمایا کہ جبکہ وہ منبر پر جلوہ افروز تھے: آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قرآن سناؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ (ﷺ) قرآن کریم تو خود آپ کی ذات اقدس پر نازل ہوا ہے تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے پسند ہے کہ میں دوسروں سے تلاوت سنوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۃ النساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ اس آیت مبارکہ پر پہنچے: (فکیف...) تب آپ ﷺ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ: میں نے آپ ﷺ کے چہرہ انور کی جانب دیکھا۔ آپ ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس حدیث مبارکہ سے بھی وجد کا ثبوت واضح ہے۔ اس لئے کہ رونا وجد کی انواع میں سے ایک نوع ہے جو پہلے اقسام

وجد کے تذکرہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

حدیث نمبر ۴: اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شمائل ترمذی کے (باب ما

جاء فی بکاء النبی ﷺ) میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک روایت نقل کی ہے:

”قال انكسفت الشمس يوما على عهد رسول الله ﷺ فقام

رسول الله ﷺ يصلي حتى لم يكد ير كع ثم ركع فلم يكد يرفع راسه ثم

رفع فلم يكدان يسجد ثم سجد فلم يكدان يرفع راسه ثم رفع فلم يكدان

يسجد ثم سجد فلم يكدان يرفع راسه فجعل ينفخ ويبكي. الحديث“ (رواه

الترمذی: ۱۶۹)

ترجمہ: ایک دفع حضور اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں سورج گرہن ہو گیا آپ ﷺ نماز

کیلئے اٹھے اور اتنا اسیا قیام فرمایا کہ محسوس ہوا کہ رکوع ہی اٹھانے کے بعد ازاں رکوع ادا فرمایا

رکوع بھی طویل فرمایا قر۔ بتھا کہ سر مبارک حالت رکوع سے اٹھانے فرمائیے پھر سر مبارک اٹھا

یا اور پھر بہت دیر کھڑے رہے پھر سجدہ ادا فرمایا سجدہ بھی نہایت طویل فرمایا اور سجدوں کے

درمیان جلاہ بھی نہایت طویل فرمایا۔ پھر دوسرا سجدہ ادا فرمایا یہ بھی طویل سجدہ تھا سجدے میں

حضور ﷺ اوہ اوہ فرما رہے تھے اور گریہ وزاری جاری تھی۔ ایسا رونا کہ جس سے رونا حاصل ہو

جائے یہ بھی عین وجد ہے جیسا کہ فقہائے کرام نے فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص

حالت نماز میں اللہ کے خوف یا جنت یا دوزخ کے خیال سے روتا ہے اور رونے میں اف و آہ

کرتا ہے یا الفاظ حاصل ہوتے ہیں اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ خوف عین اللہ کا

خوف ہے اور یاد الہی کی وجہ سے ہے۔ اور ابوداؤد شریف میں یہ الفاظ موجود ہیں: (وقال فی

سجدتہ اف اف) حضور اکرم ﷺ نے حالت نماز میں اف اف کہا۔ آپ ﷺ کا حالت

نماز میں اف اف کرنا کثرت خشیت کی وجہ سے ہے۔ اس حدیث سے بھی وجد ثابت ہوتا ہے۔  
یہ بھی وجد کی ایک نوع ہے۔

حدیث نمبر ۵: امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں حضرت مطرب بن عبد اللہ بن شحیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور وہ اپنے والد سے۔

”قال اتيت رسول الله ﷺ وهو يصلي ولجوفه اذير كاذير

المرجل من البكاء. وفي رواية اذير الرحي“ (رواه الترمذی)

ترجمہ: وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے قریب حاضر ہوا تو آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے آپ ﷺ کے سینہ مبارک سے ابلتی ہوئی ہانڈی کی طرح آواز آرہی تھی جو کہ آپ ﷺ کے گریہ کے سبب تھی۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ چکی کے گھومنے کی طرح آواز خارج ہو رہی تھی۔ ”فتح القدیر شرح ہدایۃ: باب یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا: ج: ۱: ۳۳۶“ میں اس حدیث شریف سے یہ دلیل اخذ کی ہے کہ!

”وهذا حجة على الشافعي رحمة الله تعالى عليه من انه يقول ان

الانين والتاوه والبكاء يقطع الصلوۃ مطلقا اذا حصل منه حروف لان باذین  
المرجل يحصل الحروف لمن یصغی“

ترجمہ: یہ حدیث مبارکہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ پر حجت ہے اس لئے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اوہ اور رونا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ جب ان سے حروف حاصل ہو جائیں حالانکہ یہ بات سب کو معلوم ہے کہ ہانڈی کے ابلنے سے حروف ضرور حاصل ہوتے ہیں اگر کوئی شخص کان لگا کر سن لے۔ لہذا اس

حدیث مبارکہ سے وجد ثابت ہوتا ہے اور عین حالت نماز میں رونا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ (جریان الدموع او اقسعرار الجسد) یعنی آنسوؤں کا جاری ہونا اور جسم کا لرزنا غالباً حال ہے منتہی لوگوں کا اور ابتداء اور درمیان میں بہت سارے احوال وارد ہوتے ہیں جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔ منتہی لوگوں پر بھی کئی قسم کے احوال وارد ہوتے ہیں جسکی تفصیل آگے بیان کی جائے گی۔

حدیث نمبر ۶: اس طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کی ہے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔ (باب ما جاء فی شیب رسول اللہ ﷺ) ”قال: قال ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا رسول اللہ ﷺ قد ثبت قال شیبینی سورة هود والواقعة والمرسلات وعم يتساء لون واذا الشمس كورت“

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ریش مبارک میں سفید بال آگئے ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سورة هود والواقعة والمرسلات وعم يتساء لون اور اذا الشمس كورت نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ ریش سفید ہونے کے آثار امت کے غم اور ضعف کے باعث ہیں۔ اس لئے کہ سورة هود میں (واستقم كذا امرت ومن اتبعك من المؤمنین)

ترجمہ: ثابت قدم رہو جس طرح تمہیں حکم ہے وہ بھی ثابت رہے جو تمہارے پیروکار مومن ہیں رسول اللہ ﷺ کیلئے استقامت اور قرآن پر حکم بالکل بھی مشکل نہیں کیونکہ حضور ﷺ کے اخلاق قرآن کریم پر عمل ہے مگر امت کے لئے استقامت کا حکم ہے اور عام امتی کیلئے

استقامت بہت مشکل کام ہے۔

”امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں“

(الاستقامت للامة امر شديد صعب ولذا امروا بدعاء الهداية

والاستقامة في كل صلوة وفي كل ركعة 'ملخصاً') (كما في المرقاة)

ترجمہ: استقامت تمام امت کے لئے بہت مشکل کام ہے اسی وجہ سے امت کیلئے ہر نماز

میں ہر رکعت میں استقامت علی الہدایۃ کا حکم ہے۔ تو یہ غم و درحقیقت امت کیلئے ہی ہے

جس طرح قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں کہ (رزقنا اللہ

سبحانہ وتعالیٰ وایاکم الاستقامة علی سبیل الشریعة والطریقة والحقیقة

واحفظنا وایاکم من زلة الاقدام وسوء الخاتمة آمین۔ بحرمة مرشدنا الکریم

ولاسیما بحرمة سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم آمین)

اسی طرح سورۃ واقعہ اور سورۃ مرسلات اور عم یتساء لون اور سورۃ تکویر میں قیامت کی

سختیاں اور خوفناک واقعات گزری ہوئی امتوں کے انکار اور نافرمانی کی وجہ سے ہلاکت کے

واقعات مذکور ہیں۔ اسی وجہ سے امت کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر غم کے آثار ضعف اور ریش

مبارک کا سفید ہونا ظاہر ہوا۔ اور ان آثار کا ظاہر ہونا بھی وجد کی ایک قسم ہے۔ جیسے کہ اقسام

وجد میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

”حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں احیاء العلوم: ج: ۲:

ص: ۲۹۸: میں باب آثار السماع و آدابہ) میں فرماتے ہیں“

”وقوله عليه الصلوة والسلام شيتي هود واخواتها خبر عن

الوجد فان الشيب يحصل من الحزن والخوف وذاك وجد“ (كما في

الاحياء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۸)

ترجمہ: حضور ﷺ کا فرمان سورہ ہود کی طرح سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔ یہ بتانا خبر دینا ہے کہ داڑھی کا سفید ہونا بھی غم ہی کی وجہ سے ہے اور یہ وجد کی اقسام میں سے ایک ہے۔  
حدیث نمبر ۷: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیہقی شعب الایمان اور ابن عدی کی (اکامل) کے حوالے سے ابو حرب بن ابی الاسود کی روایت سے مرسل اس طرح نقل کیا ہے کہ:

”انه عليه الصلوة والسلام قرأ عنده ”ان لدينا انكالا وجحیما

وطعاما ذا غصة وعذابا ایما“ فصعق كما فی احیاء: ج: ۲: ص: ۲۹۷

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے ابو حرب بن ابوالاسود کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی اور یہ مرسل حدیث پر حجت ہے۔ بلکہ حنفیوں کے نزدیک یہ مسند سے بھی اوپر ہے اصول فقہ کی کتابوں میں (باب السنہ) میں وضاحت موجود ہے اور مسلم شریف میں حضور ﷺ کا بے ہوش ہو جانا بھی مروی ہے۔ مسلم شریف: ج: ۱: ص: ۱۵۴: میں بھی حضور نبی کریم ﷺ کا بے ہوش ہو جانا یا ان پر غشی طاری ہونے کی روایت موجود ہے پھر تذریجا استعداد بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ شب معراج اللہ کے دیدار سے مشرف ہونے کے باوجود بھی بال برابر بھی نہ ہلے۔ اپنی عظیم ترین استعداد مبارکہ کی بدولت ذات حق کا مشاہدہ کیا۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوبات شریف میں یہ بات ذکر کی ہے کہ تجلی ذاتی اور اصلی خالص بدون ظل کے وقت میں دک و فک اور سقوط اور غشی کا طاری ہونا، اس سے چھٹکارا نہیں۔ جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ:  
(فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وغر موسیٰ صعقا) لہذا منتہی کیلئے اصل تجلی

خالص بغیر سایہ کے دیکھنے سے حالت متغیر ہو جاتی ہے مگر نبی کریم ﷺ کے پہلے احوال موسیٰ علیہ السلام کے پہلے احوال صحابہ کرام کے پہلے احوال تابعین و شیخین کے پہلے احوال اس پر گواہ ہیں اور اس کے بعد سید الانبیاء ﷺ کو اتنی ترقی اور استعداد کیسے حاصل ہوئی کہ عین ذات کا دیدار کرتے ہوئے بھی حالت نہیں بدلی۔ یہ ایک باریک تحقیق ہے اور تفصیل مکتوبات شریف میں موجود ہے تاہم یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ یہ بھی وجد کی ایک قسم ہے اسلئے کہ غشی اور بے ہوشی کا طاری ہونا وجد ہی کی قسم ہے۔

حدیث نمبر ۸: اسی طرح تفسیر مدارک: ج: ۴: ص: ۱۳۶، تفسیر مظہری: ج: ۸: ص: ۱۰۹: سورہ زمر کی آیت کی تفسیر میں یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

”اذا اقشعر جلد المؤمن (وفی روایة جلد العبد) من خشية الله

تحاطت عنه الذنوب كما يتحاطت عن الشجرة اليابسة ورقها“

ترجمہ: جب مؤمن کی کھال اللہ کے خوف سے حرکت کرتی ہے۔ دوسری روایت میں یہ ہے کہ بندے کی کھال اللہ کے خوف سے لرزتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔ ”اقشعرار“ کے معنی ہیں ”ارتعاد“ یعنی لرزنا، کانپنا یا اضطراب۔ یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے۔ اس حدیث سے بھی بندہ صالح اور بندہ مؤمن کیلئے ثابت ہے۔

حدیث نمبر ۹: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (کتاب الجنائز: ج:

۱: ص ۱۳۸) پر عذاب قبر کے باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت نقل کی!

”قالت قام رسول الله ﷺ خطيباً فذكر فتنة القبر التي تفتن فيها



المراء فلما ذكر ذلك ضج المسلمون ضجة اى صاحوا صيحة“  
ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کیلئے  
کھڑے ہوئے تو فتنہ قبر کا ذکر کیا جو بندے سے امتحان ہوتا ہے۔ جب قبر کی حالت کا ذکر ہوتا  
ہے یہ سن کر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے چیخیں مارنا شروع کیں۔

اور امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (کتاب الجنائز: ج: ۱: ص: ۲۲۳:

كتاب التعوذ من عذاب القبر) میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے!

”حتى حالت بينى وبين ان افهم كلام رسول الله ﷺ فلما  
سكنت ضجتهم قلت لرجل قريب منى اى بارك الله فيك ماذا قال  
رسول الله ﷺ فى آخر قوله؟ قال: قد اوحى الى انكم تفتنون فى القبور  
قريبا من فتنه الدجال“

ترجمہ: یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا وہ شور میرے اور حضور ﷺ  
کا کلام مبارک سمجھنے کے درمیان حائل ہوا۔ جب حضور ﷺ کا خطبہ مبارک ختم ہوا تو میں نے  
ایک صحابی سے پوچھا کہ آخر میں نبی کریم ﷺ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے کہا حضور اکرم ﷺ  
نے فرمایا ہے: کہ مجھ پر وحی نازل ہوئی ہے کہ فتنہ دجال کے وقت تم قبر کے فتنے میں ڈالے  
جاؤ گے۔

مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث (باب اثبات عذاب القبر: ج: ۱: ص:  
۲۶) پر نقل کی گئی ہے۔ اب غور کرنا چاہئے کہ نبی کریم ﷺ کا وعظ و خطبے کے دوران صحابہ  
کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خوف الہی کے سبب چیخیں مارنا خلاف ادب تصور کیا  
جائے گا یا نہیں حضور ﷺ کی محفل اقدس میں۔ اور حضور ﷺ کی آواز مبارکہ سے صحابہ کرام

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی آوازیں خوفِ الہی کی وجہ سے بلند ہو گئی تھیں۔ کہ چیخیں مار رہے تھے اور حضور نبی کریم ﷺ کی آواز مبارکہ سے اپنی آواز بلند کرنا ممنوع ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: (لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی: سورة حجرات الآیة: ۲) کہ حضور اکرم ﷺ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرو۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا خوفِ الہی کے سبب چیخیں مارنا اور رونا یہ غیر اختیاری تھا۔ عقل و شعور ہونے کے باوجود یہ چیخیں مارنا وجد کے باعث تھا اور یہ وجد بھی اقسامِ وجد میں سے ایک وجد ہے جس طرح علامہ آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ:

قَالَ "سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ فَلَمَّا بَلَغَ هَذِهِ الْآيَةَ (أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ) كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ" (رواه البخاری: ج: ۲: ص: ۷۲۰)

ترجمہ: جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ مبارک نماز مغرب میں سورۃ طور تلاوت فرما رہے تھے جب اس آیت کریمہ پر پہنچے: (أَمْ خَلِقُوا) تو قریب تھا کہ میرا دل ہاڑنے لگ جائے۔

یہ حدیث شریف بھی اثباتِ وجد پر صریح دلالت کرتی ہے اس لئے کہ دل کا اڑ جانا بھی وجد کی ایک قسم ہے مگر چونکہ قلب جسم سے متصل ہے اور جسم عالم سفلی ہے اور قلب عالم علوی ہے لہذا قلب حالتِ وجد میں اڑنے کا تقاضا کرتا ہے۔ جبکہ جسم کا ارادہ اس کے

برخلاف ہوتا ہے۔ نتیجہ غیر اختیاری فعل سرانجام پاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۱: احياء العلوم میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اور رسالہ

چہل حدیث (مرتبہ امام عمر بن سعید علیہ الرحمۃ) حدیث نمبر ۶ کے حوالہ سے

مولانا مولوی عبدالشکور صاحب حنفی، قادری، نقشبندی علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

”عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا عند رسول اللہ ﷺ

اذا انزل جبرئیل علیہ السلام فقال یا رسول اللہ ﷺ ان فقراء امنک

یدخلون الجنة قبل الاغنياء بنصف يوم فهو خمس مائة عام ففرح رسول اللہ

ﷺ قال افيکم ينشدنا فقال بدوی انا یا رسول اللہ ﷺ هات فانشد

البدوی (شعر)“

قد لسمعت حية الهوى كبدى فلاتيب لها ولا راق

الا الحبيب الذى شغفت به عنده رقتى وترياقى

فتواجد رسول اللہ ﷺ وتواجد الاصحاب معه حتى سقط رداؤه عن

منكبتيه فلما فرغوا ادى كل واحد منهم الى مكانه قال معاوية بن ابى سفيان

ما احسن لعبكم يا رسول اللہ ﷺ فقال له يا معاوية ليس بكريم من لم يهتز

عند ذكر الحبيب ثم قسم رداء رسول اللہ ﷺ بين من حاضرهم باربع مائة

قطعات“ (احياء العلوم: ج: ۵: ص: ۱۲۱: التفسيرات الاحمدية مطبوعه

كريميه الواقعه فى ممبئ: ص: ۶۰۲: ۵۱۳۲۷: رهنمائى سالکين: ص:

۱۳۹: مطبوعه حاجى عبدالغفور راه حقيق: ص: ۱۱۱: ججه مياسيان

رياست بهاولپور)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کی امت کے غربا تو نگروں سے نصف دن پہلے جنت میں جائینگے جو (دنیا کے لحاظ) پانچ سو برسوں کے برابر ہے (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہوئے اور فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا ہے (جو خوشی کے اس موقع پر) اشعار بنا کر سنائے؟ اس پر ایک بدوی (دیہاتی) نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں سناؤنگا۔ آپ نے فرمایا لاؤ (سناؤ) بدوی نے یہ اشعار سنائے (جن کا ترجمہ یہ ہے) میرے جگر کو (محبوب کی) خواہش کے سانپ نے ڈس لیا۔ جس کے لئے نہ تو کوئی حکیم ہے نہ جھاڑ پھونک کرنے والا ہے۔ مگر وہ حبیب (مخلص ساتھی) جس کی محبت میں میں فریفتہ ہوں اسی کے پاس میرے لئے تریاق بھی ہے اور تعویذ بھی۔ (یہ اشعار سن کر) رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر وجد طاری ہو گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے دوش مبارک سے چادر مبارک گر پڑی۔ پھر جب وجد سے فارغ ہوئے تو ہر ایک اپنے اپنے مکان پر گیا۔ (جہاں پہلے تشریف فرما تھے) تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کتنا ہی حسین لعب (کھیل) ہے۔ اس پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ایسا نہ کہو (یعنی اس مخصوص حالت کو کھیل سے تشبیہ نہ دو یہ محبوب حقیقی کی یاد سے جنبش تھی اور) جو شخص اپنے محبوب کا ذکر سن کر جنبش میں نہ آئے وہ کریم (بزرگ) نہیں ہے پھر حضور ﷺ (کی اس وقت زیب تن کی ہوئی) چادر مبارک کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین میں تقسیم کئے گئے۔ یہ حدیث شریف شعر و اشعار، سننے سنانے وجد و جذب کے جواز کے لئے واضح دلیل ہے۔ اس لئے کہ خود حضور ﷺ نے اشعار سنانے کا امر کیا۔ (نمبر ۲) اشعار سن کر آپ ﷺ کے اوپر وجد کا غلبہ ہوا۔ (۳) اپنے اپنے مکانات سے

(جہاں پہلے تشریف فرماتے) ہٹ کر ادھر ادھر گئے (۴) اسی عالم میں حضور ﷺ کے دوش مبارک سے چادر گر پڑی (۵) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وجد کو لہو و لب کھیل کود سے تشبیہ دینے کو ناپسند کیا۔ نیز بزرگی کی علامت ہی یہ بیان فرمائی کہ اپنے محبوب کے ذکر سے حرکت و جنبش میں آجائے۔ پس حضرات صوفیاء کرام بھی ان ہی چیزوں کو وجد و جذب سے تعبیر کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۲: اس طرح امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے احیاء العلوم جلد دوم: ص: ۳۰۴: پر نقل کیا ہے یہ حدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے الحاوی للفتاویٰ میں ذکر کی ہے شیخ ضیاء الدین نے اداب المریدین میں ذکر کی ہے اور فتاویٰ خیر یہ میں بھی اس کا ذکر ہو چکا ہے۔ وجد اور رقص اور بھاگنا، دوڑنا، چھلانگیں لگانا، اچھلنا، یہ حالت ہے جو حقیقی اہل تصوف کیلئے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت عمارہ رضی اللہ عنہا کی پرورش کیلئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب فرمایا گیا تھا۔ تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن حارثہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان میں لطیف اختلاف پیدا ہوا تھا کہ تربیت کی ذمہ داری سب ہی قبول کرنا چاہتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”انا اخذتها وهي بنت عمی وقال جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت عمی وخالها حتی وقال زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنت اخی فقضى بها النبی ﷺ لخالها وقال الخالة بمنزلة الام وقال لعلی انت منی وانا منك فحجل علی وقال لجعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشبهت خلقي وخلقي فحجل جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (وفی رواية رقص) وقال لزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت

اخونا ومولانا فحجل زيد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کذا ذکر الغزالی رحمة اللہ  
تعالیٰ علیہ فی الاحیاء“

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس لڑکی کی تربیت میں کرونگا اس لئے کہ یہ  
میرے چچا کی بیٹی ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے  
(اور اس کی خالہ میری بیوی ہیں لہذا اس کی تربیت کا حق مجھے پہنچتا ہے حضرت زید بن حارثہ  
نے فرمایا میرے بھائی کی بیٹی ہے مجھے اس کی تربیت کا حق حاصل ہے تو اللہ کے رسول ﷺ  
نے خالہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ اور فرمایا کہ خالہ ماں کی (مثل) قائم مقام ہوتی  
ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے  
ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رقص شروع کیا یا ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا۔ حضرت  
جعفر رضی اللہ عنہ سے کہ تم شکل و صورت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو تو حضرت جعفر رضی اللہ  
عنہ نے ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا یا رقص کرنا شروع کیا حضرت زید بن حارثہ سے حضور ﷺ  
نے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ہی آزاد کردہ ہو تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
بھی ایک پاؤں پر دوڑنا شروع کیا۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ اس  
حدیث مبارکہ سے بھی دوڑنا عین وجد صراحتاً ثابت ہوتا ہے۔

حضرت ابو عبیدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (الحجل ان یرفع رجلہ  
وتغفر علی الاخری) حضرت ابو عبیدہ فرماتے ہیں کہ جھل کا معنی یہ ہے کہ ایک پاؤں  
اٹھائے اور دوسرا پاؤں لے بھاگے۔

اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الحاوی میں اور صاحب فتاویٰ خیرہ میں

حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیلئے رقص کرنے کے الفاظ ذکر کئے ہیں اور حضور نبی کریم ﷺ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔

”ولم ينكر عليه النبي عليه الصلوة والسلام فكان هذا اصلا في رقص الصوفية رحمة الله تعالى عليهم اجمعين لما يدر كونه من لذات المواجهيد“

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے اس رقص کو منع نہیں فرمایا۔ حضرت نبی کریم ﷺ کا اس رقص سے منع نہ فرمانا صوفیوں کے رقص پر دلیل ہے جب وہ لذتِ عشق سے لبریز ہوتے ہیں۔ تو رقص بے خودی ہوتے ہیں۔

وجد اور رقص تقریر اور فعل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ رقص اور ایک پاؤں پر بھاگنا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے لہذا یہ حدیث مبارکہ بھی وجد پر ثبوت ہے۔

حدیث نمبر ۱۳: اور اسی طرح الحاوی للفتاویٰ میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

”وقد ورد في الحديث رقص جعفر رضي الله تعالى عنه بن ابي طالب بين يدي رسول الله ﷺ لما قال له ”اشبهت خلقى وخلقى“ وذلك من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه النبي ﷺ فكان هذا اصلا في رقص الصوفية رحمة الله تعالى عليهم اجمعين لما يدر كونه من لذات المواجهيد وقد صح القيام والرقص في مجالس الذكر والسماع عن جماعة من كبار الائمة رحمة الله تعالى عليهم منهم شيخ الاسلام عز الدين عبد

السلام رحمة الله تعالى عليه“ (الحاوی: ص: ۲۳۳)

ترجمہ: حدیث شریف میں ہے کہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کا رقص حضور ﷺ کی زورگی میں تھا جب حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تمہاری شکل و صورت میرے مشابہ ہے تو اس خطاب کی لذت اور عشق میں وارفتہ ہو کر انہوں نے رقص شروع کیا حضور ﷺ کا منع نہ کرنا اہل تصوف کے رقص پر دلیل ہے جب وجد کی لذت اور سرور کے باعث رقص ہو۔ تو مجلس سماع کی محفلوں میں رقص کرنا بڑے علماء کرام سے ثابت ہے اور یہ بات صحت تک پہنچ چکی ہے۔ ان ائمہ میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام شامل ہیں۔

اور (فتاویٰ رد المحتار للشامی: ج: ۳: ص: ۳۳۷: قبیل باب البغات) میں ہے ”والتحقیق القاطع للنزاع فی امر الرقص والسماع يستدعی تفصیلاً ذکرہ فی عوارف المعارف و احیاء العلوم و خلاصہ ما اجاب بہ العلامة الخیر ابن کمال بادشاہ رحمة الله تعالى عليه بقوله ما فی الوجدان حقیقتاً من حرج ولا التماثل ان اخلصت من باس فقامت تسعى علی رجل وحق لمن دعاہ مولاہ ان يسعى علی الراس الرخصة فیما ذکر من الاوضاع عند الذکر والسماع للعارفين. الخ“

ترجمہ: رقص اور سماع کے مسئلہ کے بارے میں قطعی تحقیق تفصیل طلب ہے۔ جو کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں ذکر کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو علامہ کمال بادشاہ نے اپنے قول میں ذکر کی۔ حقیقی تو اجد میں گناہ نہیں اور اسی طرح تمایل اور جسم کو حرکت دینے میں کوئی گناہ نہیں جب کہ اس میں ریا کاری نہ ہو۔ جگہ سے اٹھنا اور ایک پاؤں پر بھاگنا۔ حالانکہ جسے آقا ﷺ اپنی جانب بلائیں اسے حق ہے کہ سر کے بل حاضر ہو۔ مذکورہ اعضاء سماع اور ذکر



کے وقت حرکت دینے کی اجازت ہے۔

حدیث نمبر ۱۴: اسی طرح امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (جامعہ ترمذی: ج:

۲: ص: ۴۳: کتاب الذہد باب ما جاء فی الریاء وسمعت من شفیه اصبحی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے:

”قال قلت لہ ای لابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسئلک

ﷺ بحق لما حدثنی حدیثا سمعته من رسول اللہ ﷺ عقلته وعلمته فقال

ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ افعل لاحدثک حدیثا حدثنیہ رسول اللہ

ﷺ عقلته وعلمته ثم نشغ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشغۃ فمکث

قلیلا ثم افاق قال لاحدثک حدیثا حدثنیہ رسول اللہ ﷺ فی هذا البیت

ما معنا احد غیری وغیرہ. ثم نشغ نشغۃ شدیدۃ ثم افاق ومسح وجہہ وقال

افعل لاحدثک حدیثا حدثنیہ رسول اللہ ﷺ انا وهو فی هذا البیت ما

معی احد غیری وغیرہ ثم نشغ ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نشغۃ شدیدۃ

ثم مال خارا علی وجہہ فاسندتہ طویلا ثم افاق فقال حدثنی رسول اللہ ﷺ

ان اللہ تعالیٰ اذا کان یوم القیامۃ ینزل (بلا کیف) الی العباد لیقضی بینہم.

الحدیث“

ترجمہ: شفیا صحیحی فرماتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔ میں آپ سے

سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو اور اس کو

آپ نے سمجھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایسی حدیث بیان کروں گا جو

اللہ کے رسول ﷺ نے مجھ سے بیان فرمائی اور جسے میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ کہہ کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر فرمایا کہ میں تمہیں ایسی حدیث بیان کروں گا جو نبی کریم ﷺ نے اس گھر میں بیان کی جس میں میرے علاوہ کوئی اور موجود نہ تھا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہوش میں آئے۔ اپنے چہرہ مبارک کا مسح کیا۔ فرمایا کہ تمہیں ایسی حدیث بیان کروں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی۔ میرے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے علاوہ اور کوئی موجود نہ تھا۔ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پھر گئے اور مائل ہو گئے اور بہت وقت تک بے ہوش رہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ایسی حدیث بیان فرمائی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بلا کیف بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تاکہ بندوں کے درمیان فیصلہ فرمائے۔ اور آگے حدیث طویل ہے الفاظ یہ ہیں کہ پھر سختی کو بلایا جائیگا، شہید کو بلایا جائیگا، اور حاکم کو بلایا جائیگا۔ (السی آخر) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر غشی کا طاری ہو جانا اس کی دو جوہات بیان ہوئی ہیں ایک وجہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کی یاد اور کمال محبت محمدی ﷺ کی وجہ سے ان پر غشی طاری ہوئی۔ دوسری وجہ یہ کہ اس حدیث میں وعید کا ذکر کیا گیا ہے لہذا وعید کا تصور اور اللہ کے خوف کی وجہ سے غشی طاری ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جید عالم تھے اور علوم ظاہری اور علوم باطنی کے حامل تھے لہذا عالموں کے بارے میں جو وعید کا ذکر کیا گیا ہے لہذا اس کے تصور سے ان پر غشی طاری ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اعلیٰ درجہ کے خاشعین اور وارثین میں سے تھے۔ لہذا یہ حدیث مبارکہ بھی اثبات وجد کیلئے قوی دلیل ہے اس لئے کہ غشی اور بے ہوشی بھی وجد کی انواع میں سے ایک نوع ہے۔

حدیث نمبر ۱۵: اسی طرح انوار محمدیہ ﷺ: ج: ۱: ص: ۴۲۰: مواہب لدنیہ کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

”وقد كان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ربما مر بآية فی وردہ  
فتحنقه الغبرة و يسقط و يلزم البيت يوم واليومين حتى يعاد و يحسب  
مريضا“

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بہت مرتبہ اپنے وظیفے میں ایک آیت پر جب گزرتے  
تھے گریہ وزاری کرتے تھے یہاں تک کہ اپنا گلہ مبارک ہاتھوں سے تھام لیتے اور گر جاتے،  
ایک دن یا دو دن گھر کے اندر بند رہتے یہاں تک کہ لوگ انہیں بیمار سمجھتے تھے اور ان کی عیادت  
کیلئے آنا شروع کرتے تھے۔ اور البدایہ والنہایہ: ج: ۲: ص: ۲۶۷: میں حضرت عمر رضی اللہ  
عنہ کا بے ہوش ہو جانے کی روایت نقل کی ہے اور حلیۃ الاولیاء: ج: ۱: ص: ۳۰۰: پر بھی یہ  
روایت موجود ہے: ”ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرأ ”ویل للمطففین“ حتی  
بلغ الی ”یوم یقوم الناس لرب العلمین“ فبکی و خر“

ترجمہ: ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سورۃ مطففین کی تلاوت کرنا  
شروع کی یہاں تک کہ اس آیت مبارکہ پر پہنچے کہ (یوم یقوم) تک تلاوت کی تو رونا شروع  
کر دیا اور زمین پر گر گئے۔ بعض نام نہاد مفتیان جزب اور وجد کے نہ ماننے پر حضرت عبداللہ  
بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول پیش کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے  
انکار کیا ہے تو خود سوچئے کہ جو حال، جو کیفیت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پر طاری ہوئی  
اس کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کہ اس مبارک کو یہ معلوم تھا کہ یہ کام تکلف کی طور پر کیا ہے یا  
مکر کے باعث سرزد ہوا ہے تو اتنے لوگوں کی موجودگی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ  
کس طرح انکار کر سکتے ہیں؟ حالانکہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر خود غشی طاری  
ہو گئی۔ اسی طرح ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کس طرح انکار کر سکتی ہیں

حالانکہ خود ان پر غشی طاری ہوئی جیسا کہ بخاری شریف میں درج ہے۔ (بخاری شریف: ج: ۱: ص: ۴۷۹) لہذا اتنے دلائل کے باوجود حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کس طرح اس وجد کو برا سمجھ سکتے ہیں۔ مگر انکار کی روایت بلا سند غیر مقبول جانے یا تاویل حسنہ جو قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر مظہری ج: ۸: ص: ۲۰۹: پر سورۃ زمر کی آیت ۶۳ کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ جن لوگوں نے وجد کی وجہ سے انکار کیا ہے وہ وجد مکر اور تکلف تھا۔ وہ لوگ اپنے آپ کو بتلاتے یا دکھلاتے تھے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اس عبارت کی تفصیل تحریر کی جائیگی۔ انکار کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ بعد میں منکرین وجد اور تواجدا اور ان کے اعتراضات کی مزید وضاحت کی جائے گی۔

اسی طرح مجمع الزوائد میں امام بزار کے حوالے سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”انہا قالت لما رایت من النبی ﷺ طیب النفس، قلت یا رسول اللہ ﷺ ادع لی، فقال اللهم اغفر لعائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا ما تقدم من ذنبها وما تاخر وما اسرت وما اعلنت فضحكت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا حتی سقط راسها فی حجرها من الضحک، فقال لها رسول اللہ ﷺ ایسرک دعائی؟ فقالت مالی لا یسرنی دعاءک فقال رسول اللہ ﷺ انہا لدعائی لامتی فی کل صلوة“

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کو جب میں نے خوش دیکھا تو میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ میرے حق میں دعا فرمائیے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ۔ یا اللہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اگلی پچھلی ظاہری، پوشیدہ تمام

خطاؤں کو معاف فرما، تو ام المومنین نے اس قدر تبسم فرمایا کہ سر مبارک انکے اپنی گود مبارک کی جانب جھک گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ کو میری دعا سے اس قدر خوشی ہوئی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ مجھے کیا ہوا کہ آپ کی دعا سے مجھی خوشی نہ ہو۔ مجھے آپ کی دعا سے بے حد خوشی حاصل ہوئی ہے حضور کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں اپنی امت کے لئے ہر نماز کے بعد یہ دعا مانگتا ہوں۔ اس روایت سے بھی وجد ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ ام المومنین کا تبسم عام مسکراہٹ نہ تھی بلکہ حضور ﷺ کے الفاظ مبارک سے حاصل ہونے والی خوشی اور لذت تھی۔ یہ بھی حالت وجد اور غیر اختیاری مسکراہٹ تھی اور مسکراہٹ یہ بھی وجد کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔

حدیث نمبر ۱۶: اسی طرح امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (کتاب التفسیر باب قوله تعالیٰ 'لا تسئلوا عن اشیاء' الآیة: ج: ۲: ص: ۶۶۵) میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں!

”قال خطب رسول الله ﷺ خطبة ما سمعت مثلها قط قال لو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا ولبكيتم كثيرا قال فغطى اصحاب رسول الله ﷺ وجوههم حنين“

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ایسا بے مثل خطبہ دیا جس کا مثل کوئی خطبہ میں کبھی نہیں سنا۔ اس خطبے میں فرمایا: اگر تم جانتے، جو کچھ میں جانتا ہوں تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے اثر کے باعث صحابہ کرام نے اپنے چہرے چھپائے اور رونا گریا و زاری کرنا سکیاں لینا شروع کیں۔ اس روایت سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے کیونکہ خوف الہی کے باعث رونا، سکیاں لینا یہ بھی وجد کی قسموں میں سے

ایک قسم ہے۔

حدیث نمبر ۷۱: اسی طرح تفسیر مظہری اور روح البیان اور دیگر تفاسیر میں سورۃ زمر آیت نمبر ۶۳ کے ذیل میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

”قلت لجدتی اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کیف

کان اصحاب رسول اللہ ﷺ يفعلون اذا قرئ علیہم القرآن؟ قالت کانوا  
كما وصفہم اللہ تعالیٰ تدمع اعینہم وتقشعر جلودہم“

ترجمہ: میں نے اپنی دادی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال کیا کہ بنی کریم ﷺ کے صحابہ کرام کی اس وقت کیا حالت یا کیفیت ہوتی جب ان کے سامنے قرآن تلاوت کیا جاتا تھا۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ان کی وہی حالت ہوتی تھی جو اللہ نے ان کی صفت بیان فرمائی ہے کہ ان کی آنکھیں آنسو بہا تیں اور ان کے کھال مبارک حرکت میں آجاتی۔ اس روایت سے بھی وجد ظاہر ہوتا ہے۔ اس لئے کہ آنسوؤں کا بہنا اور کھالوں کا لرزنا بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے، اور یہ احسن کیفیت صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تمام اوقات میں بھی ان پر وجد طاری ہوتا اس لئے کہ وہ منتہی تھے۔ احیانا ان پر کبھی کبھی غشی، اضطراب، رقص، ایک پاؤں پر بھاگنا، ہنسنا، چیخیں مارتا، گریہ وزاری کرنا یہ تمام احوال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر وارد ہوتے تھے۔ یہ سب کی سب اقسام وجد میں داخل ہیں۔ جیسے کہ اقسام وجد میں ذکر کیا جا چکا ہے۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ بہت سارے احوال کا صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر

طاری ہونا وجد اور حال کے مختلف انواع مختلف مواقع پر طاری ہونا۔ سلوک اور طریقت کے منتہی

اولیائے کرام اور اصحاب تمکین بھی تمام احوال میں ان کا رونا اور جسم کا ہلنا کھال کی حرکت بدن

کارزنا اور دیگر احوال کا وارد ہونا اور مبتدی اور متوسط اصحاب تکوین کا عام احوال میں رقص اور بے چین ہونا، کپڑوں کا پھاڑنا، غشی کا طاری ہونا، چیخیں مارنا، تو اجد خالص حقیقی ہے۔ ملتھی کے طرز پر حالات کا طاری ہونا ایک حالت کا بھی انکار ممکن نہیں بلکہ سب کچھ دلالت کے ساتھ ثابت ہے اور اس سے انکار بے دینی اور جہالت ہے۔ یہ روایت بھی وجد اور حال کے اثبات پر دلالت کرتی ہے جو کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر نے بیان فرمائی:

حدیث نمبر ۱۸: اسی طرح علامہ سید طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔  
(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۲۶۴) میں حدیث مبارک مذکور ہے

”من اطاع اللہ باکیا فقد دخل الجنة ضاحکا“

ترجمہ: جو شخص روتا ہو اللہ کی عبادت اور اطاعت کے ساتھ وہ جنت میں ہنستا ہوا داخل ہوتا ہے اور (کفایہ شرح ہدایہ: ج: ۱: ص: ۳۴۶: باب ما یفسد الصلوۃ وما یکرہ فیہا) میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:

حدیث نمبر ۱۹: ”سئلت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن الانین فی الصلوۃ فقالت ان کان من خشیۃ اللہ لا تفسد صلوۃہ وان کان من الالم تفسد“

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سوال ہوا کہ نماز میں آہ کرنا کیسا ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوگی اگر درد یا مصیبت کے باعث ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے (فاسد ہو جاتی ہے) یہ دونوں روایتیں بلخصوص نماز میں رونا اور آہ کرنا اوہ کرنا فریاد کرنا۔ یہ بھی اقسام وجد میں سے ایک قسم ہے۔ فقہی مسئلے سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ احوال وجد میں سے ایک قسم ہے۔ جو وارد ہوتے ہیں بلکہ یہ

زیادہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتے ہیں۔

حدیث نمبر ۱۹: اسی طرح علامہ ابواللیث شمر قندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تنبیہ الغافلین کے ص ۲۹۴: پر ثعلبہ انصاری صحابی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھتے ہیں کہ جب ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سہو واقع ہوا تو اس وجہ سے ان پر اللہ کا خوف طاری ہوا تو پہاڑ پر چڑھ گئے نہایت عجز و انکساری کے ساتھ توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مبارک توبہ کی قبولیت کی خوش خبری حضرت جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے حضور ﷺ کو دی۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضرت ثعلبہ کو تلاش کرنے کا حکم فرمایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ دونوں صحابیوں کو حضور ﷺ نے اس امر پر معمور فرمایا دونوں اصحاب مبارک نے تلاش شروع کر دی۔ اس پہاڑ پر ان کی ملاقات حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور انہوں نے آپ (ثعلبہ) رضی اللہ عنہ کو پہاڑ سے اتار کر حضور اکرم ﷺ کی خدمت مبارک میں پیش کیا۔ نماز کا وقت تھا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اقامت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ کو آخری صف میں شامل کیا۔

”فقراً رسول اللہ ﷺ الهاکم التکائر۔ فشہق شہقة فلما تلی حتی زرت المقابر شہق شہقة اخرى وفارق الدنيا فلما انفتل النبي ﷺ جاء الی ثعلبة رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال یا سلمان انضح علیہ الماء فنادی سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا نبی اللہ ﷺ قد فارق الدنيا۔ الحدیث“

ترجمہ: حضرت نبی کریم ﷺ نے ”الهاکم التکائر“ تلاوت فرمائی تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں چیخ ماری جب حضور ﷺ نے ”حتى زرت المقابر“ کی



تلاوت کی تو حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ نے پھر چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہوئے۔ بعد نماز کے حضور ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حضرت ثعلبہ کے چہرے پر پانی کی پھینکیں ماریں۔ تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کہ یا رسول اللہ ﷺ حضرت ثعلبہ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں یعنی وفات پا چکے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ بھی وجد پر دلیل ہے بالخصوص قرآن کریم کی تلاوت سننے کے دوران زیادہ خوف خداوندی اور چیخیں مارنا وجد کے باعث وفات پا جانا اور وجد میں انتقال کر جانے پر قوی دلیل ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی مجلس میں دوران ذکر و تبلیغ میں بہت سے اشخاص دنیا سے رخصت ہو جایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ خود بھی حضرت داؤد علیہ السلام بے ہوش ہو گئے تھے اور حاضرین مجلس سے چار سوا اشخاص کے جنازے اٹھے۔ (کماء فی الاحیاء: ج: ۲: ص: ۶۸: عوارف المعارف: ص: ۱۱۱:)

اور حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بہت سارے جنازے اٹھتے تھے (کما فی سیف المقلدین علی اعناق المنکرین نمبر ۵۳) اور حضرت خواجہ محمد باقی باللہ نقشبندی کی توجہ اتحادی سے ایک نان فروش بے ہوش ہو گیا تھا اور تین دن بعد وفات پا گیا تھا۔ (کما فی التفسیر العزیزی جلد آخر: ص: ۳۳۸)

حدیث نمبر ۲۰: اسی طرح ملا علی قاری صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سرفات: ج: ۱: ص: ۳۵۶) کتاب العلم فصل اول میں حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے:

”قال الامام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وقد سنل عنہ عن

حالة لحقته في الصلوة حتى خر مغشيا عليه فلما سرى عنه قال ما زلت اردد  
الاية على قلبي حتى سمعتها من المتكلم بها (بلا كيف) فلم يثبت جسمي  
لمعاينة قدرته“

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حالت کے بارے میں  
پوچھا گیا جو نماز میں ان پر طاری ہوئی تھی یہاں تک کہ نماز کے دوران بے ہوش ہو کر گر گئے  
تھے۔ جب وہ کیفیت نہ رہی تو حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک آیت  
کریمہ بار بار دل میں تلاوت کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ خالق حقیقی سے (بلا کیف) وہ آیت  
مبارکہ سنی تو میرا جسم اس ذات اور اس کی قدرت معانی کے سامنے قائم نہ رہ سکا اور مجھ پر بے  
ہوشی طاری ہوئی۔ اسی روایت کو حضرت شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
نے عوارف المعارف: ص: ۵۱: باب دویم میں ذکر کیا اور امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے مکتوبات: ج: ۲: مکتوب: ۱۱۸: دفتر سوئم میں بھی یہی کیفیت ان کی نقل کی ہے۔

حالانکہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجے کے منتہی تھے مگر ان پر بھی یہ  
کیفیت وارد ہوئی اب سوال یہ ہے کہ غیر نبی کا اللہ کا کلام خود ذات الہی سے بلا کیف سننا بہتر  
ہے یا نہیں؟ یہ صرف ممکن ہی نہیں بلکہ عین حقیقت ہے۔ تفسیر مظہری میں اس آیت کریمہ  
(واوحینا الی ام موسیٰ) کی تفسیر میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے حد دلائل  
دیئے ہیں۔ قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک وحی تو شرعی ہوتی ہے جو کہ صرف  
انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص و مخصوص ہے دوسری قسم وحی کی غیر تشریحی ہے جو غیر نبی کو  
بھی عطاء ہو سکتی ہے اور حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ پہلی امتوں میں بعض محدث (اللہ کے  
ساتھ کلام کرنے والے) ہوتے تھے اور میری امت میں اگر کوئی محدث ہے تو وہ حضرت عمر

رضی اللہ عنہ ہیں۔ تو اس امت میں بہت سارے محدثین اور بھی ہیں جیسے سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بھی یہ کیفیت وارد ہوئی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے مجھ سے بھی بلا کیف کلام فرمایا۔ الحمد للہ میں بھی محدث ہوں۔ پوری تفصیل تفصیل مظہری اور مکتوبات شریف میں درج ہے یہ روایت بھی وجد کے ثبوت میں خصوصاً حالت نماز میں وجد پر قوی دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۲۱: امام شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (تنبیہ المغترین) میں لکھا ہے۔

”قرأ النبي ﷺ يوما ان لدينا انكالا وجحيما وطعاما ذا غصة وعذابا اليما وكان ورائه حموان بن اعين رضی اللہ تعالیٰ عنہ فخر ميتا“  
(تنبیہ المغترین)

ترجمہ: حضور اکرم ﷺ نے ایک دن یہ آیت کریمہ تلاوت فرما رہے تھے۔ ”ان لدينا“ تو حضور اکرم ﷺ کے قریب حضرت حموان بن اعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر تھے فوراً اگر کر وفات پا گئے اور (تذکرہ قرطبی: ج: ۱: ص: ۸۴) پر آدم علیہ السلام کا بے ہوش ہونا بھی مذکور ہے اور (البدایہ والنہایہ: ج: ۴: ص: ۲۳۱) پر حضرت سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بے ہوش ہونا بھی ذکر ہے۔

حدیث نمبر ۲۲: اسی طرح عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (حديقة النديه: ص: ۱۰۹) پر علامہ شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (تنبیہ المغترین) میں روایت کی ہے۔

”وكان ميمون بن مهران رضی اللہ تعالیٰ عنہ يقول: سمع سلمان الفارسي رفي الله تعالى قارنا يقرأ (وان جهنم لموعدهم اجمعين) فصاح ووضع يده على راسه وخرج صائما لا بدري اين يتوجه مدة ثلاثة ايام“

ترجمہ: حضرت میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک قاری سے یہ آیت کریمہ سنی (وان جہنم) تو چیخ ماری اور دونوں ہاتھ سر پر رکھ لئے اور سرگردان و پریشان باہر نکل گئے اور یہ سمجھ نہیں رہے تھے کہ کس جانب جائیں۔ تین دن تک اسی کیفیت میں رہے۔

حدیث نمبر ۲۳: اسی طرح آثار تابعین اور تبع تابعین کی بھی سن لیجئے۔ جو کہ اثبات وجد کیلئے قوی دلائل ہیں۔ من جملہ ان میں سے علامہ حافظ ابن حجر مکی بیہمی نے الخیراة الحسان: ص: ۳۶: پندرہویں فصل میں جلیل القدر ہستی تابعی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے۔

”وقرأ الامام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ يوماً فی صلوة الصبح (ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظلمون) فارتعد حتی عرف ذالک منه“  
(الخیراة الحسان: ص: ۳۶: فصل: ۱۵)

ترجمہ: ایک دن حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فجر کے نماز میں اس آیت مبارکہ کی تلاوت کی (ولا تحسبن اللہ غافلاً عما یعمل الظلمون) تو لرزنے لگے یہاں تک کہ لوگوں نے ان کا لرزنا دیکھ لیا اور ارتعاد (یعنی لرزنا بدن کا) یہ بھی وجد کی اقسام میں سے ایک قسم ہے اور یہ واقعہ بھی نماز کی حالت میں وجد کے وارد ہونے کیلئے قوی دلیل ہے۔

حدیث نمبر ۲۳: اسی طرح ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (مرفقاہ شرح مشکوٰۃ: ص: ۶۶: ج: ۱) میں تحریر کیا ہے:

”وروی ان الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سمع قارئاً یقرأ (هذا یوم لا ینطقون ولا یؤذن لهم فیعتذرون) فتغیر الشافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

وارتعد وخر مغشیا علیہ“

ترجمہ: روایت ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک قاری کو یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے ہوئے سنا (ہذا یوم) تو امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لرز نے لگے اور بے ہوش ہو گئے جلیل القدر مجتہد جوتج تابعین میں سے ہیں ایک مسلک کے امام ہیں ان پر کیا کیفیت طاری ہوئی خاص کر قرآن کریم کی تلاوت سننے کے وقت یہ بھی وجد کی اثبات پر قوی دلیل ہے کہ بزرگان دین پر وجد کی حالت طاری ہوتی ہے۔

حدیث نمبر ۲۵: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (احیاء العلوم: ج: ۱: ص: ۱۷۱) میں جلیل القدر تابعی ربیع بن انثم رحمۃ اللہ تعالیٰ کا علیہ واقعہ نقل کرتے ہیں۔

”ومشی ذات یوم مع ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الحدادین فلما نظر الی الاکوار تنفخ والی النار تلتهب صعق وسقط مغشیا علیہ وقعد ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند راسہ الی وقت الصلوۃ فلم یفق فحملہ علی ظہرہ الی منزله فلم یزل مغشیا علیہ الی مثل التی صعق فیہا ففاتتہ خمس صلوات وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند راسہ یقول ہذا واللہ هو الخوف“

ترجمہ: ایک دن ربیع ابن انثم تابعی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ لوہار کی بھٹی کے پاس سے جا رہے تھے (حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں جا رہے تھے) جب ربیع ابن انثم نے لوہار کی بھٹی کو دیکھا کہ اس کو ہوا دی جاتی ہے اور آگ کے شعلے لپک رہے تھے تو چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر گئے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے قریب کھڑے تھے۔ اس دوران نماز کا وقت ہو گیا اور آپ ہوش میں نہ آئے تو حضرت

عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو پیٹھ پر اٹھا کر ان کے گھر تک پہنچا دیا۔ دوسرے روز صبح تک وہ بے ہوش رہے اسی دوران پانچ نمازیں ان سے قضاء ہوئیں بعد ازاں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم خوفِ الہی کے باعث ان پر یہ کیفیت طاری ہوئی۔

یہ فعل اور حال تابعی کا ہے اور تقریر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی معاہدہ وجد کیلئے مضبوط دلیل ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بے اختیار حال اسی پر وارد ہوا اور بے ہوشی طاری ہوئی اور بے ہوشی بھی طویل رہی یہاں تک کہ پانچ نمازیں ان سے قضاء ہوئیں ان پر کوئی گناہ اور حرج نہیں ہے۔ جب ہوش میں آئیں تو ان نمازوں کی قضاء ادا کریں۔ بلکہ صرف وجد غیر اختیاری باوجود یہ کہ اس کا عقل و شعور بھی ہو جس طرح کہ انسان چھینک مارتا ہے یا کھانتا ہے تو باوجود وجد کے ہوش برقرار رہتے ہیں تو اس کی نماز نہیں ٹوٹی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی: ج: ۳: ص: ۸۶: سورة اعراف: آیت: ۱۵۵)

اگر عمل کثیر اس سے صادر ہو اور نماز کے بعد حال ختم ہو جائے تو نماز کو دوبارہ دہرانا پڑیگا۔ اگر عمل کثیر نہ ہو بلکہ صرف رونا، آواز کا نکلنا، جسم کا ہلنا تو پھر اس شخص پر نماز کا دہرانا ضروری نہیں ہے۔ اس کی تفصیل روح المعانی: ج: ۳: ص: ۸۶: پر مذکور ہے۔

حدیث نمبر ۲۶: اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷) میں زرارة بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔

”وروی ان زرارة بن اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان من التابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کان یوم الناس بالرقعة فقرا (فاذا نقر فی الناقور) فصعق ومات فی محرابہ“

ترجمہ: روایت یہ ہے کہ زرارہ ابن اونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تابعی ہیں لوگوں کو روقہ نامی جگہ پر نماز کی امامت کیا کرتے تھے جب یہ آیت کریمہ تلاوت کی (فاذا نقر فی الناقور) تو دوران نماز محراب میں گر گئے اور انتقال کر گئے۔ جو کہ وجد کی اعلیٰ ترین قسم میں سے ایک قسم ہے۔

اور جامع ترمذی: ج: ۱: ص: ۵۹: پر یہ حدیث موجود ہے:

”کان ضرارہ بن اوکع رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرأ یوما قوله تعالیٰ

”فاذا نقر فی الناقور“ فخر میناً“

ترجمہ: حضرت ضرارہ ابن اوکع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن یہ آیت کریمہ تلاوت کی (فاذا نقر فی الناقور) تو گر گئے اور وفات پا گئے۔

وجد اور حال کے ثبوت میں مفسرین، محدثین، فقہاء کرام اور اولیاءِ راہنہ

اور علماء حق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے فرمودات کے ساتھ

اس باب میں وجد اور حال کے مختلف احوال و اقسام کے اثبات میں معتبر اور معتمد

علمائے دین کے اقوال ذکر کئے جائیں گے اور بہت زیادہ کتابوں اور عبارات کا تذکرہ کیا

جائیگا۔ انشاء اللہ۔

تفسیر روح المعانی، روح البیان، تفسیر مظہری، تفسیر

مدارک، تفسیر عزیز، فتاویٰ شامی، رد مختار، فتاویٰ حامد، فتاویٰ

خیر، مجموعۃ الرسائل لابن عابدین شامی، فتاویٰ علمگیری، طحطاوی،

حاوی لفتاویٰ، مکتوبات شریف، مکاتیب شریفہ شاہ غلام علی دہلوی،

حدیقة الندیہ، عوارف المعارف، احیاء علوم الدین، فتوح الغیب، انوار

القدسیہ، قطب الارشاد، سيف المقلدين، حجة السالكين، مقامات خواجه  
نقشبند، رشحات كاشفين، فتاوى رضويه، انوار شريعت، رسائل ميلاد  
النبي ﷺ، النبراس على شرح العقائد لحقاق المعالي، وغيره معتبر، مقبول  
ومشهور كتابين اهل سنت والجماعت كى ہیں ان میں اور باقی سب میں واضح لکھا ہوا  
ہے کہ اہل وجد اور اہل حال کیلئے وجد، غشی کو جید بزرگان دین نے مانا اور ثابت کیا ہے۔

(۱) جلیل القدر مفسر خاتمة المحققین مفتی بغداد حضرت علامہ  
مولانا محمود الوسی رحمة الله تعالى عليه حنفی نقشبندی مجددی  
خالدی رحمة الله تعالى عليه اپنی تفسیر روح المعانی: ج: ۳: ص: ۸۶: سورة  
اعراف: آیت نمبر: ۱۵۵: میں وجد کے بارے میں اس آیت مبارکہ سے استدلال  
کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”واختار موسى قومه سبعين رجلا اى من اشراف قومه ونجباء هم  
اهل الاستعداد والصفاء ولا رادة والطلب والسلوك (فلما اخذتهم الرجفة)  
اى رجفة البدن التى هى من مبادئ صعقة الفناء عند طريان بوارق الانوار  
وظهور طوابع تجليات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما  
تعرض هذه الحركة للسالكين رحمة الله تعالى عليهم عند الذكر او سماع  
القرآن او ما يتاثرون به حتى تكاد تتفرق اعضاءهم وقد شاهدنا ذلك فى  
الخالدين رحمة الله تعالى عليهم من اهل الطريقة النقشبندية وربما  
يعتريهم فى صلواتهم صياح معه فمنهم من يستأنف وقد كثر الانكار عليهم  
وسمعت بعض المنكرين يقولون ان كانت هذه الحالة مع وجود العقل



والشعور فهي سوء ادب ومبطله للصلوة قطعاً وان كانت مع عدم شعور  
 وزوال عقل فهي ناقضة للوضوء ونراهم لا يتوضؤون واجيب بانها غير  
 اختياري مع وجود العقل والشعور وهي كالعطاس والسعال ومن هنا لا  
 ينتقض الوضوء بل ولا يبطل الصلوة وقد نص بعض الشافعية رحمة الله تعالى  
 عليهم ان المصلي لو غلبه الضحك في الصلوة لا تبطل صلواته ويعذر  
 بذلك فلا يبعد ان يلحق ما يحصل من آثار التجليات الغير الاختيارية بما  
 ذكر ولا يلزم من كونه غير اختياري صادراً من غير شعور فان حركة  
 المرتعش غير اختياري مع الشعور بها وهو ظاهر فلا معنى للانكار“ (تفسير  
 روح المعاني: ج: ٣: ص: ٨٦: سورة اعراف: آيت: ١٥٥: باب: الاشارات)  
 ترجمہ: اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر (٤٠) افراد ہمارے میقات کیلئے منتخب  
 کئے پس ان کو جب رخصہ نے پکڑ لیا۔ علامہ محمود آلوسی بغدادی نے اس آیت کی تفسیر میں روح  
 المعانی: ج: ثالث میں تحریر فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر ایسے آدمی منتخب  
 کئے جو کہ شریف، بزرگ با استعداد، مریدین حق، اصحاب طلب اور اہل سلوک تھے پس جب  
 ان کو رخصہ نے پکڑ لیا۔ الخ

یعنی بدن کی حرکت نے ان کو پکڑ لیا جو کہ فنا کی صفحہ کی ابتدا میں پیش آتی ہے۔  
 انوارات رحمانیہ کے نزول اور صفات کی تجلیات کے ورود کے وقت یہ حالت پیش آتی ہے۔  
 جس کے اثر سے بدن حرکت اور اضطراب میں آتا ہے اور اکثر اوقات یہ حالت سالکین  
 طریقت کو ذکر اور تلاوت قرآن کے وقت پیش آتی ہے اور جس چیز سے وہ تاثیر لیتے ہیں (یعنی  
 توجہ اور نعت خوانی) سننے سے بھی یہ حالت پیش آتی ہے جو کہ اسباب تاثیر میں داخل ہے یہاں

تک کہ ان کے اعضاء بھی ٹوٹ جاتے ہیں اور ہم نے یہ حالت حضرت مولانا خالد قدس سرہ کے مریدین سے مشاہدہ کی ہیں اور بعض اوقات میں ان کو نماز میں بھی حرکات کے ساتھ صیاح بھی پیش آتے ہیں پس بعض نماز کا اعادہ کرتے ہیں اور بعض اعادہ نہیں کرتے ہیں اور ان پر انکار زیادہ ہو رہا ہے۔ اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود ہے تو یہ بے ادبی ہے اور نماز کیلئے قطعی طور پر باطل کرنے والی ہے اور اگر عقل اور شعور زائل ہونے کی وجہ سے ہے تو پھر سکر کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہ سالکین وضو کا اعادہ بھی نہیں کرتے لیکن میں اس اعتراض مذکور کے جواب میں کہتا ہوں کہ نماز میں یہ حالت مذکور (یعنی حرکات اور صیاح) غیر اختیاری ہے اور یہ حالت عقل اور شعور کے باوجود پیش آتی ہے اور اس کی مثال کھانسی اور عطس کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتا ہے اس لئے نہ وضو ٹوٹتا ہے اور نہ ہی نماز باطل ہوتی ہے اور شوائع رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے کہا ہے کہ اگر نمازی پر ہنسنا غالب آجائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہے اور نمازی اس صورت میں معذور سمجھا جائے گا۔

پس بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ کے آثار کو بھی اس کے ساتھ ملحق کیا جائے اور عدم فساد صلوٰۃ پر حکم کیا جائے اور کسی چیز کی غیر اختیاری ہونے سے اس چیز کا غیر شعوری ہونا لازم نہیں کونکہ مرتعش کی حرکت غیر اختیاری ہے اور غیر شعوری نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ عقل اور شعور موجود ہوتے ہیں اور یہ تو ظاہر باہر معاملہ ہے پس اس سے انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ تو علامہ محمود آوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بدن کی حرکت اور کا پنا خداوند قدوس کے انوارات کا اثر قرار دیا نیز یہ بھی فرمایا کہ یہ حالت سالکین اور مریدین خصوصاً طریقہ نقشبندیہ کے بزرگوں کو حالت ذکر اور تلاوت کلام اللہ کے وقت یا توجہ مرشد کامل مکمل کی وقت یا

خشیت خداوندی کے غلبہ کے وقت پیش آتی ہے۔ کبھی یہ حالت اقشعرار کم ہوتی ہے اور بعض بدن پر زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ لطائف کی حرکت اور بعض اوقات میں غلبہ پا کر سارا بدن حرکت کرنے لگتا ہے اور اعضاء ٹوٹ جانے کا خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ نیز کبھی نماز کے اندر اقشعرار جسد اور صیاح طاری ہوتی ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت سے واضح ہوا۔ لیکن عقل اور شعور کی موجود ہونے کی وجہ سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا صرف اختیار سلب ہوتا ہے۔

(۲) اسی طرح مفسر جلیل القدر بیہقی وقت علم الہدیٰ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہری نقشبندی مجددی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر، تفسیر مظہری: ج: ۸: ص: ۲۱۰۔ ۲۰۸: سورۃ زمر کی آیت نمبر ۶۳: کی تفسیر میں منکروں کے اعتراض غشی کے مسئلہ پر جواب تحریر کرتے ہیں کہ غشی اور وجد کا مدلل اثبات کیا ہے، فرماتے ہیں:

”فان قيل بعض اهل العشق من الصوفية رحمة الله تعالى عليهم يغشى عليه عند استماع القرآن فهل هو من الاحوال الحميدة او القبيحة؟ وقد شنع عليهم الامام محي السنة البغوي رحمة الله تعالى عليه في تفسيره فقال قال قتادة رضي الله تعالى عنه هذا يعني ما ذكر من اقشعرار الجلد من خشية الله نعت اولياء الله رحمة الله تعالى عليه ينعتهم الله بان تقشعر جلودهم وتطمئن قلوبهم بذكر الله ولم ينعتهم بذهاب عقولهم والغشيان عليهم انما ذالك في اهل البدع وهو من الشيطان اخبرنا عن عبد الله بن الزبير رضي الله تعالى عنه قال قلت لجدتي اسماء بنت ابى بكر رضي الله تعالى عنها كيف كان اصحاب رسول الله ﷺ يفعلون اذا قرئ عليهم

القرآن؟ قالت كانوا كما نعتهم تدمع عيونهم وتقشعر جلودهم قال فقلت لها ان ناسا اذا قرئ عليهم القرآن خر احداهم مغشيا عليه فقالت اعوذ بالله من الشيطان الرجيم. وروى البغوي رحمة الله تعالى عليه ان ابن عمر رضی الله تعالى عنه مر على رجل من اهل العراق ساقط فقال ابن عمر رضی الله تعالى عنه انا لنخشى الله وما نسقط وقال ابن عمر رضی الله تعالى عنه ان الشيطان يدخل في جوف احداهم ما كان هكذا صنيع اصحاب رسول الله ﷺ. (قلت) وجه طريان هذه الحالة كثرة نزول البركات والتجليات مع ضيق حوصلة الصوفي وضعف استعداده. وانما لم توجد هذه الحالة في الصحابة رضی الله تعالى عنه (في عامة الحالات) مع وفور بركاتهم لاجل سعة حواصلهم وقوة استعدادهم ببركة صحبة النبي ﷺ وما غير الصحابة رضی الله تعالى عنهم من الصوفية رحمة الله تعالى عليهم فعدم طريان تلك الحالة عليهم اما لقلّة نزول البركات واما لسعة حواصلهم والعجب من الامام الهمام محي السنة البغوي رحمة الله تعالى عليه كيف انكر على اصحاب تلك الحالة وشنع عليهم ونسي قوله تعالى (حتى اذا فرغ عن قلوبهم قالوا ماذا قال ربكم قالوا الحق وهو العلي الكبير) وقد روى هو في تفسير تلك الآية عن النواس بن سمعان رضی الله تعالى عنه اذا اراد الله بالامر تكلم بالوحي اخذت السموات منه رجفة او قال: رعدا شديدة خوفاً من الله فاذا سمع ذلك اهل السموات صعقوا وخرّوا لله ساجدا فيكون اول من يرفع راسه جبرئيل عليه السلام الحديث. وروى البخاري رحمة

الله تعالى عنه عن ابي هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبي ﷺ نحوه بلفظ  
 اذا قضى الله الامر فى السماء ضربت الملائكة عليه السلام باجنحتها  
 خضعانا لقوله كانه سلسلة على صفوان فاذا فزع عن قلوبهم قالوا ماذا قال  
 ربكم قالوا الحق الحديث وقوله تعالى ( فلما تجلى ربه للجبل جعله دكا  
 وخر موسى صعقا ) ( وكذا كثير من الاحاديث والآثار المذكورة ) وقول ابن  
 عمر رضى الله تعالى عنه ان الشيطان يدخل فى جوف احدهم وكذا  
 استعادة اسماء رضى الله تعالى عنها فمحمول على انها رعا غشى  
 ذلك الرجل تكلفا ومكرا ولذا نسباه الى الشيطان وانما كان انكار تلك  
 الحالة منهما لعدم طريان تلك الحالة عليهما وعلى امثالهما ( فى عامة  
 الاوقات ) بناء على وسعة الحوصلة وقوة الاستعداد ويدل على ما قلت انه  
 ذكر عند ابن سيرين رضى الله تعالى عنه الذين يصرعون اذا قرئ عليهم  
 القرآن فقال بيننا وبينهم ان يقعد احدهم على ظهر بنية باسط رجليه ثم يقرأ  
 عليهم القرآن من اوله الى آخره فان رمى بنفسه فهو صادق حيث علق  
 صدقه على رمى نفسه من ظهر بنية مرتفعة فعلم منه انه حمل صرعه على  
 الكذب والتكلف دون صدق الحال اعلم ان البشر اقوى استعدادا واوسع  
 حوصلة من الملائكة كما يشهد عليه قوله تعالى ( انى جاعل فى الارض  
 خليفة ) الى قوله تعالى ( انى اعلم ما لا تعلمون ) وقوله تعالى ( انا عرضنا  
 الامانة على السموات والارض . الآية ) ولاجل ذلك يأتى حالة الغشى على  
 الملائكة كلما سمعوا الوحي دون البشر واما البشر فاذا تم نزوله لا يتغير

حاله الا نادرا واذا تم عروجه وقصر نزوله يتغير حاله غالباً. (اعلم) ان الصوفي رحمة الله تعالى عليه متى كان في السكر يتغير حاله غالباً عند ذكر المحبوب جل جلاله في الشعر والتغني ولذلك يستحبون السماع لكن تغير الحال عند سماع القرآن اشرف منه حالاً لان عند استماع القرآن وتلاوته تنزل البركات الاصلية المتعلقة بالتجليات الذاتية والصفات الحقيقية ولا سبيل اليها لاكثر الصوفية رحمة الله تعالى عليهم المحتسبين في مقام ولاجل ذلك تراهم يتغير حالهم عند السماع ما لا يتغير عند تلاوة القرآن (وان كان في السماع فائدة للواصلين ايضاً كما في المكتوبات المجددية) واما الذين صعّدوا ذروة الافق الا على ثم دنى رب العزة وتدلى فكان قاب قوسين او ادنى لا يتغير احوالهم (في عامة الاوقات) الا كما كان يتغير حال اصحاب رسول الله ﷺ تدمع عيونهم ونقشعر جلودهم (وهذا ايضاً وجد كما مر) ثم تلين جلودهم وتطمئن قلوبهم الى ذكر الله (ذلك) اي الخوف والرجاء واحسن الحديث (هدى الله يهدى به من يشاء) هدايته (ومن يضل الله) اي يخذله (فما له من هاد) يخرج منه من الضلالة

(تفسير مظہری: ص: ۲۰۸: تا: ۲۱۰: سورة زمر آیت نمبر: ۲۶: پارہ: ۲۳) ترجمہ: اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرتا ہے کہ بعض عاشق صوفیائے کرام پر قرآن کریم پڑھتے وقت بیہوشی طاری ہوتی ہے کیا یہ اچھے احوال میں سے ہے یا برے احوال میں سے ہے۔ حالانکہ امام محی السنہ بغوی نے اسکو اپنی تفسیر میں بُرا کہا ہے۔ قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے خوف سے بدن کا لرزنا اولیاء اللہ کی صفت ہے جو اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے کہ

اولیاء اللہ کے بدن لرزتے ہیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ صفت بیان کی ہے اور یہ صفت بیان نہیں کی کہ جیسا کہ امام بغوی نے کہا انکی عقل ضائع ہوتی ہے تو یہ احوال اہل بدعت پر وارد ہوتے ہیں۔ یہ بے ہوش ہونا شیطان کی طرف سے ہوتا ہے عبد اللہ ابن زبیر رحمۃ اللہ علیہ سے خبر دی گئی کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی نانی حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے سوال کیا۔ (صحیح بات یہ ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا عبد اللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، نانی نہیں۔ شاید ناصح سے غلطی ہوئی ہے) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ صحابہ کرام کا وہ حال تھا کہ اللہ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہوئے انکی آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے اور بدن مبارک پر لرزہ طاری ہوتا۔

عبد اللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ بے شک بعض لوگ ایسے ہیں کہ جب ان کے سامنے قرآن کریم کی تلاوت کی جاوے تو وہ گر کر بیہوش ہو جاتے ہیں۔ تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اعوذ باللہ پڑھا۔ اور اس بے ہوشی کو شیطان کا حال سمجھا۔ امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما عراق کے ایک آدمی کے پاس سے گزرے کہ وہ آدمی بیہوش پڑے ہوئے تھے حضرت عبد اللہ نے حاضرین سے دریافت کیا کہ اس شخص کو کیا ہوا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا کہ جب قرآن پڑھا جائے یا ذکر الہی کیا جائے تو یہ شخص بے ہوش ہو جاتا ہے تو حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم صحابہ کرام اللہ سے ڈرتے ہیں حالانکہ نہ ہم بے ہوش ہوتے ہیں بے شک شیطان بعض لوگوں کے پیٹ میں جاتا ہے اور انہیں بے ہوش کر دیتا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کا یہ احوال نہ تھے۔ ہم امام

بغوی کی ان باتوں کا مدلل جواب دیتے ہیں۔ اس حالت کے طاری ہونے کی وجہ کثرت نزول برکات اور تجلیات الہیہ ہیں اور صوفیوں کے حوصلہ تنگ اور صحابہ کرام کی نسبت صوفیوں رحمۃ اللہ علیہ میں استعداد کم ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی استعداد بہت زیادہ اور قوی ہوتی ہے کیونکہ یہ برکات تھیں حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت کے باعث اس لئے ان پر بے ہوشی کی کیفیت طاری نہیں ہوتی۔ صوفی میں برکات، تجلیات کا نزول اور استعداد کی کمی انہیں بے ہوش کر دیتی ہے۔ بعض صوفیوں پر بے ہوشی کی حالت طاری نہیں ہوتی ان میں استعداد قوی ہوتی ہے۔

امام بغوی پر تعجب ہے کہ کس طرح اس حالت کا انکار کرتے ہیں اور اسے برا سمجھتے ہیں۔ اللہ کا یہ فرمان انہیں غالباً یاد نہ رہا۔

”حتی اذا فزع عن قلوبہم قالوا ماذا قال ربکم قالوا الحق وهو

العلی الکبیر“

یہاں تک کہ جب فرشتوں کے دل سے نزول وحی کی طاری شدہ ہیبت دور ہوئی تو فرمایا تمہارے رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے فرشتے جواب دیتے ہیں حق فرمایا: اللہ کی ذات بہت بلند ہے اور بڑی ہے:

امام بغوی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو اس وحی کی ہیبت سے آسمانوں میں لرزہ طاری ہوتا ہے اور اہل آسمان سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔ سجدہ سے سب سے پہلے جبرائیل امین سر اٹھائیں گے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انہی الفاظ کے ساتھ روایت



نقل کی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی معاملے کا فیصلہ فرماتا ہے تو آسمان والوں کو حکم فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کا قول سن کر عاجزی ظاہر کرنے کیلئے اپنے پروں کو ہلاتے ہیں تو وہاں سے ایسی آواز نکلتی ہے جیسے بہت بڑی زنجیر کو ہلایا جا رہا ہو۔ جب فرشتوں سے ہیبت دور ہو جاتی ہے تو دوسرے فرشتوں سے پوچھتے ہیں کہ رب نے کیا فرمایا۔ دوسرے فرشتوں نے کہا کہ جو فرمایا حق ہے۔ کیا یہ حدیث امام بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پیش نظر نہ تھی؟ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے اللہ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ حضرت موسیٰ بے ہوش ہو گئے۔ اسی طرح بہت ساری احادیث اور آثار بھی مذکور ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ کہنا کہ شیطان پیٹ میں داخل ہوتا ہے اور حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لاجول پڑھنا اس پر محمول ہے کہ مکر ہے اور ان کا یہ بیان اس لئے ہے کہ ان دونوں شخصیات پر یہ حالت بالعموم طاری نہ ہوتی کیونکہ ان کی قوت استعداد نہایت بلند ہوتھی کہ حضرت ابن سیرین نے ان کا بے ہوش ہو جانا مکر پر محمول کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بلند جگہ پر بیٹھ جائیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ان کے سامنے قرآن شروع سے لیکر آخر تک پڑھا جائے تو پھر نہیں گریں گے۔

ابن سیرین نے کہا کہ اگر عقل سلب ہو جائے یا اختیار سلب ہو جائے تو گر جائیں گے مگر اگر بلند جگہ سے نہ گریں تو مکر پر گمان کیا جائے گا۔

انسانوں کی استعداد فرشتوں سے قوی ہے اور اس پر یہ دلیل ہے کہ اللہ نے فرشتوں سے فرمایا۔ ”انی جاعل فی الارض خلیفۃ“ (تو فرشتوں نے عرض کیا اس کو خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد کرے تو رب نے فرمایا کہ جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے)۔

دوسری جگہ قرآن پاک میں ذکر ہے کہ ہم نے امانت کو آسمان اور زمین کے سامنے

پیش کیا۔۔۔ الخ۔ اس لئے غشی فرشتوں پر نازل ہوتی ہے انسانوں پر نہیں۔ جب عروج مکمل ہو جاتا ہے اور نزول ختم ہو جاتا ہے تو غالباً حالت متغیر ہو جاتی ہے جان لو کہ جب صوفی سکر کی حالت میں ہوتا ہے تو شعر میں اور سماع میں وجد کی کیفیت ہوتی ہے مگر قرآن کریم کی تلاوت سنتے وقت وجد افضل ترین ہے کیونکہ سماع قرآن کے وقت برکات اصلیہ نازل ہوتے ہیں جن کا تعلق تجلیات ذاتیہ اور صفات حقیقہ سے ہوتا ہے۔

اکثر صوفیوں کی اس بارے میں کوئی رائے ہی مذکور نہیں ہے جو ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ ان کی حالت سماع کے وقت زیادہ متغیر ہوتی ہے اور تلاوت قرآن کے سنتے ہوئے اتنی متغیر نہیں ہوئی۔ اگرچہ سماع میں فائدہ ہے ان لوگوں کیلئے جو اصل ہوتے ہیں جیسے مکتوبات مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں لکھا ہے۔ جو آسمان کی بلندیوں تک پہنچتے ہیں، رب کے قریب ہوتے ہیں اور پھر مزید قریب ہوتے ہیں یہاں تک کہ دو کمانوں کا جتنا فاصلہ رہ جاتا ہے یا اس سے بھی زیادہ قریب۔ مگر عام حالت میں ان کی حالت متغیر نہیں ہوئی اور صحابہ کرام کی حالت بھی متغیر ہوئی کہ ان کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے اور ان کی جلد لرزنے لگتی یا کچکی طاری ہوتی۔ یہ بھی وجد ہے جیسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ پھر ان کی کھال نرم ہوتی اور ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کے ذکر کی جانب۔ یہ خوف اور رجاء اور احسن الحدیث ہدایت ہے۔

اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت عطا فرماتا ہے، جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہدایت نہیں کہ اس کو کوئی گمراہی سے نکال سکے۔ (تفسیر مظہری: ص: ۲۰۸ تا ۲۱۰: سورہ زمر: آیت: ۲۶: پارہ: ۲۳)

اس عبارت سے بہت سارے نکتے نکلتے ہیں پہلی بات یہ ہے کہ وجد اور غشی ہر

حالت میں ثابت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور ابن سیرین، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اقوال کا مکمل جواب ہوا اور صحیح محمل پر محمول ہوا اور منکرین کے فاسد استدلال کا راستہ بند ہوا۔ صحابہ کرام اور راہنمائی اولیاء اللہ پر اور عام احوال میں غشی کا طاری نہ ہونا، اس کی وجہ بھی بیان کی جا چکی اگرچہ صحابہ کرام اور راہنمائی اولیاء کرام پر بھی کبھی وجد کے حالات طاری ہوتے ہیں۔ جن میں بہت ساری احادیث اور آثار کے ساتھ بیان کیا جا چکا ہے۔ منتہی اولیاء اللہ اکثر تلاوت اور سماع کے وقت ان کی حالت بدل جاتی ہے اور کبھی کبھی سماع کے علاوہ نعت خوانی کے دوران مبتدی متوسط اور منتہی اولیاء کرام اور متوسط سب کو فائدہ پہنچتا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات شریف میں مرقوم ہے متوسط اور مبتدیوں کے تجلیات ذاتیہ اور صفات حقیقیہ سے زیادہ قربت نہیں ہوتی۔ دوران سماع ان پر وجد طاری ہوتا ہے کیونکہ مشائخ عظام ان کے لئے محفل سماع کے وقت میں ذکر خدا کی محافل منعقد کرتے ہیں۔ سماع کے وقت میں ظلی تجلیات زیادہ وارد ہوتی ہیں اور متوسطین کیلئے مناسبت اسی کی ہے۔

عنصر آگ خصوصی گرمی پہنچاتی ہے۔ آگ ترقی، بلندی، ہمت عطاء کرتی ہے عنصر آب کی برودت قویہ ٹوٹ جاتی ہے تو اس حیثیت سے سماع منجیوں کیلئے بھی فائدہ پہنچاتی ہے جیسے حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کی وضاحت کی ہے۔

(۳) اسی طرح مفسر جلیل جامع بین الظواہر والبواطن عارف باللہ حضرت اسماعیل حقی بروسی حنفی نے تفسیر روح البیان: ج: ۸: ص: ۱۰۰ تا ۱۱۰: سورۃ زمر آیت نمبر ۲۳: میں سب سے پہلے معترضین کے

اعتراضات نقل کئے اور آخر میں فرمایا: ”يقول الفقير رحمة الله تعالى عليه لا شك ان القدر والجرح انما هو في حق اهل الرياء والدعوى وفي حق من يقدر على ضبط نفسه كما اشار عليه السلام بقوله (من عشق وعف وكتم ثم مات مات شهيدا عف اى كف وامتنع عن اظهاره ومن غلب على حاله كان الادب له ان لا يتحرك بشئ لم يؤذن فيه واما من غلب عليه الحال وكن في امره محقا لا مبطلا فيكون كالمجنون حيث يسقط عنه القلم فباى حركة تحرك كان معذورا فيها فليس حال البداية والتوسط كحال النهاية فان ما يقدر عليه اهل النهاية لا يقدر عليه من دونهم وكان الاصحاب رضى الله تعالى عنهم ومن في حكمهم ممن جاء بعدهم راعوا الادب في كل حال ومقام بقوة تمكينهم بل لشدة تلوينهم في تمكينهم فلا يقاس عليهم من ليس له هذا التمكين فرب اهل تلوين يفعل ما لا يفعله اهل التمكين وهو معذور في ذلك لكونه مغلوب الحال ومسلوب الاختيار فليجتهد العاقل في طريق الحق بلا رياء ودعوى وليلازم الادب في كل امر متعلق بفتوى او تقوى وليحافظ على ظاهره وباطنه من الشين ومما يورث الرين والغين“

(تفسير روح البيان: ج: ۸: ص: ۱۰۰ تا ۱۰۱: سورة زمر آيت: ۲۳: پارہ: ۵)

(۲۳)

ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ قباحت اور جرح ان لوگوں پر کیا جاتا ہے جو کہ ریا کار اور باطل دعویٰ کرنے والے ہوں۔ اپنے آپ پر جو لوگ کنٹرول کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جیسا کہ اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے اشارہ فرمایا ہے۔ حدیث کے

الفاظ یہ ہیں۔

جو لوگ اللہ کے عاشق ہوتے ہیں اور اپنے عشق کا اظہار نہیں کرتے اور اپنے عشق کو اپنے دل میں چھپانے کی قدرت رکھتے ہیں اور مر جاتے ہیں، شہید ہوتے ہیں۔ جو لوگ اپنی حالت پر غالب ہوتے ہیں تو ان لوگوں کیلئے ادب یہ ہے کہ ناجائز حرکت نہ کریں، جو حال پر غالب نہیں ہوتے ہیں اور اہل حق ہوتے ہیں اہل باطل نہیں ہوتے، پاگلوں کی طرح ان سے قلم اٹھالیا جاتا ہے اور ان کی حرکت پر ان کو معذور سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ یا تو یہ مبتدی ہوتے یا متوسط ہوتے ہیں، منتہی نہیں۔ اس لئے کہ منتہی جن باتوں پر قادر ہوتا ہے۔ غیر منتہی ان پر قادر نہیں۔ مبتدی اور متوسط کی حالت منتہی کی طرح نہیں۔ صحابہ کرام اور صحابہ کی مثل ہر حالت اور مقام میں ادب کا لحاظ ان کیلئے ضروری ہے قوت تمکین کے ساتھ بلکہ شدت تکوین فی التمکین میں خود پر قابو رکھتے ہیں یعنی منتہی پر عام لوگوں کا قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ بہت سارے اہل تکوین وہ کام کرتے ہیں جو اہل تمکین نہیں کرتے اسلئے کہ اہل تمکین خود پر قابو رکھتے ہیں جب کہ اہل تکوین پر حال غالب ہوتا ہے اور اختیار ان کا سلب ہو چکا ہوتا ہے تو عقل مند حق کی راہ سے بغیر ریا اور دعویٰ کے کوشش نہ کرے اور ہر وہ کام جس کا تعلق فتویٰ یا تقویٰ سے ہو ادب کا لحاظ رکھے اور اپنے اوپر لازم کرے کہ ظاہر اور باطن میں اپنے آپ کو عیب سے محفوظ رکھے۔ اور ان چیزوں سے جن میں شک اور میل پیدا ہوتا ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچائے۔

خلاصہ یہ ہوا کہ جو لوگ مغلوب الحال نہیں ہوتے ان کو خلاف شرع حرکت ہرگز نہیں کرنی چاہئے۔ اگر وہ شریعت کے مطابق حرکات تو اجد محمودہ میں کر سکتا ہے جیسے آئندہ بیان کیا جائے گا۔ جو لوگ مغلوب الحال ہو جائیں تو ہر قسم کی حرکات ان سے صادر ہوتی ہیں تو ہر حال میں ایسے لوگوں کی ہر حرکت اچھی ہے۔

اسی طرح علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح البیان: ج: ۲: ص: ۱۶۷:

سورۃ آل عمران کی اس آیت پر کہ: ”الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا. الآیة“

ترجمہ: وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر بھی۔

تو اپنی تفسیر میں وہ ذکر بالجہر، وجد و حال، مضبوط اور مدلل دلائل کے ساتھ ثابت کیا

ہے۔ تفصیلی عبارت وہاں ملاحظہ کریں۔ یہاں پر اختصار کی بناء پر ہم پوری عبارت نقل نہیں کر رہے

اسی طرح مفسر جلیل القدر فقیہ اعظم علامہ ابوالبرکات عبداللہ نسفی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ اپنی تفسیر مدارک: ج: ۴: ص: ۳۶: پر سورۃ زمر کی آیت: ۲۳: کی تفسیر میں بدن کا لرزنا وجد

اور حال کے اثبات اور شرافت کے بارے میں اس طرح لکھا ہے۔

”تقشعراى تضطرب منه جلود الذین یخشون ربهم یقال اقشعرا

الجلد اذا تقبض تقبضا شدیداً والمعنى انهم اذا سمعوا بالقرآن وبآیات

وعیده اصابهم خشية تقشعرا منها جلودهم وفى الحدیث اذا اقشعرا جلد

المؤمن من خشية الله تحاتت عنه ذنوبه كما يتحاتت عن الشجرة اليابسة

ورقها“

ترجمہ: قرآن کریم کی آیت کی تلاوت سن کر ان لوگوں کی کھال (جلد) حرکت میں آئی

ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں کہ کھال کا اکڑ جانا اور پھر لرزنا نیز معنی یہ ہوئے کہ اللہ سے

ڈرنے والے جب قرآن سنتے ہیں تو اس کے سننے سے ان کی کھال لرزنا لگتی ہے اور اس میں

اضطراب و بے چینی پیدا ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں یہ الفاظ ہیں کہ: ”جب مؤمن کی کھال

اللہ کے خوف سے حرکت میں آتی ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح خشک

درخت سے اس کے پتے گرتے ہیں۔“

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی نے تفسیر عزیزی کی آخری جلد میں سورۃ اقرأ: ص: ۳۳۸: میں حضرت خواجہ باقی باللہ حنفی مرشد امام ربانی کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نانبائی یا نان فروش نے حضرت باقی باللہ کے مہمانوں کیلئے کھانا پکایا حضرت باقی باللہ اس طرز عمل سے نہایت خوش ہوئے اور نان فروش سے فرمایا کہ جو مانگنا چاہتے ہو مانگو۔ اس نان فروش نے کہا کہ آپ کی طرح بننا چاہتا ہوں حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کو اندر لے گئے اور اس پر توجہ اتحادی فرمائی۔

تو حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”ناچار اورا در حجرہ بردند تا شیر اتحادی بروی کردند۔ چون از حجرہ برآمدند در میان خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و در میان نان وائی در صورت و شکل ہیچ فرق نماندہ بود مردم را امتیاز مشکل افتاد این قدر بود کہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہوشیار بود و آن نان وائی مدہوش و بے خود۔ آخر بعد از سہ روز در ہمین حالت سکری و بیہوشی قضاء کرد۔“ (تفسیر عزیزی: جلد آخر: ص: ۳۳۸: سورۃ علق)

ترجمہ: مجبوراً حضرت باقی باللہ سے خانقاہ کے اندر لے گئے اور توجہ اتحادی فرمائی۔ باہر آنے پر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور نان بائی کی ظاہری صورت ایک جیسی نظر آرہی تھی۔ لوگوں کے لئے ان کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ اتنا فرق اندازہ سے ہوتا کہ حضرت خواجہ ہوش میں تھے اور نانبائی بے ہوش اور مجذوب آخر تین دن بعد اسی بے ہوشی میں دار لفاء سے دار البقاء کی جانب رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ اسی طرح مشہور اور مقبول فقیہ حضرت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ رد المختار: ج: ۳: ص: ۳۳۷: قبیل باب البغاة میں وجد اور تو اجد اور رقص حقیقی عارفوں کے حق میں اس طرح

لکھتے ہیں کہ:

”والتحقيق القاطع للنزاع في امر الرقص والسمع يستدعي  
تفصيلا ذكره في عوارف المعارف واحياء العلوم و خلاصته ما اجاب به  
العلامة النحرير ابن كمال باشا رحمة الله تعالى عليه بقوله: (ما في التواجد  
ان حقت من حرج ولا التمايل ان اخلصت من باس فقتت تسعى علي  
رجل وحق لمن دعا مولاه ان يسعى على الراس الرخصة فيما ذكر من  
الاضاع عند الذكر والسمع للعارفين) الخ“ (فتاوى رد المختار: ج: ۳:

ص: ۳۳۷: قبيل باب البغاة)

ترجمہ: جو تحقیق قاطع (قطعاً تحقیق) رقص اور سماع کے مسئلہ میں وہ تفصیل طلب ہے جیسا  
کہ عوارف المعارف اور احیاء العلوم ان کا تفصیلی ذکر ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علامہ ابن  
کمال پاشا نے اپنے قول میں یہ ذکر کیا ہے کہ حقیقی تواجد میں کوئی گناہ نہیں اور خالص حرکتوں  
میں بھی کوئی بات قابل اعتراض نہیں ہے۔ ایک پاؤں پر بھاگتے ہو حالانکہ جس کو اس کا آقا  
اپنی طرف بلائے اس پر حق ہے کہ سر کے بل بھاگے۔ مذکورہ اعضاء میں حقیقی سماع کے وقت  
وجد اور تواجد دونوں کی اجازت ہے۔

تو اس عبارت سے وجد کی مختلف اقسام اور ان کے اثبات کیلئے اشارہ ملتا ہے۔ امام  
عقیلی اور ابو نعیم اصفہانی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

”قال: لما قدم جعفر رضي الله تعالى عنه من ارض الحبشة، تلقاه  
رسول الله ﷺ فلما نظر جعفر رضي الله تعالى عنه الى رسول الله ﷺ  
حجل، قال سفيان بن عيينة من احد رواته يعني مشى على رجل واحدة



فقبل رسول الله ﷺ بين عينيه. الحديث “ (سنن ابى داؤد: ج: ۴: ص: ۳۵۶: رقم حديث: ۵۲۲۰) سنن ابوداؤد کی روایت امام شعبی سے مروی ہے جس میں ”فالتزمه“ (آپ نے انہیں سینے سے لگایا) زائد ہے۔

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سرزمین حبشہ سے تشریف لائے تو (حضور علیہ السلام) نے ان سے ملاقات کی، جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی نظر چہرہ انور پر پڑی تو انہوں نے حجل کیا۔ امام سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ جو اس حدیث کے راویوں میں سے ایک ہیں، فرماتے ہیں: احتراماً۔ پنے ایک پاؤں پر چلنے لگے تو حضور ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ سنن ابی داؤد: ج: ۳: ص: ۳۵۶: کی روایت: امام شعبی سے مروی ہے فالتزمه ﷺ آپ علیہ السلام نے انہیں سینے سے لگایا ”مسند احمد“ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی روایت ہے جو حسن سے کم درجہ کی نہیں۔

”حجل زید بن حارثہ وجعفر وعلی بین یدیه ﷺ لما قال: للاول انت مولای وللثانی انت اشبهت خلقی وخلقى، وللثالث انت منى وان منك“ (صحیح بخاری: ج: ۲: ص: ۶۱۰: ایضاً: ج: ۱: ص: ۳۷۲: مسند احمد: ج: ۵: ص: ۲۰۴)

ترجمہ: حضرت زید بن حارثہ حضرت جعفر طیار اور حضرت علی رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رقص کیا، جبکہ آپ ﷺ نے پہلے کو فرمایا، تو میرا پیارا غلام ہے دوسرے کو فرمایا، تو سیرت و صورت میں میرے مشابہ ہے اور تیسرے کو فرمایا، تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اور طبقات ابن سعد میں ایک مرسل روایت یوں ہے جس کی سند امام ابن سعد کے نزدیک امام محمد باقر رضی اللہ عنہ تک صحیح ہے:

(لقام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فحجل حول النبی ﷺ دار

علیہ)

یعنی حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور حضور ﷺ کے ارد گرد حلقے کی صورت

میں رقص کیا۔

”والحجل: قال فی النہایة: ان یرفع رجلا ویقفر علی الاخری من

الفرح النہایة“ (لغت الحدیث) میں ہے حجل کے معنی ہیں۔ فرط مسرت سے ایک پاؤں

اٹھا کر دوسرے پاؤں پر اچھلنا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ’ہو رقص بھیئہ مخصوصہ‘

حجل: خاص حالت میں رقص کرنے کو کہتے ہیں۔

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حبشہ سے واپس آنے پر حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا

رقص حضور ﷺ کی تعظیم و تکریم اور آپ کے دیدار کی خوشی اور احترام میں تھا۔ اور ان کے ساتھ

دیگر دو اصحاب کا رقص اپنی تعریف سننے اور حضور ﷺ کے شرف مخاطبت کی لذت کے باعث

تھا۔ اور اس بات کے شکرانے میں تھا کہ حضور ﷺ نے کمال عزت و محبت اور قرب سے

توازن ہوئے انہیں اپنی طرف نسبت عطا کی۔ اور یہ وہ عظیم کرم نوازی ہے جس پر جتنا ناز

کیا جائے کم ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کے اس فعل پر توقف فرمایا اور قول و فعل سے ان

کی تردید نہیں کی۔

اور اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی حنفی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مجموعہ

رسائل: ص: ۱۷۳: ج: ۱: پر وجد اور تواجید اور تمایل اور کپڑے پھاڑنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ولا کلام لنا مع الصدق من ساداتنا الصوفیة رحمة اللہ تعالیٰ

عليهم المبرئين عن كل خصلة ردية، فقد سئل امام الطائفتين سيدنا الجنيد  
 رضى الله تعالى عنه ان قوما يتواجدون ويتميلون: فقال دعوهم مع الله  
 تعالى يفرحون فانهم قوم قطعت الطريق اكبادهم، ومزق النصب فوادهم،  
 وضاقوا ذرعا فلا حرج عليهم اذا تنفسوا مداوة لحالهم، ولو دقت مذاقهم  
 عذرتهم في صياحهم وشق ثيابهم. وبمثل ما ذكره الامام الجنيد البغدادي  
 رضى الله تعالى عنه اجاب العلامة النحرير ابن كما باشا رحمة الله تعالى  
 عليه لما استفتى عن ذلك حيث قال: “

ما في التواجد ان حقت من حرج ولا التمايل ان اخلصت من باس  
 فقتت تسعى على رجل وحق لمن دعاه مولاه ان يسعى على الراس  
 الرخصة في ما ذكر من الاوضاع عند الذكر والسمع للعارفين رحمة الله  
 تعالى عليهم الصارفين اوقاتهم الى احسن الاعمال السالكين المالكين  
 لضبط انفسهم عن قبائح الاحوال فهم لا يستمعون الامن الاله، ولا يشاقون  
 الا اليه ان ذكروه ناحوا، وان شكروه باحوا، وان وجدوه صاحوا، وان  
 شهدوه استراحوا، وان سرحوا في حضرات قربه ساجوا، اذا غلب عليهم  
 الوجد بغلباته، وشربوا من موارد ارادته: فمنهم من طرقت طوارق الهيبة  
 فخر و ذاب ومنهم من برقت له بوارق اللطف فتحرك وطاب، ومنهم من  
 طلع عليهم الحب من مطالع القرب فسكرو وغاب، هذا ما عن لى فى  
 الجواب والله اعلم بالصواب. ومن يك وجده وجدا صحيحا فلم يحتج  
 الى قول المغنى له من ذاته طرب قديم وسكر دائم من غير دلى (مجموعة

الرمائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳)

ترجمہ: علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہم صادق سادات صوفیہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں زبان درازی نہیں کر سکتے اس لئے کہ یہ تمام اخلاق رزیلہ سے مبرا ہیں۔ یہ پاک باطن لوگ ہیں۔ امام طاقتین سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بعض صوفی ایسے ہیں جو تواجہ کرتے ہیں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے عشق میں انہیں چھوڑ دو کہ خوشحالی کریں اس لئے کہ یہ ایک ایسی قوم ہے کہ طریقت نے ان کے دل پھاڑ دئے ہیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہوئے ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں اب ان کے حوصلے تنگ ہو گئے ہیں۔ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں ان پر کوئی حرج نہیں۔ اس حالت کی دائمیت کے لئے اگر تمہیں ان کی حالت حاصل ہو جائے اور انوار و تجلیات کا مزہ حاصل ہو جائے تو ان کی چیخوں اور نعروں میں تم بھی شامل ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ ڈالو۔ تم ان کو ان کے چیخیں مارنے اور کپڑے پھاڑنے میں معذور سمجھو۔

اسی طرح حضرت ابن کمال پاشا صاحب سے اسی مسئلے کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ آپ نے اپنے شعر میں یہ فرمایا:

ما فی التواجد ان حقت من حرج و التمايل ان اخلصت من باس  
اس شعر میں یہ فرمایا کہ اس تواجہ کے کرنے میں کوئی حرج اور نہ ہی جسم کے ہلنے میں کوئی حرج ہے جبکہ باطنی علتوں سے پاک لوگوں میں یہ آجائے۔

وجد کی وجہ سے اٹھ کر بھاگنا بھی جائز ہے۔ اسلئے کہ اپنا مالک و مولیٰ جب بلائے تو انہیں اپنے سر کے بل بھاگنا چاہئے۔ محفل ذکر و محفل سماع میں کامل عارفوں کے لئے وجد اور

رقص کی رخصت ہے کیونکہ یہ لوگ اپنا قیمتی وقت بہترین اعمال میں صرف کرتے ہیں۔  
 طریقت کے سالکین ہوتے ہیں۔ جو اپنے نفسوں کو قبیح اعمال کرنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ  
 ان صفات سے متصف ہوتے ہیں کہ جب صوفیہ کرام سنتے ہیں تو اپنے پروردگار کی جانب سے  
 سنتے ہیں۔ جب اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب کبھی اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں  
 تو خوش ہوتے ہیں۔ جب محبوب حقیقی کی جانب سے تجلیات و انوارات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو  
 چیخیں مارتے ہیں۔ جب شوق سے اللہ ذکر کرتے ہیں تو روتے ہیں اور جب محبوب حقیقی کا  
 مشاہدہ کرتے ہیں تو آرام پاتے ہیں۔ اور جب قرب کے مراتب میں انہیں حصہ نصیب ہوتا  
 ہے تو اس میں سیر کرتے ہیں اور بلند مقامات طے کرتے ہیں۔ جب ان پر وجد غلبہ کرتا ہے تو  
 اللہ تعالیٰ کی ارادت اور واردات سے بعض سالکوں پر ہیبت اور تجلیات کا عروج ہوتا ہے تو  
 گر پڑتے ہیں۔ یا بے دم ہو جاتے ہیں۔ بعض سالکوں پر لطف خداوندی کی انوار نازل ہوتے  
 ہیں تو خوشی کا اظہار کرتے ہیں بعض سالکوں پر قرب خداوندی اور مطلع جب ظاہر ہوتا ہے تو  
 سکر (مستی) کی کیفیت طاری ہوتی ہے تو اپنے جسم اور جان سے بے خبر ہو جاتے ہیں۔ یہ مقام  
 سکر مقام غیبت اسے کہا جاتا ہے۔ یہ تمام مذکورہ حالات جائز اور ثابت ہیں۔ جس کو صحیح وجد  
 نصیب ہو جائے تو اس کے لئے گانے والے اور گانے کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کہ اللہ  
 تعالیٰ کی ذات اقدس سے ملی مستی نصیب ہوتی ہے جو بغیر شراب کے دائمی مستی اور سکر حاصل  
 ہوتی ہے۔ (مجموعہ رسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳) اس عبارت سے نہ صرف وجد بلکہ وجد کے  
 مختلف اسباب اور اقسام کا بھی ذکر ہوا۔ اسی طرح جلیل القدر فقہی علامہ مفتی سید احمد طحطاوی حنفی  
 مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاشیہ طحطاوی علی الدر المختار: ج: ۳: ص: ۱۷۶ تا ۱۷۷ میں وجد، رقص  
 اور سماع ذکر کے بارے میں اس طرح تحریر فرمایا:

”ومن الفقهاء رحمة الله تعالى عليهم من لم يمنع الرقص حيث وجد لذة الشهود فغلب عليه الوجد واستدل بما وقع لجعفر ذي الجناحين رضي الله تعالى عنه لما قال له النبي ﷺ اشبهت خلقي وخلقي فحجل اي مشى على رجل واحلوة وفي رواية رقص من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه النبي ﷺ وجعل ذلك اصلا لجواز رقص الصوفية رحمة الله تعالى عليهم عند ما يجدونه من لذة الوجد في مجالس الذكر والسماع وفي التاتارخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذي حر كاته كحركات المرتعش. وبهذا الفتى البلقيني رحمة الله تعالى عليه وبرهان الدين الانباسي رحمة الله تعالى عليه“ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: ج: ٢: ص: ١٤٦ تا ١٤٧)

ترجمہ: بعض فقہاء کرام رقص سے نہیں روکتے جب شہود کا مزہ پاتے ہیں، جب سالک پر وجد کا غلبہ آجائے تو فقہاء کرام اس حدیث تقریری سے استدلال کرتے ہیں۔ جعفر ذوالجناحین کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اخلاق شکل اور صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو۔ اس خطاب کے سننے کے ساتھ حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پاؤں پر بھاگنے لگے۔ دوسری روایت میں ہے کہ اس خطاب کی لذت سے رقص کرنے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے ان پر انکار نہیں کیا۔ یہ حدیث اہل تصوف کے رقص کے لئے دلیل بن گئی۔ جب اس طرح حال صوفی کو مل جائے اور محافل ذکر و سماع میں وجد کی لذت کیوجہ سے اس طرح کا حال صوفی پالیتا ہے۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں مغلوب الحال سالک کیلئے نماز کی حالت میں یا نماز سے خارج میں یہ حال اور چٹخیں مارنا جائز لکھا ہے جب یہ حرکات مرتعش کی طرح غیر اختیاری ہوں اور

مشابہت مجذوبین کی وجہ سے اختیاری حرکات کثیرہ کرتے ہیں تو اس کو تواجید کہتے ہیں۔ تو اس طرح نماز میں کرنا جائز نہیں ہے اور نماز کے باہر جائز ہے کہ ریاکاری سے خارج ہو اور دوسروں کو تکلیف دینے سے خارج ہو۔ اسی طرح فتویٰ علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین انبای نے بھی دیا ہے۔ (یہاں پر طحاوی کا کلام مکمل ہوا) علامہ سید احمد طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شرح مراقی الفلاح میں وجد کے اسباب کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے (مجمع الانھر) میں وجد کی بہت سی قسمیں ہیں جہاں اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ مطلق انکار کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ فتویٰ تاتارخانیہ میں مغلوب الحال سالک کا وجد ثابت کیا ہے جو حرکت وہ مرتش کی طرح کرتا ہے وہ غیر اختیاری ہوتی ہیں اور تواجید بھی اچھا ہے اس کے اثبات کے دلائل بعد میں آجائیں گے۔ اللہ نے چاہا تو۔۔

(۹) حاشیہ الطحاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۴: قبیل باب

ما یفسد الصلوٰۃ

اسی طرح علامہ خیر الدین رملی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتویٰ خیریہ (نفع البریہ) میں فتویٰ تنقیح الحامدیہ: ج: ۲: ص: ۲۸۳: میں اسی طرح وجد کے بارے میں لکھا ہے:

”اما الرقص ففيه للفقهاء كلام منهم من منعه ومنهم من لم يمنع حيث وجد لذة الشهود وغلب عليه الوجد واستدل بما وقع لجعفر بن ابي طالب رضي الله تعالى عنه لما قال له عليه الصلوٰۃ والسلام ”اشبهت خلقي وخلقي“ وفي رواية جعفر رضي الله تعالى عنه ”اشبه الناس بي خلقا وخلقا فحجل“ وفي رواية ”رقص من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه النبي ﷺ رقصه“ وجعل ذلك اصلا لرقص الصوفية رحمة الله تعالى عليهم عند ما

يجدونہ من لذة المواجيد في مجالس الذكر والسماع وفي التاتار خانية ما  
يدل على جوازه وبهذا افتى البلقيني رحمة الله تعالى عليه وبرهان الدين  
النباسي رحمة الله تعالى عليه وبمثله اجاب بعض الحنفية والمالكية  
(فتاوى خيريه على هامش تنقيح الحامدية: ج: ۲: ص: ۲۸۳)

ترجمہ: رقص میں فقہاء کرام کا کلام ہے بعض منع کرتے ہیں اور بعض نہیں کرتے۔ کب  
جب شہود کی لذت موجود ہو اور سالک پر وجد کی کیفیات طاری ہوں اور وہ دلیل کے طور پر  
حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ جواز کی دلیل بناتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے  
ان سے کہا۔ تم شکل و شباهت اور اخلاق میں میرے مشابہ ہو۔ ایک اور جگہ آپ ﷺ نے  
فرمایا: اوروں میں جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ اخلاق میں بھی اور  
شکل و صورت میں بھی۔ یہ خطاب سن کر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک پاؤں پر بھاگنا  
شروع کیا۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت جعفر نے رقص شروع کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے  
اس رقص کو منع نہیں کیا۔ یہ واقعہ اہل تصوف کے نزدیک ایک دلیل ہے جب ذکر و سماع میں  
لذت محسوس کرے۔ فتویٰ تاتار خانہ میں جواز کے دلائل موجود ہیں۔ اسی طرح امام بلقینی اور  
علامہ برہان الدین نے جواز کا فتویٰ دیا۔ اس کے علاوہ جواز کا فتویٰ حنفیوں اور مالکیوں نے  
بھی دیا ہے۔ (فتاویٰ خيريه على هامش تنقيح الحامديه: ج: ۲: ص: ۲۸۳)

### ایک نکتہ

اس عبارت سے یہ معلوم ہوا کہ جب بعض علماء احناف اور بعض علماء مالکیہ سے  
وجد اور رقص کے بارے میں پوچھا گیا تو سب نے جواز پر فتویٰ دیا۔ اسی طرح امام سیوطی رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ شافعی المسلک ہیں۔ انہوں نے بھی جواز بلکہ استحباب کا حکم دیا ہے۔



(البحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۲۳) میں اگر آپ کی وضاحت موجود ہے بعد میں ان کی عبارت پوری نقل کریں گے۔ انشاء اللہ۔

اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ ضلی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، وجد اور حال کا اثبات کیا ہے۔ فتوح الغیب میں لکھا ہے کہ صوفی کیلئے آٹھ (۸) خصلتیں ہونی چاہئیں۔ ایک ان میں سے وجد بھی ہے۔ بعد میں ان کی عبارت جو کہ فتوح الغیب میں آجائے گی خلاصہ یہ ہوا۔ چاروں مذہبوں کے علماء وجد اور حال کے اثبات کے قائل ہیں۔ عارفوں کیلئے لہذا منکرین کس طرح وجد اور حال کو چاروں مذہبوں میں حرام کہتے ہیں؟ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ فاسق اور خلاف شرع متصوفہ کا رقص اور تماشہ اور لہو و لعب چاروں مذہبوں میں حرام ہے اور قرطبی کی بھی یہی مراد ہے اور جو حقیقی عارفوں اور متشرع اہل تصوف کا وجد اور حال ہے وہ بالکل ثابت اور جائز ہے بلکہ نور عنایت الہی ہے اور یہ حال اولیاء کرام کا ہے جیسا کہ حدیقة الندیہ لنابلسی کے حوالہ سے بھی عبارت بعد میں آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس طرح تطبیق عبارتوں کے درمیان کرنا علماء راہنہ اور غیر متعصب اہل بصیرت کا کام ہے۔ منکرین کی طرح نیم ملاحظہ ایمان کی طرح نہیں۔ روایتوں کے درمیان تطبیق نہیں کر سکتے بلکہ اسے سمجھ بھی نہیں سکتے بلکہ روایات اور عبارات سے نجد یوں کا مسلک تلاش کرتے ہیں اور انہیں سے جوڑتے ہیں اور اس بات کی عبارتوں کو ہضم کر جاتے ہیں لیکن یہ ارمان ان کا کبھی پورا نہ ہوگا۔ افسوس در افسوس یہ منکرین اپنے آپ کو مفتی اور شیخ الحدیث کہلاتے ہیں اور دوسری طرف جانتے کچھ نہیں۔ یہ ایک عجیب سا معاملہ ہے۔

آن کس کہ نداند و نداند کہ نداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند  
ترجمہ: جو نہیں سمجھتا اور اپنی نا سمجھی اور بیچ مذانی پر بھی خبردار نہیں وہ ہمیشہ کیلئے جہل مرکب ہی

میں رہ جاتا ہے۔

مزید وضاحت اگلے صفحات میں (جو منکرین کے جوابات کے بارے میں ہیں)

آئے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱۰) اسی طرح علامہ حامد بن علی بن عبدالرحمن آفندی عمادی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفتی

دمشق و شام نے اپنی کتاب (مغنی المستفتی عن سوال المفتی المعروف فتاویٰ

تنقیح حامدیہ: ج: ۲: ص: ۳۵۴: باب الحظر والاباحہ) میں علامہ جلال الدین

دوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (شرح ہیاکل نور) کے حوالے سے لکھا ہے کہ:

”الانسان يستعد بحركات العبادة الوضعية الشرعية للشوارق

القدسية بل المحققون رحمة الله تعالى عليهم من اهل التجريد رحمة الله

تعالى عليهم قد يشاهدون في انفسهم طريا قدما مزعجا فيتحركون

بالرقص والتصفيق والدوران ويستعدون بتلك الحركة لشروق انوار آخر

الى ان يقضى ذلك الحال عنهم بسبب من الاسباب كما عليه تجارب

السالكين رحمة الله تعالى عليهم“ (تنقیح فتاویٰ حامدیہ: ج: ۲: ص: ۳۵۴)

ترجمہ: انسان کبھی شرعی عبادات ادا کرنے کی وجہ سے پاکیزہ انوار کے لئے مستعد بلکہ تجدید

محققین اولیاء اپنے اندر پاکیزہ انواریت کا مشاہدہ کرتے ہیں اس کی وجہ سے وہ حرکات کا

باعث بنتا ہے تو وہ حرکت میں لگ جاتے ہیں۔ رقص اور تالییاں بجانا، یوں بھاگنا دوڑنا، اس

طرح کی حرکتیں ان سے سرزدتی ہیں کیونکہ ان پر انوار کا نزول ہوتا ہے۔ یہں تک کہ ان کا حال

ختم ہو جاتا ہے کسی سبب کے ساتھ اور عام سالکوں کا تجربہ اس پر گواہ ہے۔ اس عبارت سے کہ

یہ حرکات انوار کے نزول کے سبب کرتے ہیں جو برداشت نہیں کر پاتے۔

(۱۱) اسی طرح محدث مفسر فقیہ اور ادیب و صوفی حضرت امام جلال الدین عبدالرحمن سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو کہ چاروں مذاہب میں مقبول ہیں، خود شافعی ہیں اپنی کتاب (الحاوی للفتاوی المتعلقة بالتصوف) تصوف کے متعلق باب میں وجد، رقص، سماع اور مجالس ذکر، قیام ذکر کے اثبات میں یوں رقمطراز ہیں کہ:

مسئلة: فی جماعة الصوفية رحمة الله تعالى عليهم اجتمعوا فی مجلس ذکر ثم ان شخصا من الجماعة قام من ذلك المجلس لوارد حصل له فهل له فعل ذلك سواء كان باختياره ام لا؟ وهل لا منعه وزجره عن ذلك؟  
الجواب: لا انكار عليه في ذلك وقد سئل عن هذا السؤال بعينه شيخ الاسلام سراج الدين البلقيني رحمة الله تعالى عليه فاجاب بانه لا انكار عليه في ذلك وليس لمانع التعدي بمنعه ويلزم المتعدى بذلك التعذير.

وسئل عن علامة برهان الدين الانباسي رحمة الله تعالى عليه فاجاب بمثل ذلك وزاد ان صاحب الحال مغلوب والمنكر محروم ما ذاق لذة التواجد ولا صفاله المشروب (الی ان قال فی آخر جوابه) وبالجملة فالسلامة فی تسلیم حال القوم واجاب ایضاً بمثل ذلك بعض ائمة الحنفية رحمة الله تعالى عليهم والمالكية رحمة الله تعالى عليهم كلهم كتبوا علی هذا السؤال بالموافقة من غير مخالفة (اقول) وكيف ينكر الذكر قائما والقيام ذاكرًا وقد قال الله تعالى (الذين يذكرون الله قيامًا وقعودًا وعلى جنوبهم. الآية) وقالت عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا كان النبی ﷺ يذكر الله على كل احيانه وان انضم الى هذا القيام رقص او نحوه فلا انكار عليهم

لان ذلك من لذات الشهود او المواجيد وقد ورد في الحديث رقص جعفر بن ابي طالب رضى الله تعالى عنه بين يدي النبي ﷺ لما قال له 'اشبهت خلقي وخلقي' وذلك من لذة هذا الخطاب ولم ينكر ذلك عليه النبي ﷺ فكان هذا اصلا في رقص الصوفية رحمة الله تعالى عليهم لما يدركونه من لذات المواجيد. وقد صح القيام والرقص في مجالس الذكر والسماع عن جماعة من كبار الائمة رحمة الله تعالى عليهم منهم شيخ الاسلام عز الدين بن عبد السلام رحمة الله تعالى عليه. (الحاوي للفتاوى:

ج: ٢: ص: ٢٢٢)

ترجمہ: (مسئلہ) صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی ایک جماعت جو کہ ذکر کیلئے جمع ہوئے ہوں اور پھر ایک شخص اس جماعت سے اٹھے جو کہ ذکر کرنے والا ہو اور یہ حال اس سالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حصول کی وجہ سے ایک وارد سے مستمر ہو جائے، پس یہ کام اس سالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مغلوب الحال اگر اختیار کے ساتھ ہو یا کہ بغیر اختیار ہو، تو جواز رکھتا ہے کہ نہیں؟ اور آیا کونے شخص کو اختیار ہے کہ اسے منع کرے یا روکے؟

الجواب: اس سالک کے معاملے کا کسی قسم کا انکار نہیں کرنا چاہئے۔ بعینہ یہی سوال شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی سے ہوا تو انہوں نے یہ جواب دیا کہ اس کام میں اس سالک سے کسی قسم کا انکار نہیں اور منع کرنے والے کو منع نہیں کرنا چاہئے اور منع کرنے والے کو سختی سے روکنا چاہئے اور تعزیر کرنا چاہئے اور اسی مسئلہ کا علامہ برہان الدین انباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی پوچھا گیا تو ان کا جواب بھی یہی تھا کہ اس مغلوب الحال کا جو منکر ہے وہ محروم اور بے نصیب ہوا۔ یہاں تک کہ جواب کے آخر میں یہ فرمایا ہے کہ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صوفیاء کرام

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے حال کو تسلیم کرنے میں سلامتی ہے۔

اسی طرح کا جواب احناف نے دیا ہے اور مالکیہ کا جواب بھی یہی ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا تو ان سب نے اسی طرح جواب دیا اور اس پر اکتفا کیا۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے تو کس طرح کھڑا ہو کر ذکر کا انکار کیا جائے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ عقل مند لوگ وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے ہو کر، بیٹھ کر اور پہلوں پر لیٹ کر کرتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: حضور اکرم ﷺ اللہ کا ذکر ہر حالت اور ہر ہیئت سے کرتے تھے تو اس میں کھڑا ہونے کی بھی ہیئت آتی ہے اگر مغلوب الحال سالک کھڑا ہو کر ناچنا شروع کر دے یا دوسری حرکات اور چیخیں اس کے ساتھ مل جاتیں ہوں تو اس میں بھی انکار نہیں ہے کیونکہ یہ حال شہود اور لذت سے پیدا ہوا ہے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حدیث شریف میں ان کا رقص ثابت ہے جب حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ کہ تیری صورت اور اخلاق مجھ سے مشابہت رکھتے ہے تو آپ نے رقص شروع کیا اور حضور اکرم ﷺ نے اس پر منع نہیں فرمایا تو یہ صوفیوں کے رقص پر بھی دلیل ہے۔ جب وہ وجد پاتے ہیں ذکر اور نعت خوانی کی مجلس میں رقص اور قیام کے متعلق آئمہ سب کے سب اس کے قائل ہیں جس میں سے شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ (الحاوی للفتاویٰ: ج: ۲: ص: ۲۶۴)

اس عبارت شریف سے مسئلہ وجد اور تواجید کے اثبات اور کچھ اور نکتے بھی نکلتے ہیں نمبر ۱: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ ذکر کرنے والوں کو قیام اور تواجید سے منع کرے اور اگر کسی نے منع کیا تو اس کو تعزیر (سزا) دینا چاہئے یا اسے مارنا چاہئے۔ تو مکرین اپنے بارے میں سوچیں۔

نمبر ۲: وجد اور حال والا سالک عارف مغلوب الحال ہے منکرین فیض الہی سے محروم ہیں خود انہوں نے اس حال کا مزہ اور باطنی لذت نہیں پائی۔ اس لئے دوسرے اہل اللہ کا انکار کرتے ہیں۔ تو اب منکرین اپنی محرومیت کے بارے میں سوچیں۔

نمبر ۳: چاروں مذاہب کے علماء حقیقی اہل تصوف اور عارفین کے وجد اور حال کے اثبات پر متفق ہیں اور تردیدی عبارتیں فساق اور خلاف شرع متصوفہ اور ریاکار کے حق میں ہیں تو کس طرح منکرین حقیقی اہل تصوف عارفین کے وجد اور حال چار مذاہبوں کے مطابق حرام سمجھتے ہیں۔

اسی طرح فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) ج: ۵: ص: ۳۵۲: باب: ۱۷: میں مشائخ صادقین کے وجد اور غشی طاری ہونے سے سماع میں اچھے اشعار سنتے وقت فسق کا گانا اور رقص نا جائز کے حق میں اس طرح لکھا ہے:

”فان فی زمانہم ربما ینشد واحدا شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم  
فیوافقہ من کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمۃ توافقہ علی امر ہو فیہ وربما  
یغشی علی عقلہ لیسقوم من غیر اختیار وتخرج حرکات منہ من اختیار  
وذلك مما لا یتبعہ ان یکون جائزا مما لا یؤخذ بہ ولا یظن فی المشائخ  
رحمة اللہ تعالیٰ علیہم انہم فعلوا مثل ما یفعل اہل زماننا من اہل الفسق  
والدین لا علم لہم باحکام الشرع وانما یتمسک بافعال اہل الدین (ای  
مشائخ التصوف رحمة اللہ تعالیٰ علیہم کذا فی جواهر الفتاوی)“ (فتاویٰ  
ہندیہ: ج: ۵: ص: ۳۵۲: باب: ۱۷)

ترجمہ: بے شک ان کے زمانے میں بہت مرتبہ شعر بناتا اور اس کا ایسا معنی ہوتا کہ ان کے

باطنی حال کے موافق تو ان کا دل نرم ہو جاتا اس موافقت سے ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ان کے باطنی حال کے موافقت کی وجہ سے کہ شعر ان کے باطن کے موافق ہوتا تو بے اختیار کھڑے ہو جاتے اور ان سے وہ حرکات صادر ہو جاتیں تو یہ کام جائز اور ان پر مواخذہ نہیں اور حقیقی مشائخ طریقت پر یہ گمان نہیں ہو سکتا۔ اور ہمارے زمانے میں فاسق اور جاہلوں اور فاسقوں کی طرح خلاف شرع امور کریں حالانکہ یہ فاسق لوگ اہل دین اور مشائخ حقیقی کے احوال پر دلیل پکڑتے ہیں جو کہ خلاف شرع کام کرتے ہیں بلکہ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم تو ان کی طرح نہیں تھے۔

”اسی طرح جو اہر الفتاویٰ میں بھی لکھا ہے“

تو اس عبارت سے فتاویٰ ہندیہ کی دوسری عبارت کا محمل بھی معین ہوا۔ جس میں سماع و رقص اور وجد پر رد کیا ہے۔ وہ اس طریقے پر صادق مشائخ اور متشرع سالک کیلئے یہ جائز ہے اور فاسق اور خلاف شرع کیلئے اس کا جواز نہیں بلکہ اس عبارت کے ساتھ فقہاء کی تمام عبارتوں کی تطبیق ہوئی کہ ایک طرف ثبوت اور دوسری طرف منع متعصب منکر بن اولیاء صرف نفی کی عبارات لیتے ہیں جیسے یہودی احبار حق کو چھپاتے ہیں۔ پوری تحقیق انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

اسی طرح سیدنا و سید کل امام ربانی محبوبِ صمدانی واقف متشابہات قرآنی سیدنا مجدد و منور الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی حنفی نقشبندی احراری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مکتوباتِ قدسی الآیات مکتوب: ۳۵۲: حصہ: ۵: ج: ۱: میں فرماتے ہیں۔

”ای فرزند! ولولہ عشق و وطنطنہ محبت و نعرہائے شوق انگیز و صحاہائی درد آمیز و وجد و تواجد و رقص و رقاصی ہمہ در مقامات ظلال است و در آواں ظہورات و تجلیات ظلیہ“ (مکتوبات

شریف: مکتوب: ۳۰۲: ج: ۱)

ترجمہ: اے بیٹے! عشق کے شور اور ولولہ اور محبت اور شوق سے بھرے ہوئے نعرے اور درد کی چیخیں اور وجد تو اجد اور رقص یہ تمام حالات ظلال کے مقام میں آتے ہیں۔ ظلی تجلیات کے ظہور کے وقت یہ وارد ہوتے ہیں۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ وجد اور حال کے مختلف انوار اکثر تجلیاتِ ظلیہ کے مقام پر وارد ہوتے ہیں جن کا تعلق ولایت سے ہے اور تجلیاتِ اصلیہ کے وارد ہونے کا وقت اور اس کا تعلق کمالات اور حقائق سے ہوتا ہے۔ زیادہ تر جسم میں کپکی کا آجانا اور آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب بہنا اور کبھی کبھی اس مقام پر رقص اور غشی وغیرہ کے احوال بھی وارد ہوتے ہیں۔ جیسے کہ پہلے بہت ساری آیات اور احادیث مبارکہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ ”ازدک و فک چارہ نیست“ یا جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر غشی کے طاری ہونے کا واقعہ اس پر دلیل ہے۔ نیز اور بہت ساری روایات اللہ کے مقبول بندے عارفوں کے وجد اور حال کے اثبات کیلئے دلیل ہیں۔

یہاں تک کہ حضور پر نور عظیم البرکت امام اہل سنت قاطع بدعت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان افغانی ثم بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد اور تواجُد کے بارے میں فتاویٰ رضویہ میں صفحہ ۲۲۵ جلد ۱۰ (مطبوعہ المجدد احمد رضا اکیڈمی) لکھتے ہیں۔ تواجُد یعنی اہل وجد کی صورت بنانا اگر معاذ اللہ بطورِ ریا ہے تو اس کی حرمت میں شبہ نہیں کہ ریا کیلئے تو نماز بھی حرام ہے اور اگر نیت صالح ہے تو ہرگز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔ یہاں نیت صالحہ دو ہو سکتی ہیں ایک عام یعنی شبہ بصلحاء کرام ”ان لم تکنوا مثلہم فتشبهوا ان الشبہ بالکرام



فلاح“ اگر نیک لوگوں کی طرح نہیں ہو تو نیکوں کی مشابہت اختیار کر لو۔ تحقیق کے ساتھ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے میں ہی کامیابی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ”من تشبه بقوم فهو منهم“ جو کسی قوم سے تشبہ کرے گا وہ ان میں سے ہی ہے۔ دوسری حدیث مبارکہ میں ہے: ”ان لم تبكوا فتباكوا“ رونانہ آئے تو رونے کی صورت بناؤ۔

دوسری نیت طالبانِ راہ کیلئے وجد کی صورت بنائے کہ حقیقت حاصل ہو جائے نیت صادقہ کے ساتھ یہ تکلف بننا بھی رفتہ رفتہ حصولِ حقیقت کی طرف منجر ہو جاتا ہے۔

”امام حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احياء العلوم میں فرماتے ہیں“

”التواجد المتكلف منه مذموم يقصد به الرياء ومنه محمود وهو التوسل الى استدعاء الاحوال الشريفة واكتسابها واجتلابها بالحيلة فان لكسب مدخلا في جلب الاحوال الشريفة ولذلك امر رسول الله ﷺ من لم يحضره البكاء في قراءة القرآن ان يتباكى ويتحازن (سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ) میں فرماتے ہیں

”لا شك ان التواجد وهو تكلف الوجد واطهاره من غير ان يكون له وجد حقيقة فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم فتاوى علامہ خیر رملی استاذ صاحب در مختار علیہما رحمة الغفار اما الرقص ففيه للفقهاء كلام منهم من منعه ومنهم من لم يمنع حيث وجد لذة الشهود وغلب عليه الوجد واستدلوا بما وقع لجعفر بن ابی بطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما قال له عليه الصلوة والسلام اشبهت خلقی وخلقی وفي لفظ جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اشبه الناس بي خلقا وخلقاً فحجل اي مشى على رجل واحدة وفي رواية  
رقص من لذة هذا الخطاب ولم ينكر عليه الصلوة والسلام رقصه وجعل  
ذلك اصلاً لجواز رقص الصوفية عند ما يجدونه من لذة المواجيد في  
مجالس الذكر والسماع وفي التاتاخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذي  
حركاته كحركات المرتعش وبهذا افتى البلقيني وبرهان الدين الابناسي  
وبمثلها اجاب بعض ائمة الحنفية والمالكية وكل ذلك اذا خلصت النية  
وكانوا صادقين وفي الوجد مغلوبين في القيام والحركة عند شدة الهيام  
والمشى قد يتصف تارة بالحلال وتارة بالحرام باختلاف القصد والمرام  
وبتقرير جميع ما قالوه بطول الكلام“ (نهایہ ابن اثیر ومجمع البحار) میں ہے۔

”قال عليه السلام لديد انت مولانا فحجل الحجل ان يرفع رجلا ويقفر  
على الاخرى من الفرح زاد في النهاية وقد يكون بالرجلين الا انه قفر“ چاہتا  
بھی اگر بے اختیاری سے ہو تو مثل وجد کسی طرح زیر حکم نہیں آسکتا اور اگر ریا سے ہے تو نماز بھی  
حرام ہے اور اگر کوئی نیت فاسدہ نہیں مگر وہاں کسی مریض یا نائم کو تکلیف یا نمازی یا اذا کریا  
مشتغل علم کی تشویش ہو تو ممنوع ہے۔ امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی حدیث میں  
ہے وقت نماز میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کرنے والوں کو جہر قرآن سے منع فرمایا اور اگر  
تمام مفاسد سے پاک ہو تو کوئی حرج نہیں علامہ ابن عابدین شامی منہوات شفاء العلیل میں  
نور العین فی اصلاح جامع الفصولین سے علامہ ابن کمال وزیر کا فتویٰ نقل فرماتے ہیں۔

”ما فی التواجد ان حقت من حرج. ولا التمايل ان اخلصت من  
باس. ففقت تسعی علی رجل وحق لمن. دعاه مولاہ ان یسعی علی الراس.

الرخصة فيما ذكر من الاوضاع عند الذكر والسماع للعارفين الصارفين اوقاتهم الى احسن الاعمال السالکين المالکين لضبط انفسهم عن قبائح الاحوال فهم لا يستمعون الا من الاله ولا يشاقون الاله ان ذكروه وناحوا وان وجدوه صاحوا اذا وجد عليهم الوجد فمنهم من طرقة طوارق الهيئة فخر وذاب ومنهم من برقت له بوارق اللطف فتحرك وطاب“ (فتاوی رضویہ: ج: ۱۰: ص: ۱۸۲، ۱۸۸)

یعنی وجد اور تواجد اور رقص بالکل جائز ہے اور احوال صحیحہ ہے اس سے انکار کرنا صحیحہ گمراہی ہے۔

اسی طرح امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر: ۲۶: میں ج: ۱: وجد اور حال کے اثبات میں فرماتے ہیں۔

”والعروج الى حضرت الذات لا يتصور الا بالسير الاجمالي في الصفات والعبارات. ومن وقع سيره في الاسماء بالتفصيل جس في الصفات والاعتبارات ولم يزل منه الشوق والطلب ولم يفارق عنه الوجد والتواجد فاصحاب الشوق والتواجد ليسوا الا اصحاب تجليات الصفات (في عامة الحالات) وليس من التجليات الذاتية لهم نصيب ما داموا في الشوق والوجد“ (مکتوبات شریف مکتوب: ج: ۱: ص: ۲۶)

ترجمہ: حضرت ذات کی طرف عروجِ روحی کرنا تصوف میں نہیں مگر صفات اور اعتبارات کے ساتھ وہ بھی اجمالی عروج کرنا جس کی سیر اسماء و صفات میں تفصیلی واقع ہو تو وہ صفات اور اعتبارات میں بند ہو جاتا ہے تو ہمیشہ اس کے شوق بعد طلب میں رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ

ہمیشہ وجد اور تواجد میں رہتا ہے اور تجلیاتِ صفات والی عام حالت میں ہوتے ہیں اور تجلیاتِ ذاتیہ میں ان کا نصیب نہیں ہوتا۔

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ وجد اور تواجد اولیاءِ کرام کے احوال ہیں اور تجلیاتِ صفاتیہ ظلیہ کے وقت میں بہت زیادہ حرکات اور اس کے علاوہ دیگر اشکال میں ظاہر ہوتا ہے جب تجلیاتِ ذاتیہ اور اصلیہ اولیائے راہنما کا نصیب ہو جائے تو اس کے بعد زیادہ وجد، رونا اور بدن کے لرزنے کی صورت میں اور کبھی دوسری امثال یا صورتیں بھی ظاہر ہو جاتی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوسرے مکتوب میں تحریر کیا ہے: (ازدک و فک چارہ نیست) یعنی کبھی کبھی اور احوال بھی اصل اور خالص تجلی کے وقت میں سالک پر آتے ہیں۔ جس کا ذکر ہم نے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔

اس طرح امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو چاروں مذہبوں میں مقبول شخصیت ہیں اپنی کتاب ”انوار قدسیہ فی معرفۃ قواعد صوفیہ: ج: ۱: ص: ۳۹: باب آداب ذکر“ میں وجد اور مختلف نعروں کے اثبات کے حق میں اس طرح لکھا:

”وقال سیدی یوسف العجمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وما ذکر وہ من آداب الذکر محلہ فی الذاکر الواعی المختار اما المسلوب الاختیار فهو مع ما ہو یرد علیہ من الاسرار، فقد یجری علی لسانہ اللہ اللہ اللہ اللہ او ہو ہو ہو او لا لا لا او آہ آہ آہ او عا عا عا او آ آ آ او ہا ہا ہا او صوت بغير حرف او تخیبط وادبہ عند ذلک التسلیم للوارد فاذا انقضی الوارد فاذا بہ السکون من غیر تقول“ (انوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد صوفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم: ج: ۱: ص: ۳۹)



”وذلك “ای الرقص“ يكون لفرح او شوق فحكمه حكم مہیجہ

ان كان فرحه محمودا والرقص يزيدہ ويؤكله فهو محمود وان كان مباحا

فهو مباح وان كان مذموما فهو مذموم“ (احياء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

ترجمہ: رقص اور خوشی شوق کی وجہ سے صادر ہوتا ہے اس کا حکم سبب کے ساتھ متعلق ہے اگر

خوشی جائز اور نیک ہو تو رقص بھی اسے بڑھا دیتا ہے تو اس طرح کار رقص بھی محمود اور اچھا ہے اگر

خوشی مباح ہو تو رقص بھی مباح اگر خوشی ناجائز ہو تو رقص بھی مذموم ہوگا۔

پھر امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احياء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۷۳: باب

كتاب السماع والوجد) میں (بخاری شریف كتاب النكاح قبيل كتاب

الطلاق: ج: ۲: ص: ۷۸۸) پر حبشیوں کا مسجد میں رقص اور دوسری صحیح احادیث میں اس

بات کی دلیل ہے جب سبب مباح کی وجہ سے حبشیوں کیلئے مسجد میں رقص کرنا جائز ہے اور

رسول اللہ ﷺ نے منع نہیں فرمایا اور ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دیکھنا اور اس کیلئے ان کا

کھڑے ہو کر دیکھنا اہل تصوف کیلئے سبب محمود کی وجہ سے جو کہ انوار الہیہ کا ورود ہے۔ بطریق

اولیٰ مسجد میں رقص و وجد ہونا جائز ہوتا ہے حالانکہ اہل تصوف سے اختیار بھی سلب ہو جاتا ہے

اگرچہ عقل و شعور باقی ہوتا ہے۔ جیسے تفسیر روح المعانی میں غشی اور بے ہوشی کی حالت میں عقل

واختیار، دونوں سلب ہو جاتے ہیں۔ غشی کے احوال میں ہوش باقی رہتا ہے۔ اختیار سلب ہو

جاتا ہے۔ کھانسی اور چھینک کی طرح۔ اس پر بھی کسی قسم کا اعتراض نہیں ہے۔ مسجد اور غیر مسجد

میں اس طرح جائز اور ثابت ہے۔

”اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احياء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۳) پر

حضرت موسیٰ عبادانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے“

”انہ قال اقدم علينا صالح المري رحمة الله تعالى عليه وعتبة الغلام رحمة الله تعالى عليه وعبدا الواحد بن زيد رحمة الله تعالى عليه ومسلم الاسوارى رحمة الله تعالى عليه فنزلوا على الساحل قال فهباء لهم ذات ليلة طعاما فدعوتهم اليه فجاءوا فلما وضعت الطعام بين ايديهم اذا بقائل يقول رافعا صوته هذا البيت. وتلهيك عن دار الخلود مطاعم. ولذة نفس غيرها غير نافع. فصاح عتبة الغلام رحمة الله تعالى عليه صيحة وخر مغشيا عليه وبكى القوم فرفعت الطعام وماذاقوا والله منه لقمة“

ترجمہ: مسلم عبادانی رحمة الله تعالى عليه فرماتے ہیں کہ ہم پر صالح المري رحمة الله تعالى عليه اور عتبة الغلام رحمة الله تعالى عليه اور عبدال واحد بن زيد رحمة الله تعالى عليه اور مسلم الاسوارى رحمة الله تعالى عليه ہمارے یہاں پہنچے اور دریا کے کنارے پر ہمارے مہمان بن گئے۔ تو حضرت عبادانی رحمة الله تعالى عليه فرماتے ہیں کہ میں نے ان کیلئے رات کو کھانا تیار کیا اور میں نے انہیں کھانے کی دعوت دی اور ان کو کھانا کھانے کیلئے بلایا اور وہ آگئے۔ جب ان کے سامنے کھانا دیا گیا تو ایک شخص بلند آواز سے یہ شعر پڑھ رہا تھا۔ کہ تمہیں جنت کے کھانوں سے غافل کر دیا نفس کی لذتوں نے جن کی تم تابعداری کرتے ہو اور ان میں کچھ بھی فائدہ نہیں۔ تو عتبة الغلام رحمة الله تعالى عليه نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ تو سب نے رونا شروع کر دیا تو کھانا میں نے دوبارہ اٹھالیا۔ اللہ کی قسم! انہوں نے ایک لقمہ بھی نہیں کھایا۔

حضرت عتبة الغلام رحمة الله تعالى عليه پرانے اولیاء اللہ میں سے ہیں۔ اور صاحب کرامت شخصیت ہیں اور حضرت حسن بصری رحمة الله تعالى عليه کے مرید ہیں۔ اس کی پوری تفصیل تذکرہ اولیاء میں مذکور ہے۔ جو کہ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمة الله تعالى عليه کی

تصنیف ہے۔

”اسی طرح حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷) میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ تحریر کیا ہے کہ!

”فقد كان الشبلي رحمة الله تعالى عليه في مسجده ليلة من

رمضان وهو يصلي خلف امام له فقرا الامام ولئن شئنا لذهبن بالذي اوحينا

اليك فزعم الشبلي رحمة الله تعالى عليه زعقة ظن الناس انه قد طارت

روحه واحمر وجهه وارتعد فرائضه“ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

ترجمہ: حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مسجد میں رمضان کے مہینے کی ایک رات امام کے

پچھے نماز پڑھ رہے تھے۔ جب امام نے یہ آیت پڑھی: ”ولئن شئنا لذهبن بالذي اوحينا

اليك“ تو حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسی چیخ ماری کہ لوگوں نے گمان کیا کہ ان کی

روح پرواز کر گئی۔ ان کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ ان کے لطائف نے تیزی کے ساتھ حرکت

شروع کر دی۔

اس واقعہ سے نماز کی حالت میں وجد ثابت ہوا اور وجد کے وقت میں چہرہ کا سرخ

ہو جانا بھی ثابت ہوا۔ حالانکہ منکرین نے استہزائیہ انداز میں لکھا ہے کہ جن کے مریدوں کے

چہرے مریضوں کی طرح سرخ ہو جاتے ہیں۔ آیا کیا منکرین یہ نسبت حضرت شبلی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کی جانب کرتا ہے۔ (معاد اللہ) کہ ایک ولی اللہ کا انکار کفر اور بے دینی ہے لہذا

منکرین اپنے افکار اور استہزاء کو غور سے دیکھیں۔ استہزاء کی عاقبت اور انجام کی فکر کرے۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

۳۰۳: مقام ثالث من السماع) میں حضرت سہل ابن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



کے اضطراب اور وجد کا واقعہ اور ان کے مرید اور خلیفہ حضرت شیخ ابوالحسن محمد بن احمد کی روایت کے ساتھ نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

”صحبت سهل بن عبد الله ستين سنة ما رأيت غير عند شي كان يسمعه من الذكر او القرآن فلما كان في آخر عمره سمع مرة ”الملك يومئذ الحق للرحمن“ فاضطرب“

ترجمہ: میں نے حضرت سهل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں ساٹھ سال گزارے۔ اس مبارک کوذکریا تلاوت قرآن یا سماع کے وقت میں نے متغیر حال نہیں دیکھا آخری عمر میں ایک مرتبہ جب یہ آیت کریمہ تلاوت کی جا رہی تھی: ”الملك يومئذ الحق للرحمن“ تو انہوں نے لرزنا شروع کیا، ان پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو گئی۔ جب حضرت سهل بن عبد اللہ تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منتہی اور اصحاب تمکین میں سے تھے لہذا عام حالتوں میں ان پر تغیر احوال وارد نہ ہوتا۔ البتہ کبھی کبھی ان پر اضطراب کی کیفیت طاری ہوتی۔ یہ واقعہ منتہیوں پر وجد کے آنے کی دلیل ہے۔

اسی طرح امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سلطان اولیاء حضرت ابراہیم بن ادہم بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وجد کے حق میں (احیاء العلوم ج: ۲: ص: ۲۹۸) پر تحریر کیا ہے۔ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب کسی سے یہ آیت مبارکہ سنی:

”انه اذا سمع احدا يقرأ ”اذا السماء انشقت“ اضطربت او صاله حتى كان يرتعد“

ترجمہ: حضرت ابراہیم بن ادہم جب کسی سے یہ آیت مبارکہ سنتے تو ہڈیوں اور جوڑوں میں اضطراب آ جاتا اور کچھی طاری ہو جاتی اس کے علاوہ دیگر بہت ساری احادیث اور اقوال و

واقعات حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ”احیاء العلوم“ میں نقل کئے ہیں۔  
 اسی طرح حضرت شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے  
 (عوارف المعارف باب: ۲۳: ص: ۱۱۷) میں وجد کے بیان میں فرمایا ہے کہ وجد  
 میں انسان پر رونے کی کیفیت بھی طاری ہوتی ہے۔

”واعلم ان للباکین عند السماع مواجید مختلفة فمنهم من يبکی  
 خوفاً ومنهم من يبکی شوقاً ومنهم من يبکی فرحاً“

ترجمہ: جان لو کہ سماع اور نعت خوانی میں رونے کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں بعض خوف سے  
 روتے ہیں بعض خوشی اور بعض شوق سے روتے ہیں۔

اسی طرح شیخ اجل شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سماع کے  
 وقت میں وجد کی مختلف قسمیں بیان کی ہیں جیسے رونا، کپڑے پھاڑنا، چیخیں مارنا وغیرہ۔ آپ  
 نے (عوارف المعارف باب: ۲۲) میں لکھا ہے۔

”سئل رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن وجد الصوفیة رحمة اللہ  
 تعالیٰ علیہم عند السماع فقال يتنبهون للمعانی التي تغرب عن غیرہم  
 فیسیر الیہم الی (ای ہلموا الی) فیتعمون بذلك من الفرح ويقع الحجاب  
 للوقت فیعود ذلك الفرح بکاء فمنهم من یمزق ثیابہ ومنهم من يبکی  
 ومنهم من یصبح“

ترجمہ: حضرت رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے وجد کے بارے میں پوچھا گیا کہ سماع کے  
 وقت میں وجد کی کیا حالت ہوتی ہے؟ تو حضرت رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ اہل  
 تصوف ایسی معنویت کو بیدار کرتے ہیں جو دوسرے لوگوں سے پوشیدہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے کہ میری طرف متوجہ ہو جاؤ تو وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی حجاب معنوی رونما ہوتا ہے تو کچھ وہ ہیں جو کپڑے پھاڑتے ہیں کچھ وہ ہیں جو روتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو چیخیں مارتے ہیں۔

اسی طرح فقیہ نبیل متکلم شہید صوفی جلیل حضرت عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدیقة الندیہ شرح طریقہ محمدیہ: ج: ۲: ص: ۵۲۳) نے عارفوں کا وجد اور تواجد کا مضبوط اثبات تحریر کیا ہے۔ سب سے پہلے مخالفوں کے دلائل لکھتے ہیں: جو کہ قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے مخالفین نے دلیل پکڑی ہے اور علامہ برکلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول سے اور مختلف لوگوں کے اقوال سے دلیل پکڑی ہے۔ اس کے بعد سب کے تردیدی اقوال نقل کئے ہیں کہ یہ خلاف شرع صوفی اور فاسقین پر محمول کئے ہیں۔ اس کے بعد منکرین کے اعتراضات کے جوابات تحریر کئے اور فرمایا:

”واعلم ان هذا الذى سبق ذكره فى المتن (متن الطريقة المحمدية صلی اللہ علیہ وسلم) من عبارات الفقهاء جميع فى ترديد الوجد فى حق من ذكرنا هم من طائفة متصوفة (من الفساق) الله تعالى اعلم بايمانهم فلا تنزله انت فى حق كل من وجدتهم على شبه منهم وقياس منك لهم عليهم فان الشيطان للانسان عدو مبين والا فان طريق الوجد والتواجد الذى تعلمه الفقراء الصادقون فى هذا الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل فى الزمان الماضى نور وهداية واثر التوفيق من الله تعالى وعناية. قال المناوى رحمة الله تعالى عليه فى طبقات الاولياء فى ترجمة الشيخ ابراهيم الادسوقى انه قيل للجنيد رحمة الله تعالى عليه ان قوما يتواجدون

ويتمايلون فقال دعوهم مع الله يفرحون فانهم قوم قطعت الطريق اكبادهم  
ومزق النصب فوادهم وضاقوا ذرعا فلا حرج عليهم اذا تنفسوا مداواة  
لحالهم ولو ذقت مذاقهم عذرتهم في صياحهم وشق ثيابهم (الى ان قال)  
وربما غلب الوله على اهل الله والوجد حتى يغيبوا عن وجنودهم فتبدوا  
منهم احوال وافعال لو صدرت من احد وهو مشاهد الفعل والاحساس بين  
يديهم لحكموا عليه انه خرج عن حد العقل والحقوا تلك الافعال باحوال  
المجانين كالرقص والدوران وتخريق الثياب وهي حالة شريفة علامة  
صحتها ان تحفظ على صاحبها اوقات الصلوة وسائر الفرائض فيرد فيها  
عليهم عقولهم وهذا حال جماعة من اولياء الله تعالى منهم ابو بكر شبلي  
وابو الحسن الثوري وسمنون المحب وسعدون المجنون وامثالهم رحمة  
الله تعالى عليهم. ذكر الياضي رحمة الله تعالى عليه عن بعضهم قال رايت  
الشبلي رحمة الله تعالى عليه قائما يتواجد وخرق ثوبه وهو يقول: شققت  
ثوبي عليك حقا وما لثوبي اردت خرقا اردت قلبي فصادفته يداي بالجيب  
اذ برق لوان قلبي مكان جيبى لكان للشق مستحقا (الى ان قال  
في: ج: ٢: ص: ٥٢٥) وانشد الشيخ الامام شهاب الدين احمد الزهري  
الشافعي رحمة الله تعالى عليه متعدرا عن كشف راس الفقراء في الذ  
بقوله:

يلومونني في كشف راسي وانتي      لمعترف اني على ذلك او جر  
لقصدي به اظهار ذلتي التي      هي المقصد الاسنى لمن يتبصر

(حديقة النديه شرح طريقه محمديه للعلامة عبد الغنى النابلسى الحنفى

رحمة الله تعالى عليه: ج: ۲: ص: ۵۲۳ تا ۵۲۵)

ترجمہ: جان لو کہ جو طریقہ محمدیہ کے متن میں وجد کی تردید کے حوالے سے جو عبارات نقل

کی گئی ہیں وہ سب خلاف شرع ناقص پیروں کے حق میں ہیں۔ یہ تنقیدی عبارات اس شخص کے

حق میں مت چسپاں کرنا جو کہ ظاہری حالت میں ان متوصفہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس لئے

کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے تاکہ صادق اولیاء کرام سے بدگمان نہ کر سکے اس لئے

صادق اولیاء کرام کا وجد اور تواجید زمانہ حال یا آنے والے زمانے میں یا گزرے ہوئے

زمانے میں دوسروں کیلئے ہدایت ہے۔ اللہ کی توفیق کا اثر ہے۔ اللہ کی خاص عنایت اور مہربانی ہے

علامہ امام مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طبقات اولیاء میں شیخ ابراہیم الدسوقی کے تذکرہ

میں فرماتے ہیں: حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا بعض صوفیوں کے

بارے میں کہ وہ تواجید اختیار کرتے ہیں، اس بارے میں کیا حکم ہے؟ تو حضرت جنید رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دو کہ اپنے حال میں اپنے اللہ کے ساتھ خوش

ہوں اس لئے کہ یہ اپنے لوگ ہیں کہ ان کے دلوں کو پھاڑ دیا گیا ہے اور مصیبتوں کو برداشت

کرتے ہوئے انہوں نے اپنے دل کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا حوصلے تنگ ہو گئے ہیں۔ اس لئے

ان کے تواجید پر گناہ یا اعتراض نہیں۔ جب وہ آہ کے ساتھ سانس لیتے ہیں تاکہ ان کا یہ حال

داغی ہو جائے یا اس کا مزہ تم نے چکھا ہو تو تم ان کو چھین مارنے میں معذور جانو۔

بہت مرتبہ اولیاء کرام پر دیوانگی کا غلبہ ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنے وجود میں فانی ہو

جاتے ہیں اور ان سے ایسے افعال صادر ہوتے ہیں کہ اگر ایک عام باہوش انسان سے ایسے

احوال صادر ہو جائیں تو لوگ ان پر حکم جاری کر دیں کہ یہ شخص عقل و دانش کے دائرے سے

باہر ہے۔ تو ان کی معنویت کے یہ احوال اور افعال پاگلوں کے احوال کے ساتھ ملحق کر لیں کہ یہ وجد کی حالت میں ناچتے اور اپنے کپڑے پھاڑتے ہیں مگر درحقیقت یہ احوال اچھے ہیں اور ان کی حالت یہ ہونی ہے کہ نماز کیلئے پوری طرح ہوش و حواس میں ہوتے ہیں اور اگر بے ہوشی طاری ہو جائے یا چیخیں نکلیں تو یہ بھی معاف ہے جیسا کہ روح المعانی کے حوالہ جات میں بیان کیا جا چکا۔ اور اگر دوران نماز ان پر بے ہوشی طاری ہو جائے تو ان پر نماز کا اعادہ لازم ہے۔

حضرت ابو بکر شبلی، حضرت ابوالحسن ثوری، حضرت سمعون الحنبلی، حضرت سعدون الحنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور انکی طرح اور دیگر اولیاء اللہ، حضرت امام یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض عالموں کے قول نقل کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت علامہ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا کہ وہ حالت تواجد میں تھے اور اپنے کپڑے پھاڑ رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے: ”میں نے اپنے کپڑوں کو تیری محبت میں حق پر پھاڑ دیا۔ میرا ارادہ کپڑوں کو پھاڑنے کا نہ تھا۔ میرا ارادہ اپنے دل کو چیرنے کا تھا مگر میرے ہاتھ میرے گریبان سے ٹکرا گئے۔ اگر میرے گریبان کی جگہ میرا دل ہوتا تو وہی پھاڑے جانے کے لائق ہوتا کہ میں اس کو پھاڑتا“

پھر: ص: ۵۲۵: پر لکھے ہیں: کہ حضرت شیخ شہاب الدین احمد زہری شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہائے طریقت کے ذکر کے وقت میں سر برہنہ رہنے کے عذر میں اشعار تحریر کئے ہیں: لوگ مجھے سرنگارہنے پر ملامت کرتے ہیں۔ حالانکہ میں اس بات کا معترف ہوں کہ مجھے اس پر اجرتا ہے اس لئے کہ سرنگارہنے سے میرا مقصد عاجزی کا اظہار کرنا ہے جو کہ اہل نظر کی نظر میں بیش قیمت مقصد ہے۔ (حدیقة الندیہ للعلامة عبد الغنی حنفی

رحمة اللہ تعالیٰ علیہ: ج: ۲: ص: ۵۲۳ تا ۵۲۵)

اس عبارت سے کچھ نکتے نکلتے ہیں:

جن فقہاء اور علماء نے وجد اور تواجد کی تردید کی ہے وہ خلاف شرع متصوفہ ریاکار اور فاسق مدعی تصوف پر محمول ہیں تو حنفی عارف اور فقراء کو ان فاسقوں اور خلاف شرع متصوفہ پر قیاس کرنا شیطانی وسوسہ اور گمراہی ہے۔  
حقیقی فقیروں کیلئے وجد اور تواجد بالکل جائز ہے بلکہ نور اور ہدایت اور عنایت اور اثر توفیق حالت ہے۔

وجد اور تواجد کوئی نیا کام نہیں ہے بلکہ حقیقی عارفوں کیلئے بہت پرانا اور ثابت ہے اور کسی خاص زمانے کیلئے مختص نہیں ہے۔

سید الطائفہ حضرت شیخ جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی عارفوں کے وجد، تواجد، تماثل اور چیخیں مارنا اور کپڑے پھاڑنا ثابت کیا ہے۔

اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم پر کبھی ایسے احوال وارد ہوتے ہیں جو معاذ اللہ مجنونوں کے افعال و اعمال دکھائی دیتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”قال النبی ﷺ لن یؤمن احدکم حتی یقال انه مجنون“

ترجمہ: تم میں ایک بھی اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتا جب تک لوگ اسے مجنون نہ کہیں

”عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ

قال: اکثر وا ذکر اللہ تعالیٰ حتی یقولوا مجنون“

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ لوگ تمہیں دیوانہ کہیں۔ (الکنز الثمین فی فضیلة

الذکر: ص: ۹۳: احمد بن حنبل: المسند: ج: ۳: ص: ۶۸: ج: ۳: ص: ۷۱:

ابن حبان الصحيح: ج: ۳: ص: ۹۹: ابو يعلى: المسند: ج: ۲: ص: ۵۲۱:  
 عبد ابن حميد: المسند: ج: ۱: ص: ۲۸۹: ديلمى الفردوس الخطاب: ج:  
 ۱: ص: ۷۲: ابن رجب: جامع العلوم والحكم: ج: ۱: ص: ۴۴۳: حاكم  
 المستدرک: ج: ۱: ص: ۶۷۷: بيهقى شعب الايمان: ج: ۱: ص: ۳۹۷:  
 منذرى الترغيب والترهيب: ج: ۲: ص: ۲۵۶: مزى تهذيب الكمال: ج: ۸:  
 ص: ۴۷۹: ابن معين التاريخ: ج: ۴: ص: ۴۱۳: هيثمى مجمع الزوائد: ج:  
 ۱۰: ص: ۷۵: عجلونى كشف الخفاء: ج: ۱: ص: ۱۸۷: قرطبي الجامع  
 لاحكام القرآن: ج: ۲: ص: ۱۹۷: تليفى نصاب باب فضائل ذكر  
 حديث: نمبر: ۱۵: لمولوى زكريا. ابن كثير تفسير القرآن  
 العظيم: ج: ۳: ص: ۴۹۶)

”عن ابن عباس رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ  
 اذكروا الله ذكرا يقول المنافقون: انكم تراؤون“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضى الله تعالى عنه بيان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
 اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔ (الکنز الثمین فی فضيلة الذكر  
 والذاکرین: ص: ۹۴: طبرانى المعجم الكبير: ج: ۲: ص: ۱۶۹: ابو نعیم  
 حلیة الاولیاء و طبقات الاصفیاء: ج: ۳: ص: ۸۱: ابن رجب جامع العلوم  
 والحکم: ج: ۱: ص: ۴۴۳: ۴۴۸: ابن کثیر: ج: ۳: ص: ۴۹۶: مناوی فیض  
 القدير: ج: ۱: ص: ۴۵۶)

”عن ابى جوزا رضى الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ



اکثروا ذکر اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤون“

ترجمہ: حضرت ابو جوزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہیں۔ (الکنز الثمین فی فضیلة الذکر والذاکرین: ص: ۹۴: بیہقی شعب الایمان: ج: ۱: ص: ۳۹۷: مناوی فیض القدیر: ج: ۲: ص: ۸۵: عجلونی کشف الخفاء: ج: ۱: ص: ۱۸۷)

”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ

اذکروا اللہ ذکرا حتی یقول المنافقون انکم تراؤون“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ذکر اس قدر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار خیال کریں۔ (ہیتمی المجمع الزوائد: ج: ۱۰: ص: ۹۷: منذری الترغیب والترہیب: ج: ۲: ص: ۲۵۶: الکنز الثمین فی فضیلة الذکر والذاکرین: ص: ۹۴)

”عن ابن عباس مرفوعا اذکروا اللہ ذکرا یقول المنافقون انکم

مراؤون“

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ (رواہ الطبرانی کذا فی الجامع)

”ما رواہ البیہقی فی شعب الایمان مرسلًا یہ رفوعا اکثروا ذکر

اللہ حتی یقول المنافقون انکم مراؤون“ (سیاحۃ النکر: ص: ۲۳: القسام

الذکر واحکامہ: ص: ۲۳۲)

ترجمہ: امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شعب الایمان میں ایک روایت مرسل اور دوسری بار مرفوع ذکر کیا ہے: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ منافقین تمہیں ریاکار کہیں۔

اور علامہ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لوست دیوانہ کہ دیوانہ نشد      اوست فرزانه کہ فرزانه نشد  
ترجمہ: وہ شخص پاگل ہے جو اللہ کے عشق میں پاگل نہ ہو جائے۔ وہ شخص ہوشیار ہے جو دنیا داری کا ہوشیار نہ ہو۔

کبھی کبھی عارفوں پر رقص اور جنون اور کپڑے پھاڑنا اور سرنگا کرنے جیسے احوال آجاتے ہیں۔ صحیح وجد اور حال کی علامتیں یہ ہیں کہ جس پر یہ احوال وارد ہوتے ہیں وہ نماز اور عبادات کا پابند ہوتا ہے۔ فاسق اور فاجر پر یہ احوال وارد نہیں ہوتے اگرچہ کبھی کبھی سالک نماز ادا کرنے سے بھی عاجز ہوتا ہے بعد میں نماز کی قضاء ادا کرتا ہے۔ جیسے ربیع بن انثم تابعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانچ وقت نمازوں میں بلکل بے ہوش رہے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرتے ہیں کہ: **هَذَا وَاللَّهِ هُوَ الْخَوْفُ**:

ترجمہ: یہ سب کچھ اللہ کے خوف کی وجہ سے ہے

جیسے پہلے احیاء العلوم کے حوالے سے احادیث اور آثار کے باب میں بیان کیا جا چکا ہے عام وجد اور احوال کے ساتھ عقل ضائع نہیں ہوتی۔ عین وجد کی حالت میں بھی نماز ہوتی ہے اور وضو بھی نہیں ٹوٹتا۔

اسی طرح حضرت عارف باللہ حضرت علامہ فقیر اللہ صاحب حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قطب الارشاد: ص: ۵۴۰: میں فرماتے ہیں:

”واذا واظب على تكرارها بالوجه المذكور يحصل له في بعض

الاقوات كيفية عجيبة وهو مقدمة الجذبة الخ“

ترجمہ: (جب سالک ذکر کا تکرار کرتا ہے مذکورہ طریقے سے پیشگی کے ساتھ تو بعض

اوقات اس پر عجیب حالات طاری ہوتے ہیں۔ یہ حالت مقدمہ ہے جذب کا)

قطب الارشاد: ص: ۵۲۴: میں اللہ کی طرف پہنچنے کا کثرت ذکر کے تین راستے ہیں۔ تیسرے

راستے کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وثالثا طريق السائرين الى الله تعالى والطائرين بالله تعالى وهو

طريق الشطار من اهل المحبة والسالكين بالجذبة الخ“ (قطب الارشاد:

ص: ۵۲۴)

ترجمہ: تیسرا راستہ اللہ تعالیٰ کے وصول کا سیر کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی معرفت

تک پرواز کرنے کا یہ ہے شطاریوں کا راستہ جو محبت اور جذب کے راستے سے سلوک کا راستہ

طے کرنے والے ہیں۔ اس طرح سیف المقلدین: ص: ۵۳۷: میں حضرت شیخ عبد القادر

جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے واقعہ لکھتے ہیں:

”در آن وقت آن حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بر وعظ بکری بر آمد بانواع علوم تکلم

میکرد حاضران ہمہ از مشاہدہ ہیبت و عظمت فساکت و صامت میبودند ناگاہ در میان کلام

میرمودند (مضی القال و عطفنا بالحال) این گفتن و در مردم اضطراب و وجد و حال در

آمدند۔ یکی در گریہ و فریاد میدرآمد و دیگر در جامہ پارہ کردن و راه صحراہ گرفتن و دیگری بی ہوشی

افتاد و جان میداد و قہما بودی کہ از مجلس و عظمت آن حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنازہ ہائے بیرون

میاد از جہت غلبہ شوق و ہیبت و تصرف و قہرمان عظمت و جلال“ (بحوالہ سیف المقلدین

علی اعناق المنکرین: ص: ۵۳۷)

ترجمہ: اس وقت وہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ وعظ کے لئے کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور ہر علوم پر خطاب فرمایا۔ حاضرین سب کے سب ہیبت اور عظمت اور مشاہدہ کی وجہ سے چپ ساکت اور خاموش رہے اچانک خطاب کے دوران غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قال ختم ہوا اور حال کے طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اتنا کہنا تھا کہ لوگوں پر وجد اور حال آیا اور لوگوں نے رونا اور کچھ لوگوں نے فریاد کرنا شروع کیا۔ اور کچھ لوگوں نے اپنے کپڑے پہاڑنے شروع کئے اور کچھ لوگ بے ہوش ہو گئے اور کچھ لوگوں کی روح پرواز کر گئی۔ اور ایسے مواقع بھی آئے کہ لوگوں کے جنازے بھی اٹھتے۔ وعظ کی مجلس سے شوق کے غلبے اور ہیبت کی وجہ سے تصرف اور قہر مانی عظمت و جلال اس مبارک شخصیت کی وجہ سے وجد طاری ہو جاتا تھا۔

(بحوالہ سیف المقلدین علی اعناق المنکرین: ص: ۵۳۷)

حیرت کی بات یہ ہے کہ وجد اور تواجد چاروں مذہبوں میں جائز اور رائج ہے اور مذاہب اربعہ میں چاروں طریقے ثابت ہیں۔ جیسے نقشبندیوں کے لئے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور تفسیر روح المعانی کی عبارت سے ثابت ہوا اور بعد میں بھی شاہ نقشبند کا وجد اور حال اور بعض واقعات، مقامات، نوبہ اور مکاتیب شاہ غلام دہلوی کے حوالے سے لکھیں گے۔ انشاء اللہ۔

اور قادر یوں کیلئے حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس واقعہ سے بھی ثابت ہوا۔ اور چشتیوں کیلئے حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول مبارک ہے۔ جیسے: (شعر)

آنجا کہ زاہدان بہزار از بعین رسند      مست شراب عشق بہ یک آہ میرسند

ترجمہ: جہاں زاہد ہزار چلوں سے پہنچتے ہیں شرابِ عشق کے مست اک آہ میں پہنچتے ہیں

سلسلہ سہروردیہ کے بزرگوں کیلئے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کی بہت ساری عبارتوں اور عوارف المعارف سے ثابت ہوا۔

اسی طرح مجموعۃ الفتاویٰ: ص: ۳۵۵: وجد اور تواجدا اور رقص اور تصفیق (تالیاں

بجانے) کے حق میں لکھا ہے۔

”التواجد والاهتزاز والرقص والتصفیق وامثال ذلك ان صدرت

من الذاکر فی حالة الطرب والخروج عن حیز الاختیار وغلبة الشوق

اخرجه عن حیز الخیرة فهو فی ذلك معذور وغیر ملام“

ترجمہ: تواجداستی اور رقص اور تصفیق (تالیاں بجانا) اور اس جیسے دیگر امور اگر ذکر کرنے

والے کو روحانی حالت میں اور مستی میں اختیار سے باہر اور شوق کے غلبے ذاکر کو اختیار سے

صادر ہو جائے تو ذاکر اس میں معذور ہے۔ اسے ملامت نہیں کرنا چاہئے۔

اسی طرح حضرت سیدنا شاہ غلام علی دہلوی مجددی قدس سرہ نے بار بار وجد اور تواجدا

اور اثبات کا ذکر کیا ہے: مولانا خالد نقشبندی کے سارے مریدوں نے وجد اور حال اور

جذبات میں بہت تائید کی ہے۔ منکرین کے بارے میں کفر کا خطرہ سمجھا۔ نقشبندیوں،

ہشتیوں، قادریوں، سہروردیوں اور مجددیوں کی معرفت کی نشانی یہی بیان کی ہے کہ ان میں

جذب ہوتا ہے یہاں ہم نمونہ کے طور پر چند عبارتیں تحریر کرتے ہیں۔

کہ ”مجمع فضائل ظاہر و باطن مولانا خالد سلمیم اللہ تعالیٰ بہ اشارت نجیبی در ہند در شاہ

جہان آباد نزد احقر لاشی رسیدہ در طریقہ نقشبندیہ مجددیہ مصافحہ بیعت نمودہ بانکار و اشغال

ومراقبات در خلوتی پرداختہ عنایت الہی سبحانہ بواسطہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایشان را

حضور و جمعیت و بنخودی و جذبات و ارادات و کیفیات و حالات و انوار حاصل شد و مناسبتی بہ نسبت قلبی نقشبندیہ دست داد باز تو جہات بر لطائف عالم امر و لطائف عالم خلق ایشان کردہ شد و باین تو جہات نمی از دریاہائے نسبہائے حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہرہ یافتہ و باین حالات و مقامات اجازت و خلافت در تلقین و ارشاد طالبان ایشان رادادہ شد فالحمد للہ دست ایشان دست من و دیدن ایشان دیدن من و دوستی ایشان دوستی من و انکار و عداوت ایشان بمن میرسد و مقبول ایشان مقبول پیران کبار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم من۔۔۔ الخ۔

و فیض از آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بردہائی اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وارو شد بیتابہا واضطرات و دلولہ و نعرہ رابعث گشت نعرہ ہائے حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ از عجائب احوال صوفیہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ اند در صحبت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و مرزا مراد بیگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و رحم اشرف این ہر دو ازین فقیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ استفادہ داشتند نعرہ و آہ و بی تابی ہا بسیار حاصل میباشد۔ در خاندان میر ابو علی نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آہ و نالہ بسیار است اگر در اصحاب شیخ خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ این امور ظاہر شد ہمز و خوبی مولا نا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است نہ جائے طعن ناواقفان۔ الخ۔

حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ طریقہ چشتیہ و قادریہ و سہروردیہ از والد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خود و کبرویہ از مولا نایعقوب سرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گرفتہ۔ استفادہ نقشبندیہ از حضرت شیخ الشائخ خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نمودند و در اندک زمانہ با سرار و انوار و حالات و کیفیات و جذبات و ارادات کثیرہ رسیدند۔

ملا عبد الحکیم سیالکوٹی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ گفتہ کہ ایشان مجدد این الف اند امام الحدیث شین شاہ ولی اللہ در مکہ شریفہ رسالہ کہ در روانفص حضرت مجدد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نوشتہ اند آنرا بلفظ عربی

از فارسی ترجمہ کردہ اندر آنجا نوشته اند۔ (بلغ امرہ الی ان لا یحبہ الا مؤمن تقی ولا یبغضہ الا منافق شقی: مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۱۰۹: ص: ۲۲۵ تا ۲۲۷)

اسی طرح مکتوب: ۷۸: ص: ۸۲: میں حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق

میں لکھتے ہیں کہ:

”اصحاب حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در چند روز از غلبہ حالات فرق در نمکین و شیرین نمی کردند یک بار بر کنیزی توجہ نمودند سرشار و بے خود گردید بخانہ رفت مالک اش بدیدن او بیہوش افتاد، زنی ہمسایا آمد بدیدن مالک اش مغلوب غلبات و سکر گردید“

سکہ کہ بہ یثرب و بطحا زدند نوبت آخر بہ بخارا زدند  
از خط ان سکہ نشد بہر مند جز دل بے نقش شاقشبند  
این گوہر پاک نہ ہر جا بود معدن او خاک بخارا بود  
(مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۷۸: ص: ۲۸: رسالہ سوم)

ترجمہ: ظاہری و باطنی فضائل کے جامع مولانا خالد غیبی اشارہ کے ساتھ ہندوستان میں شاہ جہان آباد میں فقیر کے پاس پہنچا۔ طریقہ نقشبندیہ مجددیہ میں مصافحہ کے ساتھ بیعت کی اور خلوت میں مشغول ہوئے اللہ کی مہربانی اور مشائخ کرام کے واسطے سے اس مبارک کو حضور کی جمعیت جذبات و اردات کیفیات حالات انوار حاصل ہوئے۔ نسبت قلبی نقشبندی کے ساتھ مناسبت پیدا ہوئی اس مبارک کو عالم امر اور عالم خلق کے لطائف پر میں نے توجہ کی تو ان ہی توجہات کی وجہ سے نئی یا تری اس دریا سے جو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بہرور تھے وہ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میں آئی۔ تو ان حالات میں ان مقامات کی وجہ سے خلافت اور اجازت دے دی اور مریدوں کو تلقین دینے لگے۔

اس کے بعد شاہ غلام علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: اس کا ہاتھ، میرا ہاتھ۔ اس کا دیکھنا، میرا دیکھنا۔ اس کی دوستی، میری دوستی۔ اس کی دشمنی، میری دشمنی ہے۔ خالد بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو مقبول ہے وہ میرے بڑے پیروں کا مقبول ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں کہ فیض رسول اکرم ﷺ سے بزرگوں کے دلوں پر وارد ہوتا ہے۔ بے تابیاں اور اضطراب، ولولہ اور نعرہ کا سبب بنتا ہے۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نعرے اور عجیب اقوال اولیاء کرام نے شمار کئے ہیں۔ حضرت خواجہ باقی باللہ کی صحبت میں میر محمد نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرزا مراد بیگ اور رحم اشرف کو یہ نعرہ اور آہ کرنا اور بہت ساری بے تابی حاصل تھی اور بعد میں دونوں نے فقیر سے استفادہ کیا۔ اور میر ابوعلی نقشبندی کے خاندان میں آہ فریاد اور چیخیں مارنا بہت زیادہ تھا۔ اگر مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں اس طرح کے امور ظاہر ہوتے ہیں تو یہ مولانا خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کمال و ہنر ہے یہ طعن و تشنیع کی جگہ نہیں بیوقوفوں کے لئے۔

اس کے بعد اسی مکتوب میں مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ چشتیہ قادریہ اور سہروردیہ اپنے والد بزرگوار سے اور طریقہ کرویا مولانا یعقوب صوفی سے لیا اور طریقہ نقشبندیہ سے استفادہ حضرت باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کیا تو انہوں نے بہت کم وقت میں اسرار، انوار حالات، کیفیات، جزبات اور بہت سارے واردات پر مشرف ہوا۔ ملا عبد الحکیم سیالکوٹی فرماتے ہیں کہ یہ مبارک ایک ہزار سال تک مجدد ہیں۔ امام الحدیث شاہ ولی اللہ نے مکہ مکرمہ میں امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسالہ اہل سنت کی تائید اور شیعہ کے تردید میں فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا اور اس میں یہ بات لکھی ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شان ولایت مقبولیت اس حد تک پہنچی ہے کہ ان سے محبت نہیں



کرتے مگر تقویٰ دار مومن ان سے بغض نہیں رکھتے مگر منافق بد بخت۔

اسی طرح مکتوب: ۷۸: ص: ۸۲: پر حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حق

میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں کئی کئی دن حالات کے

غلبہ کی وجہ سے ایسا ہوتا کہ بیٹھے اور نمکین کے ذائقہ میں بھی فرق نہیں کر سکتے تھے۔ ایک دن ایک

کینز کو توجہ کی تو وہ وجد میں آگئی اور بے ہوش ہو کر گر گئی۔ پھر وہ کینز اپنے گھر چلی گئی۔ مالک نے

اسے دیکھا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اتنے میں ایک پڑوسی عورت آگئی اور مالک کو دیکھ

کر مغلوب الحال، سکر اور جذب کی کیفیت میں مبتلا ہو کر گر پڑی۔

سکہ کہ بہ یثرب و بطحا زدند      نوبت آخر بہ بخارا زدند

از خط ان سکہ نشد بہر مند      جز دل بے نقش شاہ نقشبند

این گوہر پاک نہ ہر جا بود      معدن او خاک بخارا بود

(مکاتیب شریف: مکتوب: ص: ۷۸: ۲۸: رسالہ سوم)

ترجمہ: جو سکہ مدینہ منورہ میں لگتا وہی سکہ آخر میں بخارا میں لگایا جانے لگا اس سکے سے کبھی

فائدہ نہیں اٹھایا سوائے اس کے کہ جو حضرت شاہ نقشبند مبارک کے بے نقش دل کے یہ پاک

موتی ہر جگہ نہیں ہے۔ اسکا خزانہ بخارا کی مٹی ہے۔

اسی طرح آگے اسی کتاب میں مکتوب نمبر ۱۰۰ سے ۱۱۰ تک اور پھر ۱۳۹ تک رقم طراز

ہیں فرماتے ہیں:

”واین مراقبہ ولایت صغریٰ میکند کہ دائرہ ثانی است و اینجا سیر تجلیات افعال الہیہ

و ظلال اسماء و صفات است۔ در اینجا توحید و جود و ذوق و شوق و آہ و نالہ و استغراق و بیخودی

و دوام حضور و توجہ و غیرہ حاصل می شود“

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ یہ مراقبہ صغریٰ میں ہوتا ہے جو دائرہ ثانی ہے۔ اس مقام میں افعال الہیہ اور ظلال اور اسماء و صفات کے تجلیات کی سیر ہے۔ اس مقام پر توحید و جود، ذوق و شوق اور استغراق اور بے ہوشی اور ہمیشہ حضوری احوال حاصل ہوتا ہے۔ اسی کتاب کے مکتوب ۱۰۲ میں فرماتے ہیں۔

”الحمد للہ سعی نماید کہ جمعیت و توجہ و حضور و جذبات و واردات در دلہا پیدا آید“

ترجمہ: الحمد للہ کوشش کرو کہ جمعیت توجہ، حضوری قلب، جذبات، واردات دل میں پیدا ہو جائے اسی طرح مکتوب ۱۰۲ میں فرماتے ہیں:

”در ترقی طالبان سعی نماید، ہر گاہ حضور و جمعیت و توجہ و جذبات و واردات را در لطائف عالم امر دریا بہ توجہ بلطفہ نفس نماید۔ پس بلطائف عالم خلق“  
(مکتوب شریف: مکتوب: ۱۰۴)

مریدوں کی ترقی میں کوشش کرو۔ جب عالم امر کے لطائف میں حضوری، جمعیت، توجہ، واردات اور جذبات پالو تو لطیفہ نفس پر توجہ کرو اور باقی لطائف عالم خلق (عناصر اربعہ) پر توجہ کرو۔

اسی طرح مکاتب شریفہ میں مکتوب: نمبر: ۵۸: ص: ۷۵: میں فرماتے ہیں:

”اگر چستی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است از صحبت او ذوق و شوق و گرمی و بی تابی دل و ترک و تجرید حاصل گردد و اگر قادری است صفائی قلب و مناسبت بہ عالم ارواح و ملائکہ علیہم السلام و از گشت و آئندہ علمی نقد او شود (بطریق الالہام و الاعطاء و الکشف) و اگر نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است حضور و جمعیت و نسبت یادداشت و بے خودی و جذبات و واردات و ست و ہد و اگر مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ است آنچہ در لطائف فوقانیہ (یعنی خمسہ عالم امر و عالم خلق)

کیفیات و صفاء و لطائف نسبت باطن و انوار و اسرار کہ در طریقہ مجددیہ مقرر است پیدا شود و اگر  
در صحبت او این احوال ظہور نکند تو ان گفت۔ شعر:

صحبت نیکان ز جهان دور شد خانہ عسل خانہ زنبور شد  
(مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۵۸: ص: ۷۵)

ترجمہ: اگر کوئی شخص چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو اس کے لئے ذوق شوق ترک دنیا، گرمی  
باطن بے تابی دل، اور تجرید حاصل ہوتی ہے اور اگر ایک آدمی قادری سلسلے میں ہے تو اس کی  
صحبت سے دل کی صفائی اور عالم ارواح سے مناسبت اور فرشتوں سے مناسبت اور ماضی اور  
مستقبل کے حالات کا علمی کشفی طریقے اور الہام کی عطاء سے نقد حاصل ہوتا ہے اگر ایک آدمی  
نقشبندی سلسلے میں ہے تو اس کی صحبت سے حضورئی جمعیت، نسبت، یادداشت اور بے خودی اور  
جذبات اور واردات حاصل ہوتے ہیں اور اگر ایک آدمی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہے تو اس  
کے صحبت سے کیفیات، صفائی باطن اور باریکیاں اور نسبت باطنی، انوار اور اسرار جو طریقہ  
مجددی میں مقرر ہیں۔ وہ لطائف عالم امر اور عالم خلق کے ذریعہ پیدا ہوتی ہے اور اس کی  
صحبت میں اس قسم کے احوال پیدا ہوتے ہیں۔ شعر:

نیکوں کی صحبت دنیا سے چلی گئی شہد کی مکھیوں کا گھر عام مکھیوں کا گھر بن گیا  
(مکاتیب شریفہ: مکتوب: ۵۸: ص: ۷۵)

اسی طرح (بہجۃ النفوس) میں، ایک بار حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
پر وجد اور حال کا ایسا غلبہ ہوا کہ سات دن تک اپنے گھر سے نہیں نکلے اس دوران نہ کچھ کھاتے  
اور نہ پیتے تھے اور نہ ہی سوتے تھے اور ان کی پیر صاحب کو خبر ہوئی تو پیر صاحب مبارک نے  
فرمایا کہ اس کی نماز محفوظ ہے یا نہیں؟ تو لوگوں نے عرض کیا کہ پانچوں نمازیں جماعت کے

ساتھ پڑھتا ہے تو پیر صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: الحمد لله الذي لم يجعل

للشيطان عليه سبيلا)

ترجمہ: تمام تعریفیں صرف اسی اللہ کے لئے ثابت ہیں جس نے اس پر شیطان کا راستہ نہ

بننے دیا۔ تو اس واقعہ سے بھی وجد اور حال پر استدلال ہوتا ہے۔ (استدلالا باحوال

الاکابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)

اسی طرح امام زنادقہ ملحد کبیر ابن تیمیہ خارجی بھی وجد اور حال کے مسئلے سے انکار نہ

کر سکا اس لئے کہ یہ مسئلہ اجماعی ہے اور تسلیم شدہ اور متواتر ہے اس لئے اس ملحد نے بھی مجبوراً

اس مسئلے کا اثبات کیا ہے۔ علماء اہل سنت کے اتنے اقوال کے باوجود اس کے اقوال لکھنے کی

ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ اس ملحد کے تابعدار لوگوں کے لئے حجت بن جائے اور یہ بھی معلوم

ہو جائے کہ وجد اور حال کا مسئلہ ایسا اجماعی اور اظہر من الشمس ہے کہ ابن تیمیہ جیسے ملحد کبیر کو بھی

اس سے کوئی انکار کا موقع ہاتھ نہ آیا۔ اگرچہ بہت سارے ضروریات دیدیہ اور متواترہ اجماعیہ

۔۔ اس ملحد کبیر نے علی الاعلان انکار کیا ہے۔ اس کے فتویٰ اور رسائل اس سے بھرے ہوئے ہیں۔

علامہ مجتہد ائمہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ کوثری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بہت سارے علماء دین اہل سنت و جماعت نے اس

کے عقائد کفریہ کا تفصیل کے ساتھ آپریشن کیا ہے۔ اس کی خارجیت اور رافضیت اکٹھے ثابت

کئے ہیں۔ تفصیل کے لئے مخزن الحقائق سے رجوع کریں۔

لیکن اس کے باوجود بھی اس ملحد کبیر نے وجد و حال کو مضبوط طریقے سے ثابت

کیا ہے۔ اپنے فتویٰ (مجموعۃ الفتاویٰ ابن تیمیہ کی: ج: ۱: ص: ۱۸۶: میں

طرح لکھا ہے)

”وما يحصل عند السماع والذكر المشروع من وجل القلب ودمع العين واقشعرار الجسد فهذا افضل الاحوال التي نطق بها الكتاب والسنة. واما الاضطراب الشديد والغشى والموت والصبغات فهذا ان كان صاحبه مغلوبا عليه لم يلم عليه كما قد كان يكون في التابعين ومن بعدهم فان منشاء قوة الوارد على القلب مع ضعف القلب والقوة والتمكن افضل كما هو النبي ﷺ والصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم“

ترجمہ: ”وہ کچھ جو حاصل ہوتا ہے سماع اور ذکر مشروع کے وقت دل کا خوف اور آنکھوں سے آنسوؤں کا بہنا اور بدن کا لرزنا۔ یہ سب کے سب اچھے احوال ہیں۔ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ اس پر ناطق ہے۔ جو کچھ شدید اضطراب اور بے ہوشی اور وفات پا جانا اور چیخیں مارنا مغلوب الحال ہو تو اس پر کوئی ملامت نہیں جیسے تابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اس کے بعد اولیاء اللہ کے احوال تھے۔ اس لئے اس کا منشاء وہ قوت واردہ ہے جو ان کے دل پر وارد ہوتی ہے۔ حالانکہ ان کا دل ضعیف اور کمزور ہوتا ہے۔ تمکن جو تلویح کے بعد حاصل ہوتی ہے یہ افضل ہے جو اکثر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمکین کا حال تھا۔“

تنبیہ: کبھی کبھی یہ اضطراب اور غشی کا ثبوت پہلے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بلکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے احوال میں حدیث گزر چکی ہے اس کے علاوہ بہت سی عبارات وجد اور تواجد کے اثبات کے لئے حقیقی پابند شریعت اہل تصوف کے لئے ہیں لیکن اس ذکر شدہ عبارات پر مسئلہ پورہ پورہ واضح اور ثابت ہوا۔ اب خصوصیت کے ساتھ تواجد کے اثبات کیلئے چند عبارات کو ملاحظہ کیجئے۔ اس لئے کہ بعض لوگ وجد مانتے ہیں مگر تواجد سے انکار کرتے ہیں۔ تواجد علی الاطلاق نہیں مانتے تاکہ ان لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تواجد بیف حسہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔ (فاقول و باللہ التوفیق)

## تواجد محمودہ کے اثبات میں علماء حق کے احوال

یہ بات جان لینی چاہیے کہ تواجِد کے ثبوت کی کچھ وضاحت پہلے کی جا چکی ہے۔ یہاں مزید وضاحت کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ تواجِد باب تفاعل سے ہے۔ اس کی معنی ہے تکلّفاً وجد کو ظاہر کرنا۔ امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں:

”التواجد استدعاء الوجد بضرب الاختيار وليس لصاحبه كمال

الوجد“

ترجمہ: تواجِد وجد کے دعویٰ کا نام ہے اور اپنے اختیار کے ساتھ حالانکہ تواجِد کرنے والے کو کمال وجد حاصل نہ ہو۔ تواجِد اس نیت سے ہو کہ اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو جائے۔ تو یہ جائز بلکہ مطلوب شرعی بھی ہے۔

حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حلیقۃ الندیہ: ج: ۲: ص: ۵۲۵: پر تحریر فرماتے ہیں۔

”ولاشك ان التواجد وهي تكلف الوجد و اظهاره من غير ان يكون له وجد حقيقة، فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعا قال رسول الله ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم“ (رواه الطبرانی في الاوسط عن حديفة بن اليمان رضى الله تعالى عنه)

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تواجِد تکلّفاً وجد ظاہر کرنے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ اسے حقیقی وجد حاصل نہ ہو تو اس میں حقیقی اہل وجد کے ساتھ مشابہت ہو تو یہ جائز بلکہ مطلوب شرعی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم کی مشابہت کرے وہ ان میں سے ہوگا۔ اسی

طرح شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (عوارف المعارف: ص:

۱۱۳: باب: ۲۳) میں فرماتے ہیں:

”سئل بعض العارفين عن التكلف في السماع فقال على ضربين  
تكلف في المستمع لطلب جاه او منفعة دنيوية وذلك تلبیس و خيانة  
وتكلف فيه طلب الحقيقة كمن يطلب الوجد بالتواجد وهو بمنزلة التباكي  
المندوب اليه“

ترجمہ: بعض عارفین سے سوال کیا گیا سماع میں تکلف کے معاملے میں انہوں نے جواب  
دیا کہ ان کی دو قسمیں ہیں: سماع پڑھنے والا اور سماع سننے والا جو عزت اور نفع دنیوی تلاش  
کرنے کیلئے ہو تو یہ دھوکہ اور خیانت ہے اور دوسری قسم وہ تکلف ہے کہ اس شخص میں ہو جو  
حقیقت کی طلب میں ہو جیسے ایک شخص تواجد کے ذریعے وجد طلب کرتا ہے جیسا تکلفاً ہوتا ہے  
یہ اچھا اور مطلوب شرعی ہے۔ اسی طرح عین العلم: ص: ۴۰۵: پر تحریر ہے۔

”والتواجد مذموم للرياء لا لقصد الوصول الى الحقيقة“

ترجمہ: تواجد برا ہے اگر دکھاوے یا ریاکاری کے لئے ہو حقیقت تک پہنچنے کے لئے تواجد  
برا نہیں ہے اسی طرح حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۶: پر  
لکھتے ہیں:

”التواجد المتكلف فمذموم وهو الذي يقصد به الرياء و اظهار

الاحوال الشريفة مع الافلاس عنها ومنه ما هو محمود وهو التوصل الى  
استدعاء الاحوال الشريفة و اكتسابها و اجتلابها بالحيلة فان للكسب  
مدخلاً في جلب الاحوال الشريفة ولذلك امر رسول الله ﷺ من لم

يحضره البكاء في قراءة القرآن ان يتباكي ويتحازن فان هذه الاحوال  
تتكلف مباديها ثم تحقق او اخرها“

ترجمہ: تکلفاً وجد ظاہر کرنا، بعض اوقات مذموم ہے مسئلہ اس کا مقصود ریاضت یا کاری ہو اور اس کا مقصد احوال شریفہ کا ظاہر کرنا ہو حالانکہ وہ شخص احوال شریفہ سے عاری ہو اور بعض تکلف اچھے ہیں، نیک ہیں جو کہ تکلفاً کرتا ہے۔ احوال شریفہ حاصل کرنے کیلئے حیلہ اور تدبیر کے ذریعے اسکو ذریعہ بناتا ہے اور اچھی کوشش کرتا ہے۔ تو یہ کسب ہے کہ احوال شریفہ اسے حاصل ہو جائیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پاک پڑھتے وقت جس کو رونانا آئے اسے چاہئے کہ تکلفاً اپنے آپ کو غمزدہ ظاہر کرے۔ اس لئے یہ احوال شریفہ ابتداء میں تکلفاً کئے جاتے ہیں اور بعد میں ہیئتاً حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح امام ابو القاسم عبدالکریم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسالہ قشیرہ میں فرماتے ہیں۔

”فقوم قالوا التواجد غير مسلم لصاحبه لما يتضمن من التكلف  
ويبعد عن التحقيق. وقوم قالوا انه مسلم للفقراء المجردين الذين ترصدوا  
لوجود ان هذه المعاني. واصله خبر رسول الله ﷺ ابكوا فان لم تبكوا  
فتباكوا“ (رواه ابن ماجه)

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ تواجد مسلم نہیں ہے اس لئے کہ اس میں تکلف ہے اور اس میں تحقیق نہیں ہے، تحقیق سے دور ہے اور بعض دوسرے علماء نے فرمایا کہ تواجد حقیقی فقیروں کے لئے مسلم ہے جو کہ باطنی معنی حاصل کرنے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں اور اس کی اصل اور دلیل حضور اکرم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے کہ تم رویا کرو اور اگر رونانا آئے تو رونے والی صورت اختیار کرو۔



اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث

الندیہ: ج: ۲: ص: ۲۰۸: پر فرماتے ہیں:

”ان التواجد بتكلف الوجد في نفسه من غير حقيقة الوجد لا باس

به من قبيل التشبه بالصلحين محبة فيهم و رغبة في التزى بزيتهم وتكلف

الاخلاق باخلاقهم“

ترجمہ: یقیناً تو اجد تکلف کے ساتھ وجد جبکہ وجد حقیقی نہ ہو، اس میں گناہ نہیں ہے اس لئے

کہ یہ نیک لوگوں کے ساتھ مشابہت ہے اور نیک لوگوں کی محبت کی وجہ سے ان کے اطوار اختیار

کرتے ہیں اور تکلفاً ان کے اخلاق اختیار کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے بلکہ مطلوب ہے۔

اسی طرح سیدنا امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوب نمبر: ۲۶: ج: اول میں فرماتے ہیں

”ومن وقع سيره في الاسماء بالتفصيل جس في الصفات

والاعتبارات ولم يزل منه الشوق والطلب ولم يفارق عنه الوجد والتواجد“

ترجمہ: جس شخص کے سیر اسماء و صفات میں تفصیل کے ساتھ واقع ہو تو وہ صفات اور

اعتبارات میں مجوس ہو جاتا ہے اور ہمیشہ شوق اور طلب میں ہوتا ہے تو اس سے وجد اور تواجد

نہیں ہوتا اور مکتوب نمبر: ۳۰۲: ج: اول میں فرماتے ہیں:

”ووجدو تواجدو رقص ورقاصی ہمہ در مقام ظلال است“

ترجمہ: وجد و تواجد و رقص یہ سب مقام ظلال میں آتا ہے۔

اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث الندیہ: ج: ۲: ص: ۵۲۳:

پر فرماتے ہیں۔

”واما الوجد والتواجد الذي تعلمه الفقراء الصادقون. فنور

وهداية وعناية واثرتوفيق من الله وحالة شريفة وحالة اولياء الله تعالى  
(ملخصاً)

ترجمہ: جو وجد اور تواجد صادق فقیر تعلیم دیتے ہیں تو وہ نور اور ہدایت اور مہربانی ہے اور اثر ہے توفیق الہی سے یہ اولیاء اللہ کی حالت ہے۔

اسی طرح سید الطائفہ سید جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا:

”ان قوماً يتواجدون ويتمايلون“

ترجمہ: (بے شک بعض لوگ ایسے ہیں جو تواجد کرتے ہیں اور ہلتے جلتے ہیں) تو حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

”دعوهم مع الله تعالى يفرحون“ انہیں چھوڑ دو وہ اللہ کے ساتھ فرحت

محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ زوالمختار: ج: نمبر: ۳: ص: ۳۳۷: پر

(قبیل باب البغات) میں فرماتے ہیں: شعر:

ما في التواجد ان حقت من حرج ولا التمايل ان اخلصت من باس

ترجمہ: تواجد محمودہ میں کوئی گناہ نہیں ہلنا جلنا بھی جرم نہیں جس میں ریاکاری نہ ہو۔ پوری

عبارت پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ الحاوی للفتاویٰ: ج: نمبر: ۲:

ص: ۲۲۳: مجالس ذکر میں قیام اختیاری اور غیر اختیاری دونوں کے بارے میں لکھا ہے کہ:

”لا انكار عليه في ذلك واصحاب الحال مغلوب والمنكر

محروم ما ذاق لذة التواجد“

ترجمہ: دونوں قسم کے قیام پر کوئی انکار نہیں ہے صاحب حال مغلوب ہے اور منکر محروم ہے اور تواجد کا مزہ اس نے نہیں چکھا۔ پوری عبارت پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

الغرض اچھی نیت کے ساتھ تواجد با تفاق جائز ہے۔ علامہ پیر علی پیر کلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ محمدیہ میں تحریر کیا ہے:

”من الافتراء على الله التواجد“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پر افتراء کے جملے سے تواجد بھی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تواجد کرنے والا کسی ذاتی غرض، ریا کاری، طلب دنیوی، طلب عزت اور منفعت ہو تو یہ تواجد ممنوع ہے۔

اسی طرح تمام عبارات جو تواجد کے بارے میں تحریر کی گئیں ہیں ان سب کا مقصد ریا کاری کے ساتھ تواجد کی مذمت ہے اور اگر تواجد ریا کاری سے پاک ہو تو عین مطلوب شرعی ہے

اسی طرح فضیلت الذاکرین فی جواب المنکرین۔ (شیخ القرآن

والحدیث حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ص: ۲۱) میں فرماتے ہیں۔

سوال نمبر ۱: وجد اور تواجد کی حقیقت کیا ہے، کیا یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: وجد عموماً بعض ذی روح چیزوں خصوصاً اہل ایمان میں سے ایسے حضرات کو ہوتا ہے جو تلاوت قرآن یا نعت رسول ﷺ یا ذکر باری تعالیٰ یا بزرگان دین کی تعریف و توصیف سنتے ہیں تو ان پر کسی خاص کیفیت کا ورود ہوتا ہے۔ یا انوار و تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔ تو ایسی صورت میں وہ اپنے اوپر قابو اور کنٹرول نہیں کر پاتے جس وجہ سے ان کے جسم پر اضطراب و حرکت پیدا ہو جاتی ہے جس کی بناء پر کبھی ادھر کبھی آگے کبھی پیچھے جھکتے ہیں اور گر پڑتے ہیں۔ اور کبھی کبھار بے ہوش بھی ہو جاتے ہیں۔ تو ایسی حرکات کو وجد حقیقی کہا جاتا ہے اور اس کا محمود

و حسن ہونا قرآنی آیات و احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

(۱): ”اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابھا مثنائی تقشعر منه جلود  
الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ“ (پارہ: ۲۳: ع: ۷:  
۱۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ایسی اچھی کتاب نازل فرمائی ہے۔ جس کی آیتیں باہم ملتی جلتی ہیں۔  
بار بار دھرائی جاتی ہیں۔ جس سے اپنے رب سے ڈرنے والوں کے دل کا پنے لگتے ہیں۔  
(یعنی حرکت کرتے ہیں) پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ذکر میں لگ  
جاتے ہیں۔ یعنی ان کے جسم و ابدان حرکت کرنے اور مضطرب ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ ذکر  
خداوندی میں سرشار ہو کر ذاکر بن جاتے ہیں۔ یہاں اس نص قطعی الثبوت کی دلالت بھی  
اقشعر بدن اور دلوں کے نرم ہونے پر قطعی ہے گویا وجد کی کیفیت کا ثبوت ایسی نص سے واضح  
ہے جو قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت بھی ہے۔ اور پھر نفس وجد کا انکار اس آیت مذکورہ کا انکار  
ہے جو کفر خالص ہے۔ جیسا کہ اس کی تفسیر میں صاحب مدارک اور صاحب جلالین اور  
صاحب تفسیر مظہری وغیرہ نے لکھا ہے۔

(۲): ”فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقا“ (پارہ: ۹: ع: ۷:  
ترجمہ: جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی ڈالی تو اس نے پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ  
علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ملاحظہ ہو تفسیر مظہری۔  
یہاں صفاتی تجلی نے موسیٰ علیہ السلام کو بے ہوش اور پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دیا ہے تو  
پھر ذاتی انوار و تجلیات کا کیا عالم ہوگا۔

(۳): ”واختار موسیٰ قومہ سبعین رجلا لمیقانا فلما اخذتہم الرجفة“

(پارہ ۹: ع ۹)

ترجمہ: اور چنے موئی علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمی ہماری ملاقات کے لئے پھر جب ان کو پکڑ لیا رخصت کرنے۔ یہاں پر صاحب روح المعانی کا استدلال قابل غور ہے۔

(۴): ”فلما رايته اكبرنه وقطن ايديهن“ (پارہ ۱۲: ع ۱۲)

ترجمہ: جب مصر کی عورتوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو اسے دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے۔ یہاں صرف جمال یوسفی کے مشاہدہ سے زنان مصر ایسی بے ہوش ہوئیں کہ انگلیاں کاٹ لیں یہ وجد ہی کی کیفیت ہے جو جمال خداوندی یا جمال مصطفوی کے مشاہدہ سے اس کا طاری ہونا بدرجہ اولیٰ ثابت ہوتا ہے۔ مطالعہ کیلئے روح البیان زیادہ مفید ہے

(۵): ”انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم“ (پارہ ۹: ع ۱۵)

ترجمہ: بے شک ایمان والوں کے سامنے جب اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں یعنی دلوں پر اضطراب کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ الغرض ان پانچ عدد آیات قرآنیہ سے اہل ایمان خصوصاً اہل ساک، اہل ذوق و عشاق کے وجد حقیقی کا ثبوت بالکل واضح ہے اس کا انکار قرآن کا انکار ہے۔

حدیث اول:

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ بعض صحابہ کرام کی زبان سے قرآن کریم کی تلاوت سن کر گھوڑا ناچتا ہے جیسا کہ یہ حدیث شریف مشکوٰۃ شریف: ص ۱۸۴: پر موجود ہے اگر قرآن سن کر گھوڑے جیسے جانور پر وجد طاری ہو سکتا ہے تو انسان پر ایسی کیفیات کا ورود کیونکر نہیں ہو سکتا۔

رہا معاملہ تواجد کا۔ تو تواجد کے معنی ہیں از خود وجد والی صورت اختیار کرنا۔ یعنی یہ وہ

صورت ہے کہ جس میں حقیقی وجد نہیں ہوتا بلکہ حقیقی وجد والوں کی نقل اتارنا مراد ہے۔ جس طرح حقیقی وجد والا آدمی حرکات و سکنات کرتا ہے گرتا ہے، اچھلتا ہے تڑپتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو اسی طرح وہ آدمی جو تواجید کرتا ہے یعنی نقل اتارنا ہے وہ بھی ویسے ہی حرکات و سکنات کرتا ہے تو اس کو تواجید کہتے ہیں جو کہ منع نہیں بلکہ جائز ہے اور احسن عمل ہے۔

حدیث پاک میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ”من تشبه بقوم فهو منهم“ جو شخص کسی قوم سے اپنی مشابہت کرے گا وہ انہیں میں سے ہوگا۔ اور یاد رہے کہ تواجید کے جواز پر صرف ہم نے ہی استدلال نہیں کیا بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ تواجید پر یوں ہے۔ کہ ذاکر خواہ ذکر کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے اور یہ کھڑا ہونا اختیاری ہو یا غیر اختیاری ہو ہر حال میں جائز ہے بلکہ جواب میں فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں پر نہ انکار جائز ہے اور نہ ہی ان کو منع کرنا جائز ہے اور یہی جواب دیا ہے۔

علامہ بلقینی اور علامہ برہان الدین انباسی فرماتے ہیں کہ صاحب حال مغلوب ہے اور اس کا منکر محروم ہے اس لئے کہ اس نے تواجید کی لذت نہیں دیکھی اور عشق حقیقی کا جو مشروب ہے وہ منکر کو نصیب نہیں ہوتا۔ شیخ الاسلام عز الدین بن عبدالسلام سے بھی یہی کچھ منقول ہے بلکہ مجلس ذکر میں کھڑے ہونے اور رقص کرنے والوں میں یہ شیخ الاسلام بھی شامل ہیں اور کھڑے ہو کر ذکر کرنا اور گھومنے وغیرہ کا ثبوت بھی الحاوی الفتاویٰ: ص: ۲۲۳: ج: ۲: میں موجود ہے۔ اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا: مجموعۃ الرسائل: ج: ۱: ص: ۱۷۳: اور فتاویٰ شامی: ج: ۳: ص: ۳۰۷: میں وجد مع تواجید اور رقص وغیرہ کا ثبوت ملتا ہے۔

حدیث دوم:

فتاویٰ الحاوی: ج: ۲: ص: ۲۲۴: میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے ہیں کہ:

”وان انضم الی هذا القیام رقص او نحوه فلا انکار علیہم لان

ذلک من لذة الشہود والمواجد وقد ورد فی الحدیث رقص جعفر بن ابی

طالب بین یدی النبی ﷺ لما قال له شبہت خلقی وخلقی وذلک من لذة

منہ الخطاب ولم ینکر ذلک علیہ النبی ﷺ فكان هذا اصلا فی رقص

الصوفیة. الخ“

ترجمہ: اور اگر اس قیام وغیرہ کے ساتھ رقص وغیرہ کو ملایا جائے تو بھی صوفیاء پر انکار جائز

نہیں کیونکہ یہ شہود اور مواجد (وجد کی جمع) کی لذت کی وجہ سے ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ

جناب جعفر بن ابی طالب کو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اخلاق اور خلقت میں میرے ساتھ

مشابہت رکھتے ہو۔ تو یہ سن کر انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے رقص کیا یعنی ناچنے لگے۔ تو

آپ نے منع نہ فرمایا۔ اور نہ انکار فرمایا۔ جو جواز کی دلیل ہے نوٹ یاد رہے کہ اسی حدیث کو

صوفیاء کرام کے وجد و تواجید اور رقص کی اصل دلیل قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح سید احمد طحاوی اپنی کتاب حاشیۃ الطحاوی علی در المختار: ج: چہارم میں

۱۷۶-۱۷۷: میں اور الحدیثۃ الندیہ شرح طریقۃ الحمد یہ جلد دوم: ص: ۵۲۲: میں اور اسی طرح

امام شعرانی انوار قدسیہ جلد اول: ص: ۳۹: میں فرماتے ہیں۔

نوٹ: یاد رہے کہ اختصار کی خاطر صرف حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے اور بعض عبارات کے

مختصر جملے نقل کر دیئے گئے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ وجد و تواجید اور رقص جلیل القدر اولیاء

کرام پر طاری ہوتا رہا ہے۔ مثلاً ابو بکر شبلی، ابوالحسن نوری، سمنون البیج، معدون الجحون وغیرہ

مزید براں اس کے حضرت شاہ غلام علی دہلوی مکاتب شریفہ میں فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین شاہ نقشبند کی توجہات سے مریدین پر عجیب و غریب کیفیات طاری ہوتی تھیں۔ (حوالہ مکاتب شریفہ۔ ص: ۷۸: ۸۲:)

سوال نمبر ۲: حضرت جعفر بن ابی طالب کی حضور ﷺ کے سامنے وجد و رقص کرنے والی روایت کس کتاب میں ہے؟

جواب: الحاوی للفتاویٰ جلد دوم: ص: ۲۳۲: سیرت حلبیہ جلد دوم: ص: ۲۵۲: کے حاشیہ میں ہے (السیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ) اور حدیقۃ الندیۃ جلد دوم: ص: ۵۲۳: تفسیر احمدی: ص: ۶۰۲: ۶۰۳: میں بھی موجود ہے۔ علاوہ ازیں ملاحظہ فرمائیں۔ تفسیر روح البیان: ص: ۲۱۱: (ویخرون للذقان ویذیدہم خشوعا) کے تحت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وجد و جذب ہوا۔ ملاحظہ ہو ترمذی شریف: باب الزہد: نیز سورۃ محمد کی تفسیر میں تفسیر روح البیان: ج: ۸: ص: ۱۳۷: وغیرہ کا مطالعہ کیجئے۔ خوف طوالت سے عبارات نہیں لکھیں۔ البتہ کسی کو شبہ ہو تو دکھائی جاسکتی ہیں۔

سوال نمبر ۳: ابن عابدین علیہ الرحمۃ نے تو رقص یعنی ناچنے کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ ان کی کتابوں سے ثابت ہے۔

جواب: انہوں نے اگرچہ منع کیا ہے لیکن یاد رہے کہ جس رقص کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے وہ جھوٹے اور جعلی صوفیاء کا رقص ہے۔ ایسا رقص کہ جو شہوات نفسانی میں ہیجان پیدا کرے۔ اس کو حرام منع فرمایا ہے۔ سچے صوفیا کرام جو معرفت خداوندی سے مراد اور واصلیں ہیں ان کے وجد و رقص و وجد کو انہوں نے حرام منع نہیں فرمایا۔ ابن عابدین کے مجموعہ رسائل کا ص: ۷۳: ۱۷۳: شفاء العلیل کا مطالعہ فرمانے سے وہم دور ہو سکتا ہے (ذرا مطالعہ فرمائیں)



سوال نمبر ۴: کیا نماز کی حالت میں اپنے جسم کو ہلانا اور حرکت دینا جائز ہے اور کیا

صحابہ کرام سے یہ ثابت ہے؟

جواب: کسی کیفیت کے وارد ہونے کی صورت میں جسم کو ہلانا اور جسم کا حرکت کرنا بے

شک صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ: ج: ۸: ص: ۶: امام ابن کثیر فرماتے

ہیں کہ ابوارا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی جب

وہ اپنی دائیں طرف پھرے تو رک گئے جب سورج نیزے کے برابر آیا تو آپ نے دو رکعتیں

پڑھیں۔ پھر اپنا دست اقدس الٹا کر فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کو دیکھا

ہے۔ آج میں ان سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا۔ وہ خالی ہاتھ بکھرے ہوئے بالوں اور گرد آلود

چہروں کے ساتھ صبح کرتے تھے کتاب اللہ کی تلاوت کرتے اپنے قدموں اور پیشانیوں کے

درمیانی حصے کو حرکت دیتے جب صبح ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے ایسے حرکت کرتے

جیسے ہو ادا لے دن درخت حرکت کرتا ہے ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے، خدا کی قسم انکے کپڑے

بھاری ہو جاتے۔

اسی طرح حلیۃ الاولیاء: ص: ۷۳: میں بھی مذکور ہے۔

ذکر میں سرشار ہو کر جسم کا حرکت کرنا ایک اچھا عمل ہے اور شرعاً جائز ہے امام احمد

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی مسند میں صحیح حدیث نقل کی ہے۔

حدیث: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبشی حضور ﷺ کے سامنے رقص

کرتے تھے۔ اور اپنی زبان سے یہ کہتے تھے کہ محمد عبد صالح لیکن آپ ﷺ نے ان کو دیکھ کر منع

نہیں فرمایا جو اپنی کیفیت کے پیدا ہونے کی صورت میں رقص و وجد کے جواز کی دلیل ہے۔

سوال نمبر ۵: نماز کے اندر وجد حقیقی کے بعد جسم کا حرکت کرنا اور منہ سے آوازیں

نکالنا دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا، چیخنا، چلانا اور ہاہو وغیرہ کی صورت میں نماز ٹوٹ جاتی ہے لہذا ایسا کرنا منع و ناجائز ہے بلکہ آداب مسجد کے منافی ہے اور عمل کثیر ہے جو کہ مفسد صلوٰۃ ہے۔  
 جواب: قارئین سے گزارش ہے کہ اگر نماز کے اندر مذکورہ بالا امور کا پایا جانا انوار و تجلیات اور دیگر ایسی ہی کیفیات کی وجہ سے ہوا۔ جو انسان کو ایسی حرکات پر مجبور کر دیتی ہیں تو اس صورت میں وہ شخص مغلوب الحال ہو جاتا ہے اور مغلوب الحال کی نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور ٹوٹی ہے نہ ہی وضو۔ اور نہ ہی نماز مکروہ ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ روح نماز کی علامات ہیں بلکہ اصل نماز ہی یہی ہے۔ اسی نمازوں میں ایسی کیفیات وارد نہیں ہوتیں۔ یہ کیفیات اصلی نمازوں میں ہی وارد ہوتی ہیں۔ جن لوگوں پر خشوع و خضوع طاری ہوتا ہے تو ان کی کیفیت بدل جاتی ہے۔

نیز سوال نمبر ۴: میں صحابہ کرام کے متعلق جواب ثابت ہو چکا ہے۔

نوٹ: نماز کے اندر وجد کی کیفیت کے جواز اور نماز نہ ٹوٹنے کے متعلق ایک اہم عبارت فقہ حنفی کی معتبر و مستند کتاب ہدایہ شریف سے نقل کی جاتی ہے ملاحظہ ہو اور اس کے علاوہ بھی چند حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱): ہدایہ: ج: ۱: ص: ۱۳۵: میں فرماتے ہیں کہ:

”فان ان فیہا او تاوہ او بکی فارفع بکاؤہ (ای حصل منہ الحروف) فان کان (ای کل ذلک) من ذکر الجنة والنار لم یقطعها لانه یدل علی زیادة الخشوع وان کان من وجع او مصیبة قطعها لان فیہا اظهار الجزع والتاسف فکان من کلام الناس“

ترجمہ: اگر نمازی نے نماز میں آہ یا اوہ کہا یا ایسا رویا کہ آواز بلند ہوگئی یعنی رونے سے حروف بھی حاصل ہو جائیں۔ تو اگر یہ رونا وغیرہ جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو نماز کو

نہیں توڑے گا کیونکہ یہ خشوع و عاجزی کی زیادتی کی وجہ سے ہے اور اگر جسمانی درد یا کسی اور مصیبت کی وجہ سے رویا یا آہ اوہ کی تو نماز کو توڑ دے گا۔ کیونکہ اس میں جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔ اس لئے یہ لوگوں کے کلام سے ہوگا۔

(۲): اسی طرح فقہ حنفی کی معتبر ترین اور مشہور زمانہ کتاب بحر الرائق میں ہے یعنی جو کچھ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اس سے بھی زیادہ مفصل طور پر علامہ ابن نجیم نے لکھا ہے اختصار کے پیش نظر عبارت نقل کرنے سے گریز کیا ہے۔ اور حوالہ پر ہی اکتفا کیا ہے۔

نیز ایک بات جو بحر الرائق نے زائد لکھی ہے وہ یہ ہے کہ ”ولو صرح بهما لقال

اللهم انى اسلك الجنة واعد ذبک من النار لم تفسد صلوتہ“

ترجمہ: اگر نمازی نماز کی حالت میں صراحتاً مذکورہ بالا جملے کہہ دیتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ یہ خشوع و عاجزی کی زیادت پر دلالت کرتے ہیں اور خشوع و خضوع کی زیادت کی وجہ سے ہیں۔

(۳): فتاویٰ تاتارخانیہ: ج: ۱: ص: ۵۷۹: میں ہے کہ ”ولو ان فى الصلوة او تاؤہ او بکى فارتفع وفى الخانية فحصل له حروف فان كان من ذکر الجنة او النار فصلواته تامة وان كان من وجع او مصيبة فسدت صلوتہ عند ابى حنیفة ومحمد رحمة الله تعالى عليه“

یعنی اگر آہ، اوہ کہنا یا بلند آواز نماز میں رونا جنت یا دوزخ کے ذکر کی وجہ سے ہو تو خواہ حروف بھی حاصل ہو جائیں تو بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک نماز تام و کامل ہے۔ اور اگر درد یا مصیبت کی وجہ سے آواز نکلے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، ۵۷۹)

- (۴): اس طرح فتاویٰ عالمگیری: ج: ۱: ص: ۱۰۰: میں بھی لکھا ہوا ہے۔
- (۵): اور اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم عالمگیر: ج: ۱: ص: ۱۳۶: پر بھی موجود ہے۔
- (۶): ”الانین والتاوه والتافيف والبكاء اذا اشتملت على حروف مسموعة فانها تبطل الصلوة الا اذا كانت ناشئة من خشية الله او من مرض بحيث لا يستطيع وهذا الحكم متفق عليه بين الحنفية والحنابلة وبين المالكية في مسألة الخشية فقه على مذاهب الاربعة“ (ج: ۱: ص: ۳۰۰)
- یعنی نماز کی حالت میں نمازی کا آہ اوہ اور اف کہنا اور اس طرح رونا کہ حروف سے جائیں تو اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ہاں، اگر یہ رونا آہ، اوہ، یا اف کہنا اللہ تعالیٰ کے خوف و خشیت کی وجہ سے ہو یا کسی ایسی بیماری کی وجہ سے ہو جس پر یہ کنٹرول، قابو نہیں رکھ سکتا۔ تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔ اور یہ حکم احناف و حنابلہ و مالکیہ کا اتفاق ہے
- (۷) اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۳: میں فرماتے ہیں کہ:

”الوجد له مراتب وبعضه يسلب الاختيار فلا وجه لمطلق الانكار وفي التاتارخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذي حر كاته كحركات المرتعش. آه“

یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں اور بعض اقسام ایسی ہوتی ہیں جو اختیار کو سلب کر دیتی ہیں۔ لہذا مطلقاً انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں لکھا ہے کہ مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات جیسی ہوتی ہیں۔ اور غیر اختیاری ہوتی ہیں اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے (اور یہ حالت مفسد صلوة یعنی نماز کو توڑنے والی نہیں)

(۸): صاحب روح المعانی تفسیر روح المعانی میں تقریباً اسی طرح فرماتے ہیں کہ اس وجد سے وضو بھی نہیں ٹوٹتا اور نماز بھی باطل نہیں ہوتی۔

(۹): حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۸: میں بھی ایسی ہی عبارت موجود ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ اگر خشیت الہی کے غلبہ کی وجہ سے آہ یا اوہ یا اف یا تف کہا اور حروف بھی حاصل ہو گئے تو بھی نماز نہیں ٹوٹتی۔

(۱۰): ہدایہ کی شرح فتح القدر میں بھی یہی کچھ فرمایا گیا ہے۔ الغرض ان دس عدد حوالہ کتب فقہ اور روح المعانی کے حوالے سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ نمازی کو اگر نماز کی حالت میں وجد ہو جائے اور وہ وجد کی کیفیات میں سرشار ہو جائے اور مغلوب الحال ہو جائے اور منہ سے ہا، ہو، کی آوازیں نکل جائیں یا چیخے چلائے یا مرتعش کی طرح حرکتیں کرے۔ جسم کو ہلائے، ہاتھ کھل جائیں اور تالی کی شکل بن جائے تو اس سے نماز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ فقہاء احناف علیہم الرحمۃ والرضوان نے بلند آواز سے رونا اور آہ یا اوہ یا اف وغیرہ نماز کے اندر کہنے سے نماز فاسد نہ ہونے کی جو علت نشیۃ الہی خوف خداوندی، خشوع و خضوع میں زیادتی بتائی ہے وہ علت جب بھی پائی جائے گی اور جہاں بھی پائی جائے گی تو وہاں معلول یعنی حکم بھی پایا جائیگا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ علت تو پائی جائے مگر معلول نہ پایا جائے۔ معلول کا تخلف علت سے جائز نہیں ہے۔ اسی لئے فقہائے احناف جہاں دیکھتے ہیں کہ فلاں فعل نمازی سے خشیت الہی اور خشوع کی وجہ سے پایا گیا ہے تو وہاں یہی حکم لگا دیتے ہیں کہ نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ہمارے سلسلہ عالیہ مجددیہ سیفیہ کے مریدوں میں نماز کی حالت میں جو مذکورہ بالا حرکات و افعال پائے جاتے ہیں۔ ان کی علت بھی خشیت الہی خوف خدا اور خشوع کا غلبہ ہوتا ہے۔ لہذا یہ حکم یہاں بھی لگے گا کہ نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی وضو ٹوٹتا ہے۔ اگرچہ بے شمار حوالہ جات مزید پیش

کئے جاسکتے ہیں بوقت ضرورت لیکن فی الحال خوف طوالت سے یہاں دس حوالہ جات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ اب اسی مسئلہ کے متعلق ذرا تفسیر روح المعانی ملاحظہ کریں۔

یہ عبارت ملاحظہ کریں جو ایمان کو تازہ کر دیتی ہے جس کا ایک ایک لفظ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے موجودہ طریقہ کی تائید کرتا ہے اور جس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ہمارے سلسلہ کو جو لوگ نئی اختراع یا نئی ایجاد قرار دیتے ہیں وہ دراصل بے خبر ہیں یا غفلت کا شکار ہیں یا پھر تجاہل عارفانہ سے کام چلاتے ہیں اور یا پھر تعصب و عناد کی پٹی آنکھوں پر باندھ رکھی ہے۔ ان کو چاہیے کہ یہ پٹی آنکھوں سے اتار کر مذکورہ حوالہ جات دیکھیں اور کتابوں کا مطالعہ فرمائیں اور قصہ کو سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔ محض لکیر کے فقیر نہ بنیں۔ علماء دین کے شایان شان لکیر کا فقیر بننا نہیں ہے۔

مزید برآں حوالہ نمبر (۱۱) علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”واختار موسى قومه سبعين رجلا عن اشراف قومه و نجباء هم اهل الاستعداد والصفاء والارادة والطلب والسلوك فلما اخذتهم الرجفة اى رجفة البدن التي هي من مبادى حقیقة الفناء عند طريان بوارق الانوار وظهور طوابع تجليات الصفات من اقشعرار الجسد وارتعاده وكثيرا ما تعرض منه الحركة السالکين عنده الذكر او سماع القرآن او ما يتاثرون به حتى تتفرق اعضاءهم وقد شاهدنا ذلك في الخالدين (او في السالکين) من اهل الطريقة النقشبندية وربما يقربهم في صلاحهم صياح معه (الى ان قال) وقد كثر الانكار عليهم وسمعت بعض المنكرين يقولون ان كانت هذه الحالة مع الشهود والعقل فهي سوء ادب ومبطله للصلاة قطعا وان

كانت مع عدم شعور وزوال عقل فهي ناقضة للوضوء ونراهم لا يتوضؤون  
واجيب بانها غير اختيارية مع وجود العقل والشعور وهي كالعطاس  
والسعال ومن هنا لا ينتقض الوضوء بل ولا تبطل الصلوة (الى ان قال) فلا  
يبعد ان يلحق ما يحصل من آثار التجليات الغير الاختيارية بما ذكر ولا يلزم  
من كونه غير اختياري كونه صادرا من غير شعور فان حركة المرتعش غير  
اختيارية مع الشعور بها وهو ظاهر فلا معنى للانكار. الخ (روح المعاني:  
ج: ٣: ص: ٨٦: الجزء التاسع)

ترجمہ: مہدی علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر (۷۰) نبیاء اور شرفاء کو چنا جو اس قدر صفاء  
ارادت اور نلب و سلب والے تھے کہ جب ان کے بدن کو رخصہ یعنی لپکی نے پکڑا جو حقیقتہً فناء  
کے مبادیات سے ہے جب انوار و تجلیات کی تجلیاں وارد ہوتی ہیں اور تجلیات صفات کا ظہور  
ہوتا ہے جیسے جسم پر لپکی اور ارتعاد کا وارد ہونا۔ اور بہت دفعہ یہ حرکت سالکین کو عارض ہوتی  
ہے۔ ذکر کے وقت یا قرآن پاک کے سماع کے وقت یا اس چیز کے سننے کے وقت جو سامعین  
کو متاثر کرتی ہے۔ مثلاً (نعت خوانی وغیرہ) یہاں تک کہ ان کے اعضاء جسمانی بکھر جاتے  
ہیں یا قریب ہوتا ہے کہ ان کے اعضاء ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں اور ایسی حالت کا مشاہدہ ہم نے  
حضرت خالد علیہ الرحمۃ کے پیر و کاروں میں کیا ہے۔ یا سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے سالکین  
میں اور بسا اوقات ان کو نماز کے اندر چیخ و پکار کی کیفیت طاری ہوتی ہے (یہاں تک کہ) ان  
پر انکار بھی بکثرت کیا گیا ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے۔ وہ کہتے ہیں: کہ اگر یہ  
حالت عقل و شعور کے ہوتے ہوئے ہوئی تو پھر یہ سوء ادب بھی ہے اور نماز کو باطل بھی کر دیتی  
ہے اور اگر یہ حالت عقل و شعور کے زوال کے بعد ہوئی تو پھر وضو کو توڑنے والی ہے۔ مگر ہم ان

کو دیکھتے ہیں کہ یہ وضو نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ یہ حالت باوجود عقل و شعور کے قائم رہنے کے غیر اختیاری ہے جیسے چھینک اور جمائی انسان کو آتی ہے۔ عقل و شعور کے موجود ہوتے ہوئے بھی یہ غیر اختیاری ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نہ وضو ٹوٹتا ہے نہ نماز فاسد ہوتی ہے اور بعض شواہح نے نضا فرمایا ہے کہ نمازی پر اگر نماز میں صُحک (یعنی کھل کر ہنسا غالب) ہو جائے تو نماز باطل نہ ہوگی اور اس نمازی کو معذور قرار دیا جائیگا لہذا بعید نہیں کہ تجلیات غیر اختیاریہ سے حاصل ہونے والے غیر اختیاری اثرات کو (حکمی طور پر) چھینک اور جمائی سے منہج قرار دیا جائے اور ان کے غیر اختیاری ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ہے کہ وہ عقل و شعور کے بغیر ہو۔ کیونکہ مرتعش کی حالت باوجود شعور کے غیر اختیاری ہے اور یہ ظاہر ہے لہذا انکار کا کوئی معنی نہیں۔ (ملاحظہ ہو روح المعانی: ج: سوم: ص: ۸۶)

سوال: صاحب روح المعانی نے اس مذکورہ: ص: ۸۶: پر یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مریدوں کو ایسی صورت میں وضو کرنے اور نماز نئے سرے سے پڑھنے کا حکم دیتے تھے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسی کیفیت کے وارد کے بعد وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضرت خالد وضو کرنے اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ فرماتے۔ لہذا یہ عبارت تمہارے خلاف ہے۔

جواب: اس عبارت میں یہ جملہ موجود ہے کہ سدا لباب الانکار حضرت خالد اس وجہ سے وضو اور نماز کے اعادہ کا حکم نہ دیتے تھے کہ وضو اور نماز فاسد ہو گئی ہے یا ٹوٹ گئی ہے بلکہ منکرین کے انکار کا دروازہ بند کرنے کیلئے ایسا حکم دیتے تھے یہ اعادہ کا حکم احتیاطی تدبیر کے طور پر تھا شرعی حکم کے طور پر نہ تھا۔ لہذا وضو اور نماز کے ٹوٹنے کا نتیجہ نکالنا باطل و مردود ہے۔

سوال: روح المعانی کے مذکورہ: ص: ۸۶: میں یہ عبارت بھی موجود ہے جو تمہارے خلاف



ہے کہ:

”والحق ان ما يعترى هذه الطائفة غير الوضوء لعدم زوال العقل معه ولكنه مبطل للصلوة لما فيه من الصياح الذي يظهر به حرفان مع امور تاباها الصلوة“

یعنی حق یہ ہے کہ صوفیاء و سالکین کے اس گروہ پر جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ناقص وضو نہیں ہے یعنی وضو کو نہیں توڑتی کیونکہ اس حالت میں عقل زائل نہیں ہوتی لیکن یہ کیفیت نماز کو باطل کرتی ہے کیونکہ اس میں وہ چیخ و پکار ہوتی ہے جس میں دو حرف ظاہر ہوتے ہیں باوجود مزید چند ایسے امور کے جو نماز کے لائق نہیں۔

جواب: اس عبارت میں جس صیاح و چیخ و پکار کا ذکر ہے وہ محمول ہے اس صورت پر جب یہ صیاح و چیخ و پکار خشوع و خضوع اور خشیت الہی کے درجہ سے نہ ہو بلکہ کسی دنیاوی مصیبت و تکلیف کی وجہ سے ہو جیسا کہ سابقہ صفحات میں کتب فقہ حنفی کے معتبر حوالہ جات سے اس کی تفصیل گزر چکی ہے لیکن اگر یہ چیخ و پکار محض خشیت اور خشوع و خضوع کی وجہ سے ہو تو پھر نماز باطل نہیں ہوتی جیسا کہ ہدایہ اور فتح القدیر و دیگر معتبر کتب سے نقل کر دیا گیا ہے گذشتہ صفحات میں۔

حضرت سیدی و مرشدی و والدی پیر طریقت رہبر شریعت شیخ القرآن و الحدیث حضرت علامہ سید احمد علی شاہ سیفی حنفی ماتریدی فرماتے ہیں کہ: ثبوت وجد اور تواجد حرکت غیر اختیاری جو صوفیاء کرام پر انوار و تجلیات کے غلبے کے باعث آتا ہے وجد کہلاتا ہے اور اگر تکلف کے ساتھ یہ حال اپنے اوپر کوئی لائے تو تواجد کہلاتا ہے۔ وجد اور تواجد کے ثبوت میں بے شمار آیتیں، احادیث اقوال فقہاء و صوفیاء وارد ہیں کہ جنہیں بیان کرنے سے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی اور اتنی موٹی اور ضخیم کتاب کوئی نہیں دیکھتا لہذا عوام و خواص کو ہلاکت سے بچانے کیلئے یہ مختصر رسالہ مرتب کیا گیا ہے۔

## حالی وجد غیر اختیاری

جیسا کہ باوصرف کے چلنے سے درخت جنبش و حرکت میں آجاتے ہیں اس طرح طریقت کا سالک بھی جب اس پر انوار و تجلیات و فیوضات اور برکات غیبی توجہ شیخ کامل مکمل کے ذریعے غالب ہو جاتی ہیں تو یہ بے اختیار ہو جاتا ہے اور حالات غریبہ محمودہ ان پر غالب ہو جاتے ہیں عقل و شعور ان میں بطریقہ کمال موجود ہوتا ہے لیکن یہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتے ہیں اس کی مثال عطس اور کھانسی کی طرح ہے کہ غیر اختیاری طور پر پیش آتی ہے۔

تواجد: روایت ہے کہ حضور پر نور ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ صورت و سیرت میں مجھ سے مشابہ ہیں۔ ”اشبہت خلقی و خلقی“ تو اس خطاب کی لذت سے اٹھ کر رقص کرنے لگے اور رسول خدا ﷺ نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

اس طرح حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”انت اخونا و مولینا“ آپ ہمارے بھائی اور دوست ہیں اس پر وہ رقص کرنے لگے اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر کوئی اعتراض و انکار نہ فرمایا۔ (مشکوٰۃ شریف: ص: ۲۹۲: باب بلوغ الصغیر: الخ: حاشیہ: ۲۰: تفسیر احمدی: ۲۰۲: بوادر النوادر: ص: ۳۰۶)

حاشیہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ایک صحابی سورۃ کہف کی تلاوت کر رہے تھے۔ اس کے تھوڑے فاصلے پر سوزا بندھا ہوا تھا۔ کانپنے لگا اور بادلوں نے آکر صحابی کو ڈھانپ لیا تو جب کبھی قرآن کی تلاوت کرتے تو گھوڑا اچھلانگس لگانے لگتا۔ صحابی نے آکر حضور ﷺ سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ تیرے دل کی تسلی کیلئے ہے جو قرآن شریف کی

برکت سے نازل ہوئی۔ (مشکوٰۃ: ص: ۱۸۴)

دوسری حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہیں۔ (رواہ احمد)

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تلاوت قرآن کے وقت رویا کرو اگر رونانہ آئے تو رونے والوں کی سی صورت اختیار کرو۔ (مشکوٰۃ) کیونکہ رونا وجد کی ایک صورت ہے اور قصداً رونا عین تواجُد ہے جو شرعاً جائز مامور و مطلوب ہے۔

تواجُد کا حال احادیث شریف میں موجود ہے جو تکلف اور اپنے اختیار سے لایا جاتا ہے جبکہ حال و جذب بے اختیار آتا ہے۔ حضرت ہوسف علیہ السلام اور بی بی زینخا کا واقعہ: کہ زینخانے اپنے آپ کو تہمت سے بچانے کے لئے زنان مصر کو اکھٹا کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں میوہ اور چھری تھمادی اور ان سے کہا کہ جب یوسف علیہ السلام تشریف لائیں تو آپ ان میووں کو کاٹ دینا۔ جب یوسف علیہ السلام تشریف لائے تو زنان مصر نے مدہوشی میں میووں کی جگہ اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں کیونکہ ان کے دل حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں مشغول تھے۔

حاشیہ پر لکھتے ہیں زینخا بھی وہیں موجود تھی مگر شب و روز مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنا دیا تھا لہذا نہ تو وہ بے ہوش ہوئی نہ انگلیاں کاٹیں اس لئے کہ وہ محبت کے انتہا میں تھی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت نے ان کے دل میں قرار پکڑ لیا تھا جبکہ دوسری عورتیں محبت کی ابتداء میں تھیں۔ (جلالین: ص: ۱۹۲، ج: ۱)

یہی حال سالک مبتدی کا ہوتا ہے کہ ابتداء سلوک میں اس پر وجد و حال کا تعلق بتا ہے۔ جس طرح کہ زنان مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں اپنی انگلیاں کاٹ

ڈالیں تو کوئی بعید بات نہیں کہ عاشق الہی دوران وجد فوت ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے عشاق وجد و حال کے دوران وفات پا چکے ہیں (وفات مولانا شاہ محمد حسین صاحب تکشف: ص: ۱۹۰: وفات زرارہ بن اوفی تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ترمذی: ص: ۸۴: ج: ۱)

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے حضور اکرم ﷺ نے سینے پر ایک ضرب لگائی تو مجھ پر ایسا حال غالب ہوا کہ میرا تمام بدن گرم ہو گیا اور پسینے سے شہ ابور ہو گیا اور حال میرا یہ تھا کہ جیسے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں۔ (مشکوٰۃ: ص: ۱۸۴: تکشف: ۶۶۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور بے اختیار ہو گئے۔ جب تیسری مرتبہ چیخ ماری تو زمین پر گر گئے۔

حضرت شفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی دیر تک میں نے اپنے اوپر تکیہ کر رکھا تھا۔ کچھ وقت کے بعد جب اختیار میں آئے تو مجھے حدیث بیان فرمائی۔ (ترمذی: باب الریاء: ص: ۳۴۲: ص: ۴۳: ج: ۲: تکشف: ص: ۴۸۱)

حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ ایک دن کسی سے یہ آیت ”ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع۔ الآیة“ سن کر بڑی چیخ ماری اور بے اختیار ہو کر گر پڑے۔ اٹھا کر گھولائے گئے۔ مسلسل ایک مہینہ تک بیمار رہے۔ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورت تکویر کی تلاوت کی جب آیت مبارکہ:

”واذا الصحف نشرت“ پر پہنچے تو بے اختیار ہو کر گر پڑے اور کافی دیر تک زمین پر (ہاتھ

پاؤں) مارتے رہے۔ (حديقة النديه: ۱۰۹)

”جان لو کہ جذب اور وجد تین قسم کا ہے“

پہلی قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں۔

زور سے چلانا، دوڑنا، زمین پر گر کر ہاتھ پاؤں مارنا، اعضاء کا ہلنا اور حرکت کرنا،

آہ، اوجھ، اور فریاد کرنا، خوشحالی و خوف یا شوق سے۔

یہ حال طریقے کے بتدی کا ہے جس پر حال اور وجد کا غلبہ ہوتا ہے اور مجذوب اپنے

کپڑے پھاڑ دیتا ہے حتیٰ کہ اس پر وجد اور جذب کا ایسا غلبہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی ذات کو بھول جاتا

ہے اور اللہ تعالیٰ کے عشق میں مستغرق ہو جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے اعضاء

ٹوٹ جائیں گے۔ (تفسیر احمد: ۶۰۲: روح المعانی: ج: ۳: ص: ۶۰:

تکشف: ۶۶۶: حاشیہ: ۲: ص: ۶۰۳: حاشیہ: ۱: رد

المختار: ج: ۳: ص: ۳۰۷: مجموعة الشامی: ج: ۱: ص: ۱۷۲)

دوسری قسم کے وجد کی علامات درج ذیل ہیں۔

چیخ مارنا، اور محبت و عشق الہی میں بے اختیار ہونا، دھاڑیں مارنا، زمین پر گرنا،

اعضاء کا لرزنا اور مرتعش ہونا۔

یہ حال اور وجہ متوسطین کا ہے جیسا کہ پہلی حدیث شریف بیان ہو چکی ہے کہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں تین دفعہ چیخ ماری اور گر

پڑے پھر وہ فی دہر تک ان طرح بے اختیار پڑے رہے۔

تیسری قسم کے وجد کی علامات یہ ہیں۔

چیخ مارنا، بالوں کا کھڑا ہونا، بدن کا کانپنا، شوق اور محبت کے غلبہ کی وجہ سے آنسو بہانا

روتا۔

اور یہ حالت وجدِ منتہی کا ہے جس کا ثبوت احادیث میں ذکر کیا گیا ہے۔

اگر نماز کے اندر خشیتِ الہی کی وجہ سے کسی پر وجد و صیاح طاری ہو جائے تو اس سے

وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز بھی فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اس وقت بھی باشعور اور ذی عقل ہوتا ہے۔

فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازی نے نماز میں آہ اور اوہ اف کیا اور اتنا رویا

کہ اس کا رونا حروفِ مسموعہ پر مشتمل ہو جائے پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ

سے طاری ہو جائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر

دنیاوی درد و مصیبت کی وجہ سے یہ حالت پیش آجائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ پھر اس میں

جزع اور افسوس کا اظہار ہے۔ (ہدایۃ: ج: ۱: ص: ۱۲۵: فقہ علی المداہب

الاربعۃ: ج: ۱: ص: ۳۰۰: جزء: ۱: رسائل ابن عابدین: ج: ۱: ص: ۱۷۲)

اور اگر مجذوب سے دورانِ وجد کفریہ الفاظ صادر ہو جائیں تو اس پر کوئی مواخذہ

نہیں۔ اس لئے کہ اس پر انوارِ الہی غالب آگئے ہیں اور یہ مغلوب اور مسلوب الاختیار ہے۔

(کمال ایشم: مترجم خلیل احمد سہارنپوری، شارح بخاری ص: ۲۰۶:

تربیت سالکین: ج: ۱: ص: ۵۴۱: تکشف لمولوی اشرف علی

تھانوی: ص: ۷۰)

اور اگر مجذوب کو کسی نے جذب سے روکا یا منع کیا تو یہ منع کرنے والا گناہ گار ہے

بلکہ واجب تعزیر ہے (حاوی للفتاویٰ: ص: ۲۳۴: ج: ۲: للسیوطی صاحب

جلالین) اور اگر حالت مذکورہ مسجد کے اندر کسی پر غالب آجائے تو شریعت میں کوئی حکم و

دلیل نہیں کہ مغلوب و مجذوب الحال کو روکا جائے یا منع کیا جائے کیونکہ وہ تو معذور ہے۔ (حاوی : ص : ۲۳۴ : ج : ۲ :)

جبکہ ثبوت کے بارے میں دلائل میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ چند حبشی مسجد کے اندر نیزوں سے کھیل رہے تھے حضور علیہ السلام بھی تشریف فرماتے۔

محدثین فرماتے ہیں کہ یہ کھیل دراصل جہاد کی تربیت دینا تھا اور اس کا حکم بھی عبادات میں شامل ہے لہذا ذکر الہی عام اوقات میں جہاد سے افضل و بہتر ہے تو یہ بطریقہ اولیٰ کے ساتھ مسجد میں جائز اور مامور ہے اگر حرکت غیر اختیاری ساتھ میں ہو۔ (مشکوٰۃ شریف : ج : ۲ : ص : ۲۸۰ : معارف القرآن : ج : ۴ : ص : ۳۳۵ :)

حضرت علامہ مولانا حبیب الرحمن گبول طاہری اپنی کتاب راہ حقیقت : ص : ۱۰۸ : میں : جہاد اور جذب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعض صالحین عشق و محبت خداوندی اور ذکر اللہ میں محویت و تقویت کے عالم میں دنیا و مافیہا سے بے خبر و لا تعلق ہو جاتے ہیں اور بے خودی کے عالم میں بلند آواز سے ذکر، تلاوت کرتے، حمد و نعت پڑھتے، گریہ و زاری کرتے، بلا اختیار آنکھوں میں آنسو بھر آتے، بدن پر لرزہ و کپکپی طاری ہو جاتی، کبھی دوڑتے زمین پر گرتے، لیٹے جسم و جان کی پرواہ کئے بغیر درختوں اور دیواروں سے ٹکراتے، آگ میں کود پڑے، انکارے تک اپنی جھولیوں میں اٹھالیتے، سردی گرمی کی تفریق کئے بغیر کئی کئی گھنٹے پانی میں اچھلتے رہتے اور عموماً صحت پر بھی کوئی برا اثر نہیں پڑتا۔ یہ کوئی کہاوت، مبالغہ آمیز حقیقت یا محض مولف کا اپنے مشائخ کے یہاں مشاہدہ نہیں بلکہ قرون اولیٰ سے لے کر آج تک ایسے بیسیوں واقعات سینکڑوں افراد نے مشاہدہ کئے ہیں۔ مشہور محدثین اور فقہائے کرام ایسے واقعات پر مہر تصدیق ثبت کی ہے۔ بقول محدث ابن قیم ذاکر کے جسم میں ذکر اللہ کی بدولت

اس قدر قوت و طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ بعض اوقات وہ ایسے کام کر لیتا ہے کہ بغیر ذکر کے اس شخص سے ایسے افعال کا صدور نہیں ہو سکتا۔

الغرض قرآن و حدیث اور کتب فقہ و فتاویٰ و تصوف میں غیر اختیاری طور پر کسی کیفیت ہونے کیلئے وجہ، وجد، جذبہ، رقص اور اشعار کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں اور یہ ایک طرح کی عمدہ وصف ہے، تاہم بزرگی یا ولایت کی نہ تو دلیل ہے نہ ضروری۔

اسی طرح مشہور و معروف ماہر علم نحو و منطق حضرت سید میر شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ کے اوپر وجد کی کیفیت طاری ہو گئی اس عالم میں آپ کے سر سے دستار بھی گر پڑی۔ کافی دیر بعد جب سنبھلے اور آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا بڑے عرصہ سے یہ میرے دل کی خواہش تھی کہ کاش مجھے ایک ساعت ہی ایسی میسر آ جائے جس میں میری لوح مدرکہ (عقل و خرد) سے علمی نقوش (مختلف علوم عقلیہ کے خیالات) مٹ جائیں تو بہتر ہے۔ الحمد للہ آج مجھے وہ مطلوب ساعت میسر آ گئی اور مجھے غیر معمولی سرور و لذت حاصل ہوا۔ (رشحات: ص: ۸۲: مؤلفہ مفسر قرآن حضرت شیخ فخر الدین علی بن حسین المشہور واعظ کاشفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ولی کی زیارت سے وجد:

حضرت سلطان الاولیاء سید شاہ مردان شاہ اول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (چھٹے پیر صاحب پاگاہ جو کہ حضرت کوٹ دہنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لقب سے مشہور تھے) کے حالات زندگی میں مرقوم ہے کہ آپ دستور کے مطابق ۲۷ رجب کو مریدین کو زیارت سے مستفیض فرماتے اور نصیحت فرماتے تھے تو بہت سے فقراء پر وجد و حال طاری ہو جاتا تھا کئی بے



ہوش ہو کر گر پڑتے تھے جبکہ گریہ و زاری تو جماعت میں عام ہوتی تھی۔ (تاریخ پاگاران: ص: ۱۰)

ولی کے غائبانہ کلام سے وجد:

حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کے متعلق یہ مشہور ہے کہ آپ کو مطلق آواز یہاں تک کہ چکی کے پینے کی آواز پر بھی وجد ہو جاتا تھا۔ (کسانیکہ این پرستی کنند باواز دولا ب مستی کنند۔

یہ حضرت ایک بار تھائیسر تشریف لے گئے جہاں ان کے ایک جولاہا مرید بھی رہتے تھے اور فقہی مسائل کے سلسلہ میں حضرت مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف رجوع کرتے تھے ایک مرتبہ مولانا موصوف نے فقیر صاحب مذکور کو فرمایا: تمہارے ناپنے والے پیر صاحب بھی تو آئے ہیں (اس سے ان کا مقصود شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کثرت وجد پر تنقید کرنا تھا) گو مولانا صاحب کے یہ کلمات ان کو شاق گذرے لیکن صبر کیا اور چلے آئے موقع مناسبت سے یہ بات حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی سنادی شاہ صاحب قدس سرہ نے سن کر فرمایا اگر آئیندہ میرے متعلق یہ کلمات (ناپنے والے پیر) دہرائے تو ان کو کہنا وہ ناپتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔

چنانچہ دوسری بار جب فقیر صاحب کے سامنے مولانا صاحب نے مذکورہ کلمات دہرائے تو انہوں نے فوراً کہہ دیا کہ جی وہ ناپتے بھی ہیں اور نچاتے بھی ہیں۔ فقیر صاحب کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی مولانا جلال الدین قدس سرہ کی حالت دگرگوں ہو گئی۔ حالت وجد کا غلبہ ہو گیا اور کھڑے ہو کر ناپنے لگے۔

بالآخر یہی مولانا جلال الدین حضرت شاہ صاحب عبدالقدوس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید بلکہ خلیفہ بنے۔ یہ کیا تھا۔ ایک اللہ والے کے غائبانہ کلام کا اثر و کمال۔ (دسالہ

الظاهر: ص: ۲۲: مطبوعہ مکتبہ تھانوی الابقاء کراچی)

سندھ کے مشہور ولی حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سوانح حیات میں ہے کہ جب آپ حضرت شاہ عبدالکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ہلوی والے) کے عرس کے موقع پر تشریف لے گئے سماع کے وقت آپ پر وجد کا اس قدر غلبہ ہوا کہ اپنے کچھ کپڑے (قمیص یا عمامہ وغیرہ) اتار کر دوہے پڑھنے والے فقراء کی طرف پھینک دئے۔ یہ دیکھ کر دوسرے لوگوں نے بھی کپڑے ان کی طرف پھینکے۔ یہاں تک کہ اس قدر کپڑوں کا وزن ہو گیا کہ اونٹ ہی اٹھا سکتا تھا۔ (بھٹ دہنی: ص: ۵۶)

حافظ محمد ضامن صاحب نے کچھ قمریاں پال رکھی تھیں اور ان کے حق سرہ کی آواز پر بعض وقت بے ہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ (حاشیہ انوار قاسمی: ص: ۱۳۴)

دارالعلوم دیوبند میں وجد:

دیوبندیوں کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی کی اشرف السوانح: ص: ۶۴: کے حوالہ سے صاحب رہنمائے سالکین نے لکھا ہے کہ دوران وعظ ان کے سامعین پر اکثر گریہ اور بعض پر وجد اس حد تک طاری ہوتا تھا کہ لوٹنے تڑپنے لگ جاتے تھے چنانچہ مدرسہ دارالعلوم دیوبند کے بڑے جلسہ دستار بندی میں حضرت مولانا موصوف کے وعظ میں ایک صاحب پر اس قدر شدید کیفیت وجد طاری ہوئی کہ وہ کسی طرح فرو نہ ہوئی یہاں تک کہ وعظ کا مجمع ہی باطل درہم و برہم ہو گیا اور وعظ نا تمام ہی رہا۔

نیز اس کتاب کے ۱۳۰، ۱۳۱ میں مولانا خواجہ عزیز الحسن مجذوب صاحب نے دار

العلوم کانپور کے ایک طالب علم کا واقعہ لکھا ہے کہ بوستان کے درس میں

بہ مجنون کے گفت کہ ایک نیک پے چہ بودت کہ دیگر نیائی بے

اشعار سن کر وجد میں آکر لا الہ الا اللہ کا ورد کرتے ہوئے زور زور سے بھاگتے ہوئے بازار کی طرف نکل گئے جو ملتا اس سے یہی کہتے یہاں تک کہ ہندوؤں سے بھی لا الہ الا اللہ کہلوایا۔ نماز عصر کا وقت ہونے پر کہنے پر وضو تو کر لیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے لیکن نماز عجیب طرح کی پڑھی کہ بجائے اللہ اکبر کے آہ آہ کہتے تھے اور بجائے تلاوت کے عشقیہ اشعار پڑھتے تھے۔ حالانکہ اس سے قبل انہیں کبھی اشعار پڑھتے ہی نہ سنا گیا۔ اس نماز میں انہوں نے سجدے بھی بے تعداد کئے۔ رات بھر یہی کیفیت رہی دوسرے روز جب کانپور کے درویش میاں خاکی شاہ سے کیفیت سلب کرائی گئی تو رات کو خواب میں اس طالب علم کو رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی اور فرمایا کہ اس فقیر سے کہہ دینا کہ کیا تیری کم بختی آئی ہے کہ ایسی نعمت کو سلب کرتا ہے؟ (تلخیص رہنمائے سالکین)

ولی کامل حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تہجد کے لئے اٹھے کہ بانسری کی آواز سنی بے تاب ہو کر گر پڑے، جس سے دست مبارک پر چوٹ آگئی۔ تو فرمایا: کہ لوگ ہمیں بے درد کہتے ہیں، بے درد تو وہ خود ہیں جو سماع کی تاثیر پر صبر کرتے ہیں۔ (مقامات مظہری مترجم: ص: ۷۰)

طریقہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مرشد کامل سید السادات حضرت سید نور محمد بدایونی قدس سرہ کو اعلیٰ درجہ کا استغراق حاصل تھا۔ چنانچہ پندرہ سال تک افاقہ نہ ہوا۔ مگر نماز کے وقت نماز ادا کرتے پھر مغلوب الحال ہو جایا کرتے تھے۔ (ص: ۸: مقامات مظہری)

نیز اوائل حال میں (حضرت مرزا شہید قدس سرہ) کی توجہ شریف کی تاثیر سے لوگ بے تاب ہو جاتے اور کمال استغراق کی وجہ سے بخود ہو کر گر پڑتے اور شوق کی حرارت دلوں کو راہ سلوک پر آمادہ کرتی اور محبت کی جازبہ سے مقامات طے کرتے (ص: ۴۴: حوالہ مذکورہ)

چنانچہ آپ کے خلیفہ حضرت محمد احسان مقام جزبہ کی شورش اور بے تابی کی وجہ سے  
 ارباب حلقہ و ذکر کی معیت اور طمانیت میں تشویش پیدا کرتے آپ نے انہیں اعلیٰ مقام میں  
 جہاں پر باطن کو سکون اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بطور طغرہ پہنچا دیا۔ فوراً وہ گھبراہٹ اور  
 شورش جاتی رہی اور ان کی باطنی نسبت پر اور طرح سے حالات وارد ہونے لگے۔ (ص: ۴۵:  
 حوالہ مذکور)

فائدہ: حضرت مرزا جان جانان مظہری شہید قدس سرہ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ شورش  
 و جزبہ کمال کی علامت نہیں، کمال کا مقام اس کے بعد ہے۔

توجہ سے وجد: نیز مقامات مظہری: ص: ۲۰۶: میں ہے کہ ایک بار نماز فجر کے بعد ذکر  
 و مراقبہ سے پہلے آپ نے یہ فرماتے ہوئے مولوی کرامت علی صاحب پر توجہ فرمائی۔ کہ بحق  
 بہاولدین میں تجھے بے محنت دوں گا۔ بقول مولوی صاحب مذکور میں بے ہوش ہو گیا۔ گویا میرا  
 دل سینہ سے باہر نکل گیا ہے۔ مدت بعد ہوش میں آیا تو آپ حلقہ سے فارغ ہو چکے تھے اور  
 میں دھوپ میں تھا۔

مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملتانی صاحب انوار  
 شریعت المعروف ”جامع الفتاویٰ جلد دوم: ص: ۱۸۸“ پر ایک سوال کے جواب میں  
 فرماتے ہیں رقص اور وجد ایک بے اختیاری حالت ہے جو طالب علم پر آتی ہے جس کو شارع  
 علیہ السلام نے جائز رکھا ہے۔ چنانچہ شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے فتاویٰ میں بچند وجوہ  
 جائز فرمایا ہے اور وہ یہ ہے: مقصود از فرمائش محبت حضرت منعم و اطاعت اوست و اس محبت  
 را بسیار اقسام است و حکم بچند سبب مختلف میشود یکے اسباب محرک اس محبت دوم مقتضائے دورہ  
 سوم فیض مرشد۔ آں چہارم مزجہ محباں بایں سبب گونہ گونہ طریقہ برائے اظہار محبت پیدا میشود

و حق تعالیٰ چندیں درجات جنت کہ پیدا کردہ است برائے اختلاف امرجہ و احوال اہل جنت است۔ جماعت رای الحقیقت شورشے در دل پیدا مے شود۔ کہ بمثل خفقان از محافظت ادب معقول و مشروع عاجزی آئیند۔ صحابہ کرام و تابعین عظام را بہ سبب غلبہ انوار نبوت و انوار قرآن مجید ایں احوال طاری تمیشد۔ چون نظر خلق بر احوال قلب افتاد بذر و شغل کہ لطیفہ قلب بہوش مے آرد مشغول شدند۔ گوں نا گوں احوال از انواع دیگر پیدا شد بعضے او در مزاج غلبہ لذت حسن سماع بود۔ ہمراہ آن غلبہ نسبت باطن می شود۔ بعضے را بالعکس زیرا کہ نسبت ایشان سکون و اطمینان و استغراق بودہ است و بعضے را نسبت ابہتاج و انبساط بدریافت وصل محبوب حقیقی شد و بعضے را بملاحظہ غایت تزیہہ حسن ابدی لازم حال گشت بالجملہ مردن بعضے ازیں حادثہ شوق دلیل صریح است بر شدت ہیجان محبت الہی و استیلائے آن بر قلب ایشان میں اعتراض بر ہیچ یکے ہرگز نیاید کرد۔

چوں خدا خواهد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان کند ظاہر است کہ اوقات لیل و نہار چہ قدر تفاوت وارد۔ الخ، اور علاوہ اس کتاب و جیز الصراط: ص: ۱۴۰: سطر اول علامہ ابن جیون بایں طور اس کے جواز پر دلیل تحریر فرماتے ہیں۔

”والرقص ومما یو کد جواز الرقص ما ذکر فی مسند احمد بن حنبل عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اتیت النبی ﷺ انا و جعفر و زید فقال علیہ السلام لدید انت مولای فحجل و قال لجعفر انت اشہت خلقی و خلقی فحجل ثم قال لی انت منی فحجلت و الحجل رقص خاص و العام جزء الخاص فاذا جاز نوع من الرقص جاز مطلقہ الخ“

ترجمہ: اور رقص کی بابت جس سے اس کی تائید ملتی ہے یہ کہ جو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ

عنه سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسند میں ذکر کیا گیا ہے۔ کہ میں اور زید اور جعفر حضور ﷺ کی خدمت شریف میں حاضر ہوئے اور آپ نے زید کو فرمایا ”انت مولائی“ پس میں رقص میں آیا پھر آپ نے جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا: ”انت اشبهت خلقی وخلقی“ تو اس پر حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقص میں آئے اور پھر آپ نے مجھے فرمایا کہ: ”انت منی“ تو آپ کے فرمانے سے میں بھی رقص میں آیا۔ اور رقص خاص ہے اور عام خاص کی جز ہوا کرتی ہے جب نوع رقص کا جواز ملتا ہے تو مطلق بھی جائز ہوا۔ اور قرآن مجید سورۃ بنی اسرائیل کے اخیر میں مومنوں کی تعریف میں فرماتا ہے کہ جب مومن قرآن مجید سنتے ہیں تو وہ بے اختیار ہو کر گر پڑتے ہیں: ”وهو هذا“ و یخرون للذقان یکون و یذیدہم خشوعاً“

ترجمہ: یعنی گر پڑتے ہیں اور پٹھوڑیوں کے روتے ہوئے۔ اور زیادہ کرتا ہے ان کو بلحاظ خشوع کے۔ پس ان دلائل قاطع سے معلوم ہوا کہ اہل دل کا رونا اور رقص بے اختیار کرنا جائز ہے۔ اور موجودہ زمانہ میں جو با اختیار خودناچتے کودتے ہاتھ پاؤں مارتے اور ہا ہو کرتے ہیں اور مزامیر سے رقص و سرور ہیں۔ اور کنجروں اور ڈوموں سے غنا سنتے ہیں اور نمازوں کی کچھ پروا نہیں کرتے۔ یہ سب امور بے شک باتفاق علمائے دین حرام و ناجائز ہیں چنانچہ فتاویٰ نور الہدیٰ: ص: ۴۲۷ میں بایں طور ہے۔ ”الرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ“ (انوار شریعت: ج: ۹: ص: ۱۸۸)

جذب اور وجد اور تواجد و قسم کے لوگوں پر آتا ہے ایک صوفیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہوتے ہیں شریعت کے پابند ہوتے ہیں۔ ان سے جذب وجد اور تواجد ظاہر ہونا محمود ہے باعث ارباب ہے۔ ایک ہے متصوفہ جو بناوٹی پیر ہوتے ہیں۔ شریعت

کے مخالف ہوتے ہیں۔ پانچ وقت کی نمازیں ادا نہیں کرتے جس وغیرہ بھی پیتے ہیں۔ داڑھی وغیرہ بھی بالکل صاف کرتے ہیں اور اپنے آپ کو صوفیہ کہتے ہیں فقہاء کرام نے جو حرام کہا ہے وہ اشارہ ان متصوفہ کی طرف ہے جو کہ خلاف شرع ہیں۔

اسی طرح پیر طریقت علامہ مولانا محمد ظفر عباس محمدی سیفی اپنی کتاب مخزن طریقت: ص: ۱۰۲: میں وجد اور تواجد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وجد: وجد ایک ایسا روحانی جزبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باطن انسانی پر وارد ہو جس کے نتیجہ میں خوشی یا غم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اس جزبہ کے وارد ہونے سے باطن کی ہیئت بدل جاتی ہے اور اس کے اندر رجوع الی اللہ کا شوق پیدا ہوتا ہے گویا وجد ایک قسم کی راحت ہے یہ اس شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کی صفات نفس مغلوب ہوں اور اس کی نظریں اللہ تعالیٰ کی طرف لگی ہوں۔

کشف المحجوب میں حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وجد کی کیفیت بیان نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ یہ وہ غم ہے جو محبت میں ملتا ہے اس لئے بیان سے باہر ہے وجد نیز وجد طالب اور مطلوب کے درمیان ایک راز ہے جسے بیان کرنا مطلوب کی غیبت کے برابر ہے وجد عارفوں کی صفت ہے۔

تواجد: عوارف المعارف میں شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ذکر اور فکر سے وجد کو حاصل کرنا تواجد کہلاتا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کشف المحجوب میں فرماتے ہیں کہ تواجد وجد لانے میں ایک تکلف ہوتا ہے اور یہ انعامات و شواہد حق کو دل کے حضور پیش کرتا ہے اور محبوب کے وصال کا خیال اور انسانی آرزوؤں کا جوش میں آتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جو کسی قوم سے مشابہت پیدا کرتا ہے وہ

اسی سے ہوتا ہے“ حضور ﷺ نے فرمایا: ”جب تم قرآن پڑھو تو رو، اگر رونانہ آئے تو تکلف سے روؤ۔“ اور یہ حدیث تواجد کے مباح ہونے پر گواہ ہے۔ (کشف المحجوب)

## وجد قرآن حکیم کی روشنی میں:

(۱): لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرائته خاشعاً متصدعاً من خشية الله.

(سورۃ جثر: پارہ: ۲۸: آیت: ۲۱:)

ترجمہ: اگر ہم نازل کرتے اس قرآن کو ایک پہاڑ پر تو ضرور تودیکھتا اسے جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ تعالیٰ کے خوف سے)

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد کے متعلق لکھتے ہیں۔ اور جہاں تک وجد کا تعلق ہے جو اہل صلوة و اہل قرآن صالحین پر طاری ہوتا ہے تو یہ حلال اور جائز ہے اس میں ہمارے علماء میں سے کسی کا اختلاف نہیں جبکہ اس کا مقصد صرف رضا الہی کا حصول ہو اور خوف آخرت سے ذکر کرتے ہوں اس طرح یہ سب محمود اور غیر مذموم ہے اور اسی معنی کے لحاظ سے تواجد اور رقص بھی غیر مذموم ہے۔ (تفسیر مظہری: ص: ۲۳۹)

(۲): ”فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا و خر موسیٰ صعقاً“

”پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش کر گر پڑے“

تفسیر: شمشاد الدینوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور ﷺ سے ملاقات کی میں نے پوچھا: یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ سماع پر انکار کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی کوئی بھی چیز بری نہیں لگتی لیکن ان لوگوں سے کہہ دو کہ سماع کا افتتاح اور اختتام قرآن پاک کی تلاوت سے کریں۔



(۳): ”واختار موسى قومه سبعين رجلا لميقاتنا فلما اخذتهم الرجفة“  
 ترجمہ: موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں سے ستر آدمیوں کو ہمارے عہد کیلئے منتخب کیا جب  
 زلزلہ نے آیا۔ (سورۃ: الاعراف: ۹: آیت: ۱۵۵: ج: ۳)

حضرت علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔  
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے اشراف سے ستر ایسے افراد کا انتخاب کیا جو صاحبان  
 استعداد اور سلوک تھے۔ جب ان پر تجلیات کا ظہور ہوا تو ان کے جلد اور بدن حرکت کرنے  
 لگے۔ اور ان کو زلزلے نے آیا۔ یعنی وہ کانپنے لگے اور کانپنا جو بدن پر تجلی صفا تہ اور انوار  
 و خوارق کے ظہور کے سبب سے ہوتا ہے جو بدن پر بال کھڑے ہونے اور بدن کی حرکت سے  
 عبارت ہے ایسی حالت اکثر سالکین پر ظاہر ہوتی ہے جو قرآن کی تلاوت کرنے سننے یا اشعار  
 سننے سے آتی ہے قریب ہے کہ اس سے ان کے اعضاء ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں۔ (وہ  
 اشعار جن میں رسول اکرم ﷺ کی صفت کی گئی ہو یا اولیاء کرام کی مدح پر مشتمل ہوں) اور ہم  
 نے یہ مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت خالد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں میں جو طریقہ نقشبندیہ میں  
 تھے اور نماز کے دوران یہ حالت عارض ہونے کی وجہ سے اکثر وہ نماز میں چیختے تھے۔ اسی وجہ  
 سے بعض سالکین نماز کا اعادہ کرتے تھے اور بعض نہیں کرتے ان لوگوں پر بہت انکار کیا جاتا  
 ہے اور میں نے بعض منکرین سے سنا ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حالت عقل و شعور کی موجودگی  
 کے باوجود عارض ہو جائے تو یہ بے ادبی ہے اور اس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اور اگر یہ حالت  
 عقل و شعور کی عدم موجودگی میں آجائے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ وہ  
 وضو نہیں کرتے۔ میں ان کو جواب دیتا ہوں جن کا خیال کہ وجد اور اس حالت سے نماز اور وضو  
 دونوں ٹوٹ جاتے ہیں کہ یہ حالت غیر اختیاری ہے۔ عقل و شعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی

اور چھینک جیسی ہے اس لئے اس سے نہ تو نماز باطل ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی: ۹: ص: ۸۶: ج: ۳)

(۴): ”فلما رایہ اکبر نہ وقطن ایدیہن وقلن حاش للہ“

ترجمہ: جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا اس کی بڑائی بو۔ لئے لگیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بولیں اللہ تعالیٰ کیلئے پاکی ہے۔ (سورۃ یوسف: جز: ۲: آیت: ۳۱)

حضرت افندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایک دفعہ علاء الدین اخلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروسہ شہر میں وعظ کیلئے منبر پر بیٹھ گئے بہت سارے لوگ ان کی تقریر سننے کیلئے جمع تھے۔ حضرت خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک بار کہا: یا اللہ پوری جماعت پر ایک حالت طاری ہوئی اور رقص کرنے لگے قریب تھا کہ اس کی آہ و بکاء سے نہ لوٹتے۔ (تفسیر روح البیان: ج: ۲، ۱: ص: ۳۹۸)

(۵): ”اللہ نزل احسن الحدیث کتبا متشابہا مثنائی تقشعر منه جلود اللدین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اللہ“

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ہی نے سب سے اچھا کلام نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے کہ باہم ملتی جلتی ہے بار بار دہرائی گئی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر ان کے بدن اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ (سورۃ زمر: پارہ: ۲۳: آیت: ۲۳)

تفسیر: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں یعنی اللہ کی رحمت اور عموم مغفرت کا جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اس ذکر کی وجہ سے ان کے دلوں میں سکون اور اطمینان پیدا ہو جاتا ہے ذکر اللہ کے ساتھ رحمت کا ذکر نہیں کیا کیونکہ اصل تو رحمت ہی ہے۔

اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ الی ذکر اللہ میں الی بمعنی لام ہے یعنی اللہ کے ذکر کی وجہ سے لیکن ذکر کے اندر چونکہ سکون و اطمینان کا مفہوم داخل ہے اس لئے بجائے لام کے الی کہا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ جب قرآن میں آیات وعید کا ذکر آتا ہے تو مؤمنوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جلد بدن سکڑ جاتے ہیں اس میں انقباض پیدا ہو جاتا ہے اور جب آیات وعید کا ذکر آتا ہے تو کھال کا انقباض جاتا رہتا ہے۔ کھالیں نرم ہو جاتی ہیں اور دلوں میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ کتاب کی صفت مثانی بیان کی تھی یعنی اس میں فرمانبرداروں کیلئے وعیدہ ثواب اور نافرمانوں کیلئے وعیدہ عذاب کا بار بار ذکر ہے اس آیت میں وہ اثر بیان کر دیا جو وعیدہ وعید سے مؤمنوں پر پڑتا ہے۔ (تفسیر مظہری: ج: ۱۰: ص: ۱۶۲)

(۶): ”الم یأمن للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذكر اللہ“ (سورۃ حدید: آیت: ۱۶)

ترجمہ: کیا کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کیلئے کہ گڑگڑائیں۔ ان کے دل اللہ کی یاد سے۔ تفسیر: اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں امام فخر الدین رازی لکھتے ہیں یعنی حقیقت میں مؤمن نہیں ہوتا مگر خشوع قلب کے ساتھ اور رونا اور بے اختیار گرنا یعنی وجد و حال کے باعث زیادتی خشوع قلب کا ہے۔ (تفسیر کبیر: ج: ۸: ص: ۹۳)

### وجد حدیث شریف کی روشنی میں

حضرت عقبی بن مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ شفیاء الاسحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نے فرمایا ہے کہ:

میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا۔ میں نے ایک آدمی دیکھا۔ جس کے ارد گرد بہت

سے لوگ جمع ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے۔ لوگوں نے جواب میں کہا یہ حضرت ابو

ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں شفیا الاصحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث بیان کر رہے تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ چلے گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکیلے ہوئے تو میں نے عرض کیا کہ مجھے ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہو اور آپ کو یاد ہو۔ آپ نے فرمایا: میں تم کو ایک ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھے نبی کریم ﷺ نے بیان کی ہے جو میں نے سمجھی اور یاد کی ہے۔ جب آپ سردار کونین ﷺ کے اسم شریف کو پہنچ جاتے تو بے ہوش ہو جاتے۔ پھر بیدار ہوتے اور اپنے ہاتھوں سے اپنے چہرے کو مسح کرتے۔ (جامع

الترمذی: ج: ۶: ص: ۶۱: ابواب الزہد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

جب رب کریم نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل کی جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

یہ آیت ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کی ایک

نوجوان لڑکا سنتے ہی بے ہوش ہو گیا۔

نبی کریم ﷺ نے اس کے دل پر اپنا ہاتھ مبارک رکھا۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

کہ "لا الہ الا اللہ" اور اس کے ساتھ ہی جنت کی خوشخبری سنائی۔ (التزغیب

والترہیب: ج: ۴: ص: ۲۳۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ

تلاوت فرمائی۔

ترجمہ: . اور جہنم کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ پھر فرمایا:

یہ آگ ہزار سال تک جلتی رہی کہ سرخ ہوگئی پھر ہزار سال تک (جلتی رہی) جل کر سفید ہوگئی۔ پھر ہزار سال تک جل کر سیاہ ہوگئی۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک کالا آدمی تھا اس نے چیخ مار کر رونا شروع کر دیا۔ جبرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے اور فرمایا: ”یا رسول اللہ ﷺ“ آپ کے سامنے والا کون ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ یہ جیش کا ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی اچھی صفت و مدح بیان فرمائی اور پھر فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

کسی آنکھ سے میرے خوف کی وجہ سے آنسو نہیں بہتا مگر میں ضرور جنت میں اس کیلئے ہنسنا زیادہ کرونگا۔ (الترغیب والترہیب: ج: ۴: ص: ۲۳۳، ۲۳۴)

حدیث میں ہے کہ: رقص کیا حضرت جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس وقت جب آپ ﷺ نے خطاب کیا تو اس خطاب کی لذت کی وجہ سے کیا۔ آپ ﷺ نے اس کے رقص کرنے پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ اور یہی صوفیاء حضرات کیلئے وجد و رقص کی دلیل ہے اور ذکر کے جلسوں میں کھڑا ہونا اور وجد و تواجداور رقص کرنا بالتحقیق صحیح ہے اور یہ قول بڑے بڑے ائمہ دین سے ثابت ہے۔ (الحاوی للفتاوی: ج: ۳: ص: ۲۳۳: مکتبہ مصریہ)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کے خوف سے بنی آدم کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں تو اس سے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح خشک درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ (الترغیب والترہیب: ج: ۴: ص: ۲۳۳)

حدیث شریف میں حضرت داؤد علیہ السلام کی اچھی صفت بیان کی گئی ہے کہ داؤد علیہ السلام اتنے خوش آواز تھے کہ آپ علیہ السلام کی مجلس سے چار صد یا اس کے قریب جنازے اٹھائے جاتے تھے۔ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۶۶)

(وقودها الناس والحجارة) نبی کریم ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی جب یہ آیت ایک نوجوان نے سنی تو اللہ کے خوف سے بے ہوش ہو گیا۔ نبی کریم ﷺ نے نوجوان کا سر شفقت کی وجہ سے اپنی گود مبارک میں رکھا۔ (الترغیب والترہیب: ج: ۴: ص: ۷۷۴)

روایت کی گئی ہے کہ زراة بن اونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ایک مشہور تابعی تھے۔ آپ لوگوں کو مقام رقبہ میں امامت کروایا کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے نماز میں یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: (فاذا نقر فی الناقور) تلاوت فرماتے ہی آپ نے چیخ ماری اور محراب میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ (الترغیب والترہیب: ج: ۴: ص: ۲۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: بنی اسرائیل میں ایک لڑکا تھا جو پہاڑ پر رہتا تھا۔ ایک دن اس نے اپنی ماں سے کہا: کہ آسمان کس نے پیدا کیا ہے اس کی ماں نے جواب دیا: اللہ عزوجل نے پیدا کیا ہے پھر اس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ (احیاء العلوم: ج: ۳: ص: ۷۷۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ”واذا رایت ثم رایت نعیمًا وملکًا کبیرًا“ (سورۃ الدھر: آیت: ۲۰) تو ایک حبشی نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیا میری آنکھیں جنت کی نعمتیں اس طرح دیکھیں گی جس طرح آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ہاں! اس حبشی نے رونا شروع کر دیا حتیٰ کہ اس کی روح اس کے جسم سے پرواز کر گئی، اور فوت ہو گئے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھ رہا تھا کہ حبشی کو قبر میں رکھ رہے تھے۔ (الترغیب والترہیب: ج: ۴: ص: ۳۹۹)

حضرت ابو ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حجرے میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ بیٹھے تھے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کہ روئے یعنی اگر رونا نہیں آتا تو ایسی شکل اختیار کریں جس طرح کوئی زور سے روتا ہے اگر آپ کو معلوم ہوتا تو تم میں سے ہر ایک نماز میں اتنا قیام کرتا کہ اس کی کمر ٹوٹ جاتی اور اتنا روتا کہ اس کی آواز رونے کی وجہ سے ختم ہو جاتی۔ (الترغیب والترہیب: ج: ۴: ص: ۲۳۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ”اذا الشمس کورت“ سے ”واذا الصحف نشرت“ تک تو بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

ایک دن ایک مقام پر سے گزر رہے تھے اور صاحب مکان نماز میں مشغول تھا۔ نماز میں یہ آیت کریمہ: ”ان عذاب ربک لواقع ما لہ من دافع“ (سورۃ طور: پارہ: ۷، ۸) تلاوت کی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی سواری سے اترے اور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر دیر تک کھڑے رہے اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر تشریف لائے اور ایک مہینے تک بیمار رہے، لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیمارداری کیلئے آتے تھے، لیکن کسی کو بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری معلوم نہ ہوئی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس چیز سے بیمار ہیں۔

(احیاء العلوم: ج: ۴: ص: ۱۸)

روایت کی گئی ہے کہ انصار کا ایک نوجوان جس کے دل میں دوزخ کا خوف داخل

ہوا تھا جس کی وجہ سے روتا تھا۔ اور اس کے باعث گھر سے نکلتا نہ تھا۔ نبی کریم ﷺ نو جوان کے گھر تشریف لائے اور نو جوان کے ساتھ معانقہ کیا۔ وہ نو جوان مر کر گیا سردار کو نبی ﷺ نے فرمایا کہ اپنے دوست (یعنی نو جوان) کیلئے کفن کا انتظام کریں۔ (احیاء العلوم: ج:

۴: ص: ۱۸۱)

ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے وہ اس وقت تک آگ میں نہیں ڈالا جائے گا جب تک کہ دودھ تھن میں واپس داخل نہ ہو۔ یعنی جس طرح دودھ کا تھن میں واپس داخل ہونا محال اور ناممکن ہے اس طرح اس شخص کا جہنم میں داخل ہونا ناممکن ہے اسے تعلق بالمال کہتے ہیں)

اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ رویا کرتے تھے۔ تلاوت کے دوران بے اختیار ان کی آنکھوں سے آنسو جاری رہتے۔ (حجة اللہ البالغہ: ج: ۲:

ص: ۹۹۹)

## وجد فقہاء و مشائخ کی نظر میں

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ کچھ لوگ دورانِ وجد بے قابو ہو جاتے ہیں اور وجد میں گھومتے ہیں اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ: ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں چھوڑ دو۔ کیونکہ طریقت نے ان کے دل کاٹ دئے ہیں اگر تم ان کی لذت سے آشنا ہو جاؤ تو چیخنے چلانے اور کپڑے پھاڑنے میں ان کو معذور سمجھو گے۔

ترجمہ اشعار: وجد میں کوئی گناہ نہیں اگر حقیقی ہو یا ظاہری بشرطیکہ خالص اللہ کیلئے ہو۔

حقیقی وجد قوالی یا دوسرے لوازمات کا محتاج نہیں ہوتا کیونکہ ایسے شخص کو دائمی لذت اور خوشی



حاصل ہو جاتی ہے۔

ایسے لوگ بھاگتے رہیں ایک پاؤں پر چلیں یا سر کے بل چلیں اس میں کوئی گناہ

نہیں۔ (رسائل ابن عابدین: ج: ۱: ص: ۱۷۳، ۱۷۲)

تحقیق اور دلائل کے لحاظ سے اس مسئلے کا قطعی جواب صاحب عوارف المعارف

مصنف احياء العلوم اور علامہ ابن کمال پاشا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کا ہے وہ فرماتے ہیں: کہ وجد اور

تواجد میں کوئی گناہ نہیں اگر یہ خالص رضاء الہی کیلئے ہو اور جو عارفین باللہ ہیں اور ہمیشہ نیک

کام کرتے ہیں اور ایسے سالکین جو اپنے آپ کو اعمالِ قبیحہ سے بچاتے ہیں۔ اور جب عشق

الہی ان پر غالب آجاتا ہے تو یہ لوگ بے ہوش ہو کر گر جاتے ہیں اور محبت الہی میں مستغرق ہو

جاتے ہیں۔ (فتاویٰ شامی: ج: ۱: ص: ۳۳۷)

خیر التساج رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ایک دن موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کے سامنے ایک حکایت بیان فر رہے تھے۔

کہ اس دوران ایک شخص پر وجد طاری ہوا اور چیخ ماری حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس شخص کو

ڈانٹا۔ اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ: اے موسیٰ علیہ السلام اس شخص نے میری محبت میں چیخ

ماری آپ کو کیونکر انکار ہے۔ (علامہ عبدالوہاب شعرانی: انوار القدسیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۵)

بعض صوفیاء عظام پر جب خوف الہی غالب آجاتا ہے تو وہ رونے لگتے ہیں۔ اور

ان کے اعضاء حرکت کرتے ہیں جیسا کہ حضور پاک ﷺ جب رات کو نماز پڑھتے تو آپ ﷺ

کے سینے مبارک سے ہانڈی کے جوش مارنے کی آواز آتی۔ (از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ

اللہ تعالیٰ علیہ: حجۃ اللہ البالغہ: ج: ۲: ص: ۹۹)

جناب ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اشعار اور قوالی ہر وقت نفع بخش ہے خاص کر ضعیفوں کیلئے مفید ہے اس لئے کہ سماع سے ہر عضو پر خاص اثر ہوتا ہے آنکھیں اس کے اثر سے روتی ہیں زبان پر اثر ہو تو وہ چیخ مارتی ہے۔ ہاتھ متاثر ہو تو کپڑے پھاڑے جاتے ہیں اور چہرے پر تھپڑ مارا جاتا ہے اور جب پاؤں پر اثر ہو تو رقص کرنے لگتے ہیں۔ (انوار القدسیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۷)

منقول ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب وعظ کیلئے کرسی پر تشریف فرما ہوئے تقریر انواع علوم پر ہوتی تھی۔ حاضرین حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت اور ہیبت کی وجہ سے خاموش بیٹھے رہتے۔ اچانک آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے (مضی القال و عطفنا بالحال) اس جملے کے ساتھ ہی حاضرین پر وجد طاری ہو جاتا کچھ رونے لگتے بعض کپڑے پھاڑنے شروع کر دیتے اور بعض بے ہوش ہو کر جان دے دیتے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: اخبار الاخیار)

یعنی جو شخص سماع اور وجد کے اثرات سے انکار کرتا ہے۔ تو یہ اس کی اپنی کوتاہ علمی ہے۔ اس شخص کے پاس وہ علم نہیں جس کے ذریعے وہ صوفیاء کرام کے احوال جان سکے ایسے شخص کی مثال اس بھجڑے (نامرد) کی طرح ہے جو اپنی نامردی اور قوت شہوت کی عدم موجودگی کے باعث لذت جماع سے انکار کرے۔ (از علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: انوار القدسیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۵)

صوفیاء کرام ایک مجلس میں ذکر الہی میں مشغول ہوتے ہیں اس مجلس میں ایک شخص پر وجد طاری ہو جاتا ہے اور وہ اٹھتا ہے خواہ یہ جذب اختیاری ہو یا بے اختیار کیا یہ جذب جائز ہے یا نہیں اور کیا لوگوں کو منع کرنا چاہئے یا نہیں؟

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وجد سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

بعینہ یہ سوال شیخ الاسلام سراج الدین ابلقینی سے پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ اس سے انکار نہیں ہے اور جو لوگ ان کو منع کرتے ہیں ان کو تعذیر شرعی دینی چاہئے۔ علامہ انباسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی آپ سے یہی سوال پوچھا تو انہوں نے یہی جواب دیا۔

مزید فرمایا کہ: صاحب الحال مغلوب ہوتا ہے اس سے منکر محروم ہے۔ یہ لوگ وجد کی لذت سے نا آشنا ہیں۔ یہی جواب حنفیہ اور مالکیہ کے علماء نے بھی دیا ہے اور مذکورہ جوابات کی تائید کی ہے مخالفت نہیں۔ (از حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: الحاوی للفتاویٰ ج: ۲: ص: ۲۳۳)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ جب برکات اور تجلیات کی بارش بکثرت ہوتی ہے اور صوفی کا حوصلہ تنگ اور استعداد کمزور ہوتی ہے تو (صوفی برداشت نہیں کر سکتا اس لئے) بیہوشی کی حالت طاری ہو جاتی ہے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ظرف وسیع تھے اور صحبت رسول اللہ ﷺ کی برکت سے استعداد قوی تھی۔ اس کے باوجود برکات کی کثیر بارش کے ان پر بے ہوشی طاری نہیں ہوتی تھی صحابیوں کے علاوہ دوسروں کو یہ چیز میسر نہیں اس لئے دو وجوہ سے ان پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ یا نزول برکات ہی کم ہوتا ہے یا ان کا ظرف تنگ ہوتا ہے اور حوصلہ میں سمائی نہیں ہوتی۔

ایک دن امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں امام کے پیچھے ماہ رمضان میں عشاء پڑھ رہے تھے امام نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: "وَلَسْنَا لِنُذْهِبَنَّ بِالذِّی اَوْحَيْنَا الَیْکَ" (سورۃ بنی اسرائیل: آیت: ۸۶)

تو حضرت امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد کی وجہ سے ایک چیخ ماری۔ لوگوں نے

یہ خیال کیا کہ امام شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وفات پا گئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور باقی اعضاء حرکت میں آ گئے۔ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۴)  
 علامہ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ سجدوں میں لوگوں کو ذکر بالجبر سے منع نہیں کرنا چاہئے۔ تاکہ اس آیت کریمہ کی مخالفت واقع نہ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فرماتے ہیں۔ (ان سے زیادہ ظالم کون ہے جو لوگوں کو سجدہ میں ذکر الہی سے منع کرتا ہے) یعنی کوئی نہیں۔ (طحاوی: ص: ۱۷۴)

حجۃ الاسلام محمد بن غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ: رقص مباح ہے کیونکہ حبشی لوگ مسجد النبی ﷺ میں رقص کرتے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دیکھتیں اور جب حضور ﷺ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ: تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں تو لوگ وجد کو حرام جانتے ہیں وہ غلطی پر ہیں کیونکہ اس کی انتہا مستی ہے جبکہ مستی بھی حرام نہیں۔ (از حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: کیمیائے سعادت: ج: ۲: ص: ۲۰۵)

جامع الشریعت والطریقت عالم باعمل مرشد اکمل۔ شیخ القرآن والحديث۔ سید احمد علی شاہ سیفی۔ مجموعہ رسائل حصہ: ۲: ص: ۸۰۴: پر لکھتے ہیں۔ ابو داؤد شریف میں کتاب (الکسوف فی باب من قال یرکع رکعتین: ج: ۱: ص: ۱۶۹: اور: شہمانل ترمذی: ص: ۲۷: فی باب بکاء النبی ﷺ) میں ہے کہ نبی کریم ﷺ صلوٰۃ کسوف ادا فرما رہے تھے۔ حدیث شریف کے آخر میں ہے کہ سجدہ میں حضور ﷺ اُف اُف فرماتے تھے اور شمائل ترمذی میں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سجدہ میں بہت دیر تک توقف فرمایا اور سجدہ میں اُف اُف کرتے اور روتے رہے۔

شرح شمائل میں علامہ عبدالجواد الرومی فرماتے ہیں کہ: نبی کریم ﷺ اس اُف اُف کے ساتھ اپنے رب الغلمین کیلئے بکاء بھی کرتے: ص: ۳۳۷: دوسری حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے قریب یہ آیت تلاوت کی جا رہی تھی۔ ”ان لدینا انکالا وجحیما۔ الخ“ تو نبی ﷺ نے ایک چیخ ماری۔ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۲۹۷) وفی عمدة السلوک: ص: ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

”واذا سمعوا ما انزل الی الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق“ (سورہ مائدہ: آیت: ۸۳)

ترجمہ: یعنی اور جب وہ اس کو سنتے ہیں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف بھیجا گیا ہے تو آپ ان کی آنکھوں سے آنسو بہتے ہوئے دیکھتے ہیں اسی سبب سے کہ انہوں نے حق کو پہچان لیا۔

قرآن مجید کی آیتوں کو سن کر رونا آجانا اور دلوں کا نرم ہو جانا۔ یہی جذب اور وجد کی کیفیت ہے جو آیت مذکور سے ظاہر ہے۔ دیگر ”فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعقا“ (آیت: ۱۲۳)

ترجمہ: یعنی پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام بے اختیار ہو کر گر پڑے۔

اس آیت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خدا تعالیٰ کی تجلی کے پر تو سے بے اختیار ہو کر گر جانا کمال جذب و وجد کی دلیل ہے۔ سالک بھی خدا تعالیٰ کی تجلیات کے پر تو کو برداشت نہیں کر سکتا اور اس پر وجد و جذب چھا جاتا ہے اور بعض وقت اس حال کے کمال غلبہ میں محو ہو جاتا ہے جس کو استغراق کہتے ہیں۔ اور بھی بہت سی آیتیں وجد و حال پر دلالت کرتی

ہیں۔ مثلاً: ”ان الذین اوتو العلم من قبلہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان سجدا“ (آیت: ۱۰۷: پارہ: ۱۵)

ترجمہ: بے شک جن لوگوں کو قرآن پاک سے پہلے علم دیا گیا تھا، یہ قرآن جب ان کے سامنے پڑھا جاتا ہے تو ٹھوڑیوں کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں۔

شنی اصحیٰ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں آپ سے حق کیلئے اور پھر حق کیلئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا اور پوچھا ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہاں میں ایسا کرونگا میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ ﷺ بیان کرونگا جس کو میں نے سمجھا اور پوچھا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بے تابی یا تو شدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلا کم و کاست بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدت شوق سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی صحبت کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا) الحدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بڑے زور سے چیخ مارنا، بے اختیار ہو کر گرنا اور پسینہ آ جانا وجد اور حال کی کھلی دلیل ہے۔ دوسری حدیثیں بھی بہت ہیں جو وجد و حال کی تائید کرتی ہیں۔ ”مثلاً عن مطرف عن ابیہ رایت رسول اللہ ﷺ یصلیٰ و فی صدرہ عزیز کعزیز المرحی من البکاء“ (رواہ ابو داؤد: جمع الفوائد و مشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپ ﷺ کے سینے مبارک سے چکی کی آواز کی مانند آواز آرہی تھی۔

مختلف سلاسل کے اولیاء کے یہاں بھی وجد کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ابوعلی وفاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی توجہات سے بعض لوگوں کا وجد میں وصال پانا بھی مروی ہے۔ خواجہ ہاشم کشمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی برکات احمدیہ میں ایسے واقعات درج کئے ہیں مثلاً حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال میں ہے کہ ان کی خدمت میں ایک صاحب خواجہ برہان حاضر ہوئے جو پہلے کسی دوسرے سلسلے میں نسبت اور اجازت حاصل کر چکے تھے وہ تصور شیخ کی نگہداشت سے اس قدر جذب سے مغلوب ہوئے کہ بڑھاپے کے باوجود وہ قریب دو ہاتھ اوپر اٹھلتے تھے اور خود کو دیوار و درخت پر مارتے تھے اور کسی طرح قابو میں نہ آتے تھے۔

مولوی اشرف علی دیوبندی فرماتے ہیں کہ وجد آنا ایک نا آشنا اور بہتر حال ہے جو سالک پر آتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسا حال غالب ہوا تھا کہ لوگ سمجھ رہے تھے کہ ابھی وفات پا جائیں گے۔ لہذا یہ حال و وجد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے بہت واضح ثابت ہو گیا۔ (تکشف: ص: ۵۴۵)

اگر کوئی زیادہ معلومات چاہے تو ہمارے والد محترم کے مجموعہ رسائل حصہ دوم کا

مطالعہ کرے۔

شیخ الانس والجان بابا سید عمر دراز شاہ مشہدی۔ روحانی نصاب: ۱۸۲: میں فرماتے ہیں: جذب، وجد، تواجد: سالک اکثر دو حالتوں سے دوچار ہوتے ہیں کبھی تلوین اور کبھی تمکین سے تلوین مقام طلب ہے جس میں حالتیں آتی جاتی رہتی ہیں اور سالک مغلوب الحال ہوتا ہے۔ کہ گریاں گہے خنداں گہے حیراں گہے تالاں بجز اس شغل یک لفظ بنوے روزگار من یعنی کبھی رونا کبھی ہنسا کبھی حیران ہونا ہے اور تمکین مقام رسوخ و استقرار ہے جس

میں سالک مغلوب الحال نہیں ہوتا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو زنان مصر نے دیکھا تو مدہوشی میں اپنی انگلیاں کاٹ ڈالیں یہ عورتیں مقام تکوین میں تھیں اور زلیخا بھی وہیں موجود تھی مگر شب و روز کے مشاہدہ جمال نے اس کو متحمل بنا دیا تھا لہذا نہ تو بے ہوش ہوئی نہ انگلیاں کاٹیں نہ اس کی زبان سے بے ساختہ کوئی کلمہ نکلا حالانکہ اس کا عشق روز افزاں ترقی پر تھا مقام تمکین میں سالک انبیاء علیہم السلام کے کمالات معنوی سے فیض یاب ہوتا ہے اور مقام تکوین میں محروم رہتا ہے۔ سالک مبتدی ابتداء میں مرشد کامل کی توجہ سے عشق حقیقی کی گرمی محسوس کرتا ہے تو اندہ یافت کی شدت سے مشتغل ہوتا ہے کبھی پیچ و تاب کھاتا ہے کبھی تڑپتا ہے لوٹ پوٹ ہوتا ہے اور کبھی چیختا ہے چلاتا ہے ہاؤ، ہو اور ہو اللہ کے نعرے لگاتا ہے کبھی لرزہ بر اندام ہوتا ہے بے قراری کا اظہار کرتا ہے، کبھی روتا ہے اور کبھی خوشی اور طرب کا مظاہرہ کرتا ہے۔

اگر تو یار نداری چرا طلب کنی  
اگر بیار رسیدی چرا طرب کنی  
سیر عروجی میں عموماً سکر استغراق فنا اور بے خودی سے سالک کو واسطہ پڑتا ہے۔

ساکنان سر کوہائے تو بناشند بیہوش  
آں زمینے است کہ آنجا ہمہ مجنوں خیزد  
جذب و وجد کی بعض کیفیات عجیبہ اور حالات غریبہ جو ہمارے سلسلہ عالیہ صدیقہ نقشبندیہ مجددیہ سیفیہ کے سالکین کو حاصل ہوتی ہیں۔

”والتاوه اعنى الوجد التواجد والايصاح والانين والتاوه والبكاء  
وغيرها من شدة الفرح او شدة الجنون لاجل الوارد الذى نزل من الله تعالى  
على السالك عند استماع القرآن او الذكر او بتوجه الشيخ وغير ذلك  
مما يتاثر به“

یعنی میری مراد اس سے وجد ہے جس میں بے اختیار سالک کرتا ہے کھڑا ہوتا ہے



مرعش کی طرح حرکت کرتا ہے یا تواجد یعنی اہل حال کی محبت میں اور وجد کی تمنا میں قصد اوجد کی کیفیت طاری کرتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ (ابکو فان لم تبکو فتباکو)۔

یعنی روؤا اگر رونا نہیں آتا تو رونے والوں کی صورت اختیار کرو کیونکہ بے اختیار رونا

وجد کی ایک صورت ہے اور قصد ارونایں تواجد ہے جو شرعاً مامور و مطلوب ہے۔

انین یعنی بلک بلک کر رونا اور تاؤ یعنی آہ آہ کرنا یا ادا بنا کر رونا یہ حالت فیض الہی

کے اصول کی خوشی میں طاری ہوتی ہے یا محبوب حقیقی کی یاد یا خوف خداوندی یا جنت و دوزخ

کے ذکر سے طاری ہوتی ہے۔ ان واردات کا من جانب اللہ روو ہوتا ہے جب سچی طلب ہو

اور سالک فیضان کا منتظر ہو اور اولیاء کرام سے محبت کرنا ہو تو یہ مبارک حالت اس کو نصیب

ہوتی ہے اور جو مغرور اور متکبر ہو یا غافل غیر طالب اور گستاخ ہو تو اس کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ اور

اس کی بنجر زمین میں پھول نہیں کھلتے

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

جذب استغراق کی نعمت عظمیٰ شیخ کامل کی توجہ اور دیدار سے کبھی حمد و نعت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ اور کلام عارفانہ کے سننے سے اور کبھی ذکر سے حاصل ہوتی ہے بعض علماء نے بناوٹی

صوفیوں یعنی متوصفہ کار دیکھا ہے وہ بالکل درست ہے۔ بعض بھنگی، چرسی اور شراب خور نام نہاد

نشے میں دہت ہو کر دھمال مچاتے ہیں ناچتے ہیں اور ان کا شریعت و طریقت سے دور کا بھی

واسطہ نہیں ہوتا لوگوں کو بے قوف بناتے ہیں اور شریعت سے استہزاء کرتے ہیں۔

کار شیطان میں کنند نامش ولی گر ولی این است لعنت بر ولی

مگر منصف مزاج عقل مند لوگ جانتے ہیں کہ اہل اللہ جو شریعت مطہرہ کے پابند

ہیں ان کے جذب اور پاکیزہ وجد میں اور گمراہ پیروں کے دھمال اور شیطانی رقص میں زمین و

آسمان کا فرق ہے۔ جب سالک پر مرشد کی توجہ سے فیوضات ربانی اور قوی واردات کا ورود ہوتا ہے تو سالک چیختا ہے مرغ بسک کی طرح تڑپتا ہے اور سو کے نعرے لگاتا ہے: آہیں بھرتا ہے اور اس طرح منازل و مقامات سلوک طے کرتا ہے۔ آتش عشق بھڑک اٹھتی ہے اور اس طرح منزل قریب آجاتی ہے واللہ درالقائل

جائیکہ زاہداں بہ ہزار اربعین رسند مست شراب عشق بہ یک آہ می رسند  
یعنی جس مقام تک زاہد ہزار چلوں کے بعد پہنچتا ہے وہاں تک مست شراب عشق  
ایک ہی آہ میں جا پہنچتا ہے۔

”اللہم اعطنا حبک وحب حبیبک واولیائک حضرت علامہ  
عبد الغنی النابلسی (حدیقة الندیة)“ میں بحث فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: اگر نام  
نہاد فاسق و فاجر متصوف نہ ہوں بلکہ سچے صوفیائے کرام کا طریق وجد و تواجد ہو تو ”نور و ہدایة  
واذ توفیق من اللہ و عنایتہ“

یعنی نور ہے ہدایت ہے اور اللہ کی توفیق کا اثر ہے اور اس کی عنایت ہے۔ آگے  
فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے تواجد اور تمایل (دائیں  
بائیں جھکنا) کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: دعو ہم مع اللہ یفرحون۔ ان کو  
اپنے حال پے چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہونے دو کیونکہ یہ لوگ کبیدہ خاطر اور عشق  
خداوندی میں خستہ جگر ہیں لہذا ان کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں۔

اسی طرح ”امام اہل سنت شاہ احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ الفغانی قندھاری ثم بریلوی“ اپنی کتاب فتاویٰ رضویہ“ میں جذب اور وجد پر بہت  
سے دلائل تحریر فرمائے ہیں۔ مجملہ ان میں سے چند یہ ہیں۔ فتاویٰ رضویہ: ج: ۲۳: ص: ۱۵۴:

اور: ۹۸: میں تحریر فرماتے ہیں کہ: (بحوالہ حدیقة ندیة)

”فان طریق الوجد والتواجد الذى تعلمه الفقراء الصادقون فى هذا

الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل فى الزمان الماضى نور وهداية واثر

توفيق من الله تعالى وعنايته“

ترجمہ: اس لئے کہ وجد اور تواجد کا طریقہ جیسے اس زمانے کے سچے فقراء ہی جانتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے زمانے کے لوگ جانتے تھے۔ ایک نور ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اس کی

عنایت کا اثر ہوتا ہے۔

اور اسی طرح: ص: ۹۸: میں احیاء العلوم کے حوالے سے لکھتے ہیں:

”وقال الغزالی فى الاحياء ان ابا الحسن النورى رحمة الله تعالى

عليه كان مع جماعة فى دعوة فجرت بينهم مسئلة فى العلم و ابو الحسين

ساكت ثم رفع راسه وانشدهم“ يقول!

رب ورقاء هتوفى الضحى ذات شجر هتفت فى فتن

ذكرت الفاء و حزنا صالحا فبكيت حزنا فحاجت حزنى

فبكائى ربما ارقها وبكاءها ربما ارقنى

ولقد تشكو فما افهمها ولقد اشكو فما يفهمنى

غيرانى بالجوى اعرفها وهى ايضا بالجوى تعرفنى

قال فما بقى احد من القوم الا قام وتواجد ولم يحصل لهم هذا

الوجد من العلم الذى خاضوا فيه وان كان العلم حق. انتهى.

ترجمہ: چنانچہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کسی دعوت میں ایک جماعت کے ساتھ تشریف فرماتے تھے کہ اچانک ان کے درمیان میں ایک علمی بحث چھڑ گئی اور حالت یہ تھی کہ ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بالکل خاموش بیٹھے تھے۔ پھر اچانک سر اٹھایا اور یہ اشعار پڑھنے لگے۔ بہت سی کبوتریاں چاشت کے وقت لمبی لمبی آوازیں نکال کر درختوں کے شاخوں پر بولنے لگیں۔ میں نے محبت اور قابل قدر تخم کو یاد کیا۔ پھر میں غم کی وجہ سے رو پڑا۔ اور میرے غم میں اُبال اور جوش آ گیا۔ بسا اوقات میری گریہ وزاری نے انہیں نرم کر دیا اور بسا اوقات ان کے آہ و بکاہ نے مجھے نرم کر ڈالا۔ بے شک وہ شکوہ و شکایت کرتے ہیں مگر میں تو انہیں نہیں سمجھتا اور میں شکایت کرتا ہوں تو وہ مجھے نہیں سمجھتے۔ مگر میں اپنی اندرونی سوز عشق کی وجہ سے مجھے پہچانتے ہیں۔ پھر بقول راوی سب کے سب وجد کرنے لگے۔ اور یہ وجد اس علم کی وجہ سے نہ تھا جس میں وہ اُلجھے ہوئے تھے۔ اگرچہ علم حق ہے۔

آگے تحریر فرماتے ہیں:

”ولا شک ان تواجد فيه تشبه باهل الوجد الحقيقي وهو جائز بل مطلوب شرعاً قال رسول اللہ ﷺ من تشبه بقوم فهو منهم“ (رواہ الطبرانی فی الاوسط عن حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمہ: بلاشبہ اس تواجد میں حقیقی وجد کرنے والوں سے مشابہت ہے اور یہ جائز ہے بلکہ شرعاً مطلوب ہے چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں سے ہے۔ امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے اس کو روایت کیا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ: ص: ۱۵۴، ۹۸، ج: ۲۴:)

اسی طرح مولوی مفتی فرید فتاویٰ دیوبند پاکستان المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ میں: ج:

۱: ص: ۳۹۷: میں وجد اور جذب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ  
 وجد ایک غیر اختیاری امر ہے سلف صالحین پر بھی طاری ہوا ہے لہذا اس پر انکار کرنا  
 منکر ہے۔

اور اسی طرح فتاویٰ بلخی المسمیٰ عیون النکات شرح شروط  
 الصلوة میں جذب اور وجد کے بہت سے دلائل دینے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ”ولا  
 ینکرھا الا احمق او مجنون . ص: ۱۳۱“

یعنی اس حالت شریفہ سے احمق اور مجنون کے علاوہ اور کوئی انکار نہیں کرتا۔ خلاصہ  
 کلام یہ ہے کہ وجد اور جذب تو اجدر قص غشی اور بکا۔ یہ تمام حالت شریفہ اگر ایسے لوگوں سے  
 صادر ہو جائیں جو فاسق و فاجر متصوف نہ ہوں بلکہ سچے صوفیاء کرام ہوں تو یہ تمام کے تمام  
 حالات شریفہ نور و ہدایت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توفیق کا اثر ہے اور اس کی عنایت ہے جیسے کہ  
 حدیقہ ندیہ کے حوالے سے ذکر کیا گیا۔

فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو رد کیا ہے وہ ان لوگوں پر ہے جو کہ فاسق و فاجر  
 ہوتے ہیں۔ خلاف شرع کام کرتے ہیں۔ دین سے دور ہوتے ہیں۔ چرسی، افیمی، دیگر نشے  
 وغیرہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا خوف ان کے دلوں میں نہیں ہوتا جو کہ متصوفہ ہے یعنی بناوٹی پیر  
 ۔ فقہاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو رد کیا ہے وہ ان لوگوں پر کیا ہے۔

### ”نماز کے دوران میں وجد و اثبات کا حال“

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ اللہ سے ڈرنے والے عارفوں کی وجد اور حال بہت  
 سارے دلائل کے ساتھ ثابت ہے اور ان کی بہت ساری اقسام میں سے اللہ کا ذکر تلاوت  
 قرآن اور قرآن کریم کی سماعت کے وقت وجد اور حال کی کیفیات وارد ہوتی ہے چونکہ نماز اللہ

کے ذکر اور تلاوت قرآن کریم پر مشتمل ہے تو نماز کی حالت میں یقیناً وجد اور حال کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

تو بہر کیف کہ وجد اور حال جسم کے ہلنے کی صورت میں ہو یا رونے کی صورت میں یا چیخ مارنے کی صورت میں ہو یا زبان سے آہ اُوہ اُف یا دیگر الفاظ زبان سے خارج ہو یا انسان کے گرنے یا بے ہوش ہونے کی صورت میں ہو یا لطائف کی حرارت تیزی سے حرکت کرنے کی صورت میں ہو جیسا کہ اقسام وجد میں تفصیل سے بیان کیا جا چکا ہے۔ لہذا وجد و حال خاشعین پر نماز کی حالت میں یا نماز سے باہر دونوں صورتوں میں جائز بلکہ ثابت ہے۔ بلکہ اللہ کی جانب سے توفیق سے اور نور اور ہدایت ہے۔ یہاں پر خصوصیت کے ساتھ وجد اور حال نماز کی حالت میں وارد ہو تو اس کے لئے دلائل ملاحظہ کریں۔

(۱): نماز کی حالت میں وجد اور حال پر ایک دلیل یہ آیت کریمہ ہے۔ **قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلواتہم خاشعون۔**

ترجمہ: ”یقیناً وہ مؤمن کامیاب ہیں جو نماز کی حالت میں خشوع رکھنے والے ہیں“ اس لئے کہ جو لوگ نماز کی حالت میں خشوع خضوع رکھتے ہیں ان پر ایک قسم کا وجد اور حال اور کیفیت طاری ہوتی ہے کیونکہ نماز آنکھوں کی ٹھنڈک اور مومن کی معراج ہے۔

(۲): دوسری دلیل یہ آیت کریمہ ہے: ”**تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم**“

ترجمہ: قرآن مجید کی آیتیں سننے کے ساتھ ان کی کھال لرزنے لگتی ہے۔ جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اس لئے کہ بدن کا لرزنا وجد کی ایک نوع ہے اور پہلے ہم تفصیل سے ذکر کر چکے ہیں۔ قرآن کریم سننا اور اس وقت بدن کا لرزنا اللہ کا خوف رکھنے والوں کی صفت ہے چونکہ نماز بھی قرآن کریم کی تلاوت پر مشتمل ہے تو لہذا نماز میں لرزنا ثابت ہوا۔ اور یہ بھی وجد کی

قسموں میں سے ایک قسم ہے۔ جیسے پہلے گذر چکا ہے مفصلاً۔

(۳): ”فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکا وخر موسیٰ صعفا“ (الایۃ)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر پڑا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام گر کر بے ہوش ہو گئے۔

حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

اکمل تجلی ذاتی دنیا میں حالت نماز میں ہوتی ہے۔ اس کے بعد اکمل تجلی ذاتی حالت نذع میں ہوتی ہے اور اس سے اکمل تجلی ذاتی قبر میں ہوتی ہے۔ اور اس سے اکمل تجلی ذاتی میدان حشر میں ہوتی ہے۔ اور اس سے اکمل تجلی ذاتی جنت میں اللہ کے دیدار کے وقت  
- (رزقنا اللہ سبحانہ بفضله و کرمہ ورحمۃ و بطفیل حبیبہ المکرم ﷺ و

بطفیل مرشدنا الکریم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ . آمین)

اور جب نماز میں اکمل تجلیات سالکوں پر وارد ہوتی ہیں تو کبھی کبھی گر جانا اور بے ہوش ہو جانا یہ بھی آتا ہے جیسے کہ احادیث کے باب میں تفصیل سے گذر چکا ہے اور بہت ساری مثالیں گذر چکی ہیں۔ جب مختلف احوال وجد کے انہی تجلیات سے آتی ہیں تو آیت کریمہ نماز میں وجد کی دلیل بن گئی، کیونکہ تجلیات ربانیہ اللہ کی تجلیات نماز میں اتم اور اکمل ہیں۔

اور اسی طرح قرآن مجید کی بہت سی آیتیں پہلے گذر چکی ہیں جو کہ نماز میں وجد اور حال کی دلیل ہیں۔ منجملہ ان میں سے جو تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا ہے تفسیر روح المعانی کی آیت نمبر ۱۵۵: ج: ۳: سورہ الاعراف۔

اسی طرح فقہائے کرام اور علمائے دین بھی نماز کی حالت میں وجد و حال ثابت کرتے ہیں۔ ان میں سے ہم چند معتبر کتابوں کی عبارات ذکر کریں گے۔

جیسا کہ ہدایہ، عالم گیری، بزازیہ، درمختار، رومختار، عنایہ، فتح القدر، احیاء العلوم، رشحات، عد السالکین، مقامات خواجہ نقشبند، مکاتیب شریفہ اور کفایہ، اور فقہ علی المذاہب الاربعہ، تاتار خانہ بحر الرائق، وغیرہ معتبر اور معتمد کتابوں کی عبارات ملاحظہ کریں۔

(۴): علامہ شیخ السلام بزہان الدین مرغینانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور اور معتمد درسی کتاب ہدایہ شریف میں ”پہاب یفسد الصلوٰۃ وما یکرہ فیہا“ میں اس طرح لکھا ہے کہ:

فان ان فیہا اوتاوہ او بکی فار تفع بکائہ (ای حصل منه الحروف) فان کان (ای کل ذلک) من ذکر الجنۃ او النار لم یقطعہا لانہ یدل علی زیادۃ الخشوع فان کان من وجع او مصیبة قطعہا لان فیہا اطہار الجذع والتاسف فکان من کلام الناس. (ہدایہ . ج: ۱: ص: ۱۲۰)

ترجمہ: یعنی اگر نمازی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کیا یا اتار دیا کہ اس کا رونا حروف پر مشتمل ہو جائے تو پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہوئی تو نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ زیادہ خشوع پر دلالت کرتی ہے اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے یہ حالت ہو جائے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے کیونکہ اس میں بے چینی اور افسوس کا اظہار ہے (اسے عام لوگوں کی باتوں میں سے شمار کیا جاتا ہے جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے)

(۵): اسی طرح کفایہ شرح ہدایہ علی ہامش فتح القدر: ج: ۱: ص:

۳۴۶: پر اس طرح لکھا ہے کہ:

”سئلت عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عن الانین فی الصلوٰۃ فقالت

ان کان من خشیۃ اللہ لا تفسد صلوٰۃ وان کان من الالم تفسد“



ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نماز کے دوران رونے کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر اللہ کے خوف سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

(۶): اسی طرح فتح القدر شرح ہدایہ: ج: ۱: ص: ۳۲۶: پر ترمذی شریف کی حدیث کے حوالے سے (وہو یصلی ولجوفہ عزیز کعزیز المرجل) ”وہذا حجة علی الشافعی من انه قول ان الانین والتاوه والبكاء يقطع الصلوة مطلقا اذا حصل منه حرفان لان يعزیز المرجل يحصل الحروف لمن یصغی“

ترجمہ: یہ حدیث مبارکہ حضرت شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حجت ہے اس لئے کہ وہ فرماتے ہیں کہ دوران نماز آہ اوہ کی آواز نماز کو توڑ دیتی ہے جبکہ یہ الفاظ زبان سے خارج ہو جائیں۔ اس لئے کہ ہانڈی کے اُبلنے سے حروف حاصل ہوتے ہیں اگر کان لگا کر سنا جائے۔

(۷): اسی طرح عنایہ شرح ہدایہ علی ہامش فتح القدر: ج: ۱: ص: ۳۳۵: پر تحریر فرماتے ہیں:

”فان ان فیہا اوتاوه. الخ. الانین صوت المتوجع وقیل هو ان یقول آہ والتاوه ان یقول اوہ. وارتفاع البكاء هو ان یحصل بہ حروف وکل ذلک اما ان یکون من ذکر الجنة او النار او من وجع او مصیبة فان کان الاول لم یقطعہا لانه یدل علی زیادة الخشوع وان کان الثانی قطعہا لان فیہ اظہار الجزع والمصیبة فکان کل منہما دلیلا علی امر (علیحدۃ) والدلالة تعمل عمل الصریح اذا لم یکن هناك صریح ینخالفہا ولو صرح بذكر الجنة او النار فقال اللهم انی اسئلك الجنة واعوذ بک من النار لم یفسد صلواتہ ولو صرح باظهار الوجع فقال اللهم انی مصاب فسدت صلواتہ

لكذلك بالدلالة اذ ليس ثم صريح يخالفها“

ترجمہ: اگر ایک شخص دوران نماز آہ یا اوہ کرتا ہے۔ (الاین) درد مند کی آواز کو کہتا ہے۔ کسی نے کہا آہ اوہ کرنے کو الاین کہتے ہیں اور ارتفاع البكاء اس کو کہتے ہیں کہ رونے کے ساتھ حروف حاصل ہو جائیں۔ ہر ایک امور مثلاً جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو یا دنیاوی مصیبت کی وجہ سے ہو۔ اگر جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی اس لئے کہ یہ اللہ کے خوف کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس طرح کی فریاد اور مصیبت کا اظہار دونوں جدا جدا صورتیں ہیں۔

یہ دلیل دلیل صریح ہے اگر دوسری صریح اس کے خلاف نہ ہوں۔ اور اگر جنت یا جہنم کی یاد کی وجہ سے ہو تو تصریح کر لے کہ یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی مصیبت کے اظہار کی تصریح کی کہ میں درد میں ہوں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

اسی طرح دلالت کی صورت میں بھی حکم ہے کہ اس کے آہ یا اوہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اسے کوئی تکلیف ہے اور اس طرح کے الفاظ ادا کرتا ہے کہ اے اللہ: مجھے مصیبت پہنچی ہے، میں مصیبت زدہ ہوں تو نماز فاسد ہوتی ہے۔ اور اسی طرح دلالت کی صورت میں بھی حکم ہے اس لئے کہ صریح اس کے خلاف موجود نہیں۔

(۸): اسی طرح بحر العلوم واقف مذاہب اربعہ حضرت علامہ عبدالرحمن جزیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب الفقہ المذاہب اربعہ: ج: ۱: ص: ۳۰۰: پر تحریر فرماتے ہیں کہ:

”الاین والتاوه والتافيف والبكاء اذا اشتملت على حروف مسموعة فانها تبطل الصلوة الا اذا كانت ناشئة من خشية الله او من مرض

بحیث لا یستطیع منعها وهذا الحکم متفق علیہ بین الحنفیة والحنابلة  
والمالکیة فی مسئلة الخشیة“

ترجمہ: یعنی نماز میں آہ اوہ اف کرنا اور اسی طرح رونا کہ حروف مسومۃ پر مشتمل ہوں تو یہ  
چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں مگر جب یہ حالت اللہ کے خوف کی وجہ سے صادر ہو یا ایسے مرض  
کی وجہ سے ہو جس میں حالت مذکورہ کے منع کرنے کی طاقت نہ ہو تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی اور  
یہ حکم مذکورہ بابت خشیت حنفیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے مابین متفقہ ہے۔ (یعنی نماز فاسد نہیں ہوتی)

شواہع کہتے ہیں کہ اگر اس طرح رونا ہو کہ دو حروف حاصل ہو جائیں تو نماز فاسد  
ہو جاتی ہے لیکن حدیث ترمذی اور ابو داؤد امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر حجت ہے۔ حروف  
کے علاوہ اور قسم کے بھی وجد ہیں جو دوران نماز حنفی حنبلی اور مالکی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم مانتے ہیں۔  
نماز کے علاوہ وجد اور حال کی تمام اقسام پر مذاہب اربعہ متفق ہیں۔

(۹): اسی طرح (الشیخ العلامة زین الدین ابن نجیم بحر الرائق: ج: ۲:  
ص: ۳ سے ۴ تک علامہ زین الدین ابن نجیم قدس سرہ) فرماتے ہیں:

”والانین والتاوه وارتفاع بکانه من وجع او مصیبة لا من ذکر جنة  
ونار ای یفسدھا اما الانین فهو ان یقول او کما فی الکافی والتاوه هو ان  
یقول اوہ.... واما ارتفاع البكاء فهو ان یحصل به حروف وقوله لا من ذکر  
جنة او نار عائد الی الكل فالحاصل انها ان کانت من ذکر الجنة او النار فهو  
دال علی زیادة الخشوع ولو صرح بهما فقال اللهم انی اسئلك الجنة  
واعوذ بک من النار لم تفسد صلوة وان کان من وجع او مصیبة فهو دال  
علی اظهارهما فکانه قال انی مصاب (فتفسد صلوة)“

ترجمہ: یعنی نماز میں آہ اوہ اور حروف پر مشتمل رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے جب دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے صادر ہو اور اگر جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے یہ حالات پیش آجائیں تو پھر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ ان میں یہ ہے کہ ”آہ“ کریں اور تا وہ کا مطلب یہ ہے کہ ”اوہ“ کریں اور بکاء مرتفع کا یہ ہے کہ اس کے ساتھ حروف بھی صادر ہو جائیں اور ”لا من ذکر الجنة او النار“ کا قول ”آہ“ ”اوہ“ اور ”بکاء“ مرتفع تینوں کی طرف راجع ہے۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو جائے تو زیادت خشوع کی دلیل ہے۔ اور نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اور اگر جنت اور دوزخ پر تصریح کر دی پس اس طرح کہا کہ اے اللہ: میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے پناہ مانگتا ہوں۔ تو تب بھی زیادت خشوع کی دلیل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر بھی اس درد اور مصیبت کی دلیل ہے پس گویا اس نے کہا کہ میں مصیبت زدہ ہوں (تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائیگی)

(۱۰): اسی طرح فتاویٰ تاتارخانیہ: ج: ۱: ص: ۵۷۹: پر علامہ علاء الانصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

”ولو ان فی صلوة او تاوہ او بکی فارفع بکائہ و فی الخانیة فحصل له حروف فان کان من ذکر الجنة او النار فصلوته تامة وان کان من وجع او مصیبة فسدت صلوته عند ابی حنیفة و محمد رحمہما اللہ تعالیٰ“

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے نماز میں آہ۔ اوہ کی یا رویا اور اس کا رونا مرتفع (اونچا) ہو گیا اور فتاویٰ خانیہ میں ہے کہ مرتفع رونا یہ ہے کہ اس کی وجہ سے حروف حاصل ہو جائیں پس اگر یہ حالت جنت اور دوزخ کی یاد کی وجہ سے طاری ہو جائے تو نماز تام اور کامل ہے اور اگر دنیاوی درد اور مصیبت کی وجہ سے طاری ہو تو اس کی نماز فاسد ہوگی۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دونوں کا قول ہے۔

(۱۱): اسی طرح علامہ شیخ احمد طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علی مراقی الفلاح: ص: ۱۷۳: پر تحریر فرماتے ہیں:

”الوجد مراتب وبعضه يسلب الاختيار فلا وجه لمطلق الانكار  
وفي التاتارخانية ما يدل على جوازه للمغلوب الذي حر كاته كحركات  
المرتعش. آه“

ترجمہ: یعنی وجد کی کئی اقسام ہیں ایک وجد ایسا ہوتا ہے جو اختیار کو سلب کر لیتا ہے۔ پس مطلقاً انکار کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے مغلوب الحال سالک جس کی حرکات مرتعش کی حرکات کی طرح بغیر اختیاری ہوتی ہیں (اس کے لئے نماز کے اندر بھی یہ حالت جائز ہے)

(۱۲): اسی طرح فتاویٰ عالمگیری: ج: ۱: ص: ۱۰۰: پر مرقوم ہے کہ:

”ولو ان في صلوة او تاوه او بكي فارتفع بكائه فحصل له حروف  
فان كان من ذكر الجنة او النار فصلوته تامة وان كان من وجع او مصيبة  
فسدت صلوته ولو تاوه لكثرة ذنوب لا يقطع الصلوة وتفسير الانين ان  
يقول آه، آه، وتفسير التاوه ان يقول اوه. كذا في التاتارخانية“

ترجمہ: یعنی اگر کسی نے نماز میں آہ کی یا اوہ کہا یا بکاء مرتفع سے رو یا جس کی وجہ سے حروف حاصل ہوں پس اگر یہ حالت جنت یا دوزخ کی یاد کی وجہ سے ہو تو نماز صحیح اور کامل ہے اور اگر یہ حالت دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو پھر نماز فاسد ہے اگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے ”اوہ“ کیا تو بھی نماز فاسد نہیں ہے۔ انین کی تفسیر یہ ہے کہ ”آہ آہ“ کریں اور تاوہ کی

تفسیر یہ ہے کہ ”اوہ“ کریں۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ میں بھی اسی طرح مذکور ہے)

(۱۳): اسی طرح فتاویٰ بزازیہ علی ہاشم عالمگیری: ج: ۱: ص: ۱۳۶: پر عبارت اس طرح ہے کہ:

”وان ارتفع صوته فحصل به حروف ان كان من ذكر الجنة او النار لم تفسد صلوة وان كان من وجع او مصيبة تفسد صلوة“  
ترجمہ: یعنی اگر نماز میں آواز مرتفع ہوگئی اور اس سے حروف حاصل ہوں تو اگر جنت یا دوزخ کی یاد کیوجہ سے ہے تو نماز فاسد نہیں ہوتی اور اگر دنیاوی درد یا مصیبت کی وجہ سے روئے تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۱۴): اسی طرح علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو بغداد کے مشہور قاضی و مفتی ہیں نماز میں وجد کے متعلق یوں فرماتے ہیں۔ (تفسیر روح المعانی: ص: ۸۶: ج: ۹)

”واجب بانہا غیر اختیاریہ مع وجود العقل والشعور وہی كالعطاس والسعال ومن هنا لا ينتقض الوضوء بل لا تبطل الصلوة“  
ترجمہ: علامہ الوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مفسر جلیل صاحب تفسیر روح المعانی متعلق وجد فرماتے ہیں۔ میں منکرین وجد کو جواب دیتا ہوں کہ نماز میں وجد یا آہ اوہ اف اف کرنا یہ حالات غیر اختیاریہ ہیں عقل و شعور کے ساتھ اس کی مثال کھانسی اور چھینک کی سی ہے جو ایک غیر اختیاری فعل ہے اس وجہ سے اس سے نہ تو نماز فاسد ہوتی ہے اور نہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (تفسیر روح المعانی: ص: ۸۶: ج: ۳: حصہ: ۹)

(۱۵): اسی طرح علامہ شامی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رد مختار: ج: ۱: ص: ۴۱۶: پر فرماتے ہیں:

”لا لذكر جنة او نار. الخ. لان الانين ونحوه اذا كان بذكرهما

كانه قال اللهم اني اسئلك الجنة واعوذ بك من النار ولو صرح به  
لاتفسد صلواته“

ترجمہ: یعنی جنت اور جہنم کے خیال کی وجہ سے اگر یہ امور صادر ہو جائیں تو نماز فاسد نہیں  
ہوگی اس لئے کہ الانین وغیرہ کبھی جنت یا جہنم کی یاد پر مشتمل ہوتی ہے جیسا کہ ایک شخص کہتا  
ہے یا اللہ میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور تیرے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس طرح تصریح  
کرتا ہے تو اس سے بھی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

اس کے علاوہ تاوہ یا تائف کی تفسیر میں لکھا ہے۔

”التاوه قال فى شرح المنية بان قال اوه بفتح الهمزة وتشديد

الواو مفتوحة وبضم الهمزة واسكان الواو او قال آه بمد الهمزة وذكر فى  
الحلية فيه ثلاث عشرة لغة ساقها فى البحر والتائف قال فى الحلية أف  
اسم فعل لاتضجر وفيه لغات انتهت الى اربعين منها ضم الهمزة مع تثليث  
الفاء مخففة أف ومشدودة أف منونة او غير منونة اف. الخ“

ترجمہ: اوہ کے بارے میں شرح منیہ میں لکھا ہے یا تو الف پر فتح ہو واؤ پر تشدید مفتوحہ یعنی  
اؤہ اور یا اوہ کے الف پر ضمہ اور واو ساکن یعنی اؤہ اور یا آہ، ہمزہ پر مد کے ساتھ۔ اور حلیہ میں  
اس کے (۱۳) عدد لغات ذکر کئے ہیں جو کہ بحر الرائق میں موجود ہیں۔ اور تائف کے بارے  
میں حلیہ میں ہے کہ یہ اسم فعل ہ۔ یعنی دل چھوٹانہ کریں۔ اور اس میں تقریباً چالیس عدد لغات  
ہیں۔ بعض اس میں سے یہ ہیں۔ ہمزہ ضمہ کے ساتھ اور فاقہ پر تینوں حرکات ہیں یعنی زبر زبر اور  
پیش۔ یاف غیر مشدودہ ہو یا مشدودہ ہو یا تنوین کے ساتھ ہو یا بغیر تنوین کے ہو۔

(۱۶): اسی طرح علامہ ہفتکی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در مختار: ج: ۱: ص: ۴۱۶: پر تحریر فرماتے

ہیں کہ:

”فلو اعجبته قراءة الامام فجعل يبكي ويقول بلى او نعم او اری لا

تفسد لدلاته على الخشوع“

ترجمہ: اگر کسی کو امام کی قرائت اچھی لگی اور وہ روتے ہوئے کہنے لگے کہ جی ہاں بالکل تو اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اس کی دلالت عاجزی پر ہے۔ یعنی یہ خشوع اور خضوع پر دلالت کرتی ہے۔

(۱۷): اسی طرح فتاویٰ امجدیہ میں مولانا امجد علی اعظمی لکھتے ہیں کہ:

”ذکر جنت و نار پر اگر گریہ طاری ہو اور آہ اف وغیرہ الفاظ زبان سے نکل گئے تو

نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر ایک دو قدم ایسی حالت میں آگے یا پیچھے ہٹ گیا جب بھی حرج نہیں“

(در مختار میں ہے) ”لا لذكر الجنة او نار“ (ردالمحتار میں ہے) ”لان الانین و نحوه

اذا كان بذكرهما صار كانه قال اللهم اني اسئلك الجنة و اعوذ بك من

النار ولو صرح به لا تفسد صلوته“ (فتاویٰ امجدیہ: ج: ۱: ص: ۱۸۱)

(۱۸): مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ:

”جنت و دوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز

فاسد نہیں ہوتی“ (امداد: ج: ۱: ص: ۲۷۸)

رشحات نمبر ۴ پر لکھتے ہیں کہ:

”وہم وی میفکت کہ یکی از علماء رسوم نزد شیخ ما آمدہ بود میگفت حال اہل رقص و سماع

از دو حال بیرون نیست یا در ان وقت شعور دارند یا ندارند اگر شعور دارند با وجود شعور حرکت

ورقص و اظہار بیخودی بغایت قبیح است و اگر شعور ندارند بعد از شعور طہارت نکرده نماز میگزارند



نتیجہ تراست۔

شیخ در جواب آن دانشمند گفتند کہ اسباب نقض یکے آن است کہ عقل مسلوب می شود چنانچہ مجانبین را واقع است و دیگری آن کہ عقل مستور میگردد چنانچہ در حال اغناء میباشد اما بی شعوری این طائفہ در حال رقص و سماع نہ مسلوب شدن عقل است و نہ مستور شدن عقل است بلکہ این بی شعوری را جهت آنست کہ در آن محل عقل کلی از عالم الہی برین عقل جزوی قابض گردد و در مملکت وجود سالک حاکم و غالب میشود و این عقل کلی را قوت و قدرت آن ہست کہ تدبیر و ضبط عالمی کند چہ جائے تدبیر و ضبط بدن و بدن در آن حال در ظل حمایت و تدبیر اوست و آن عقل کلی مدبر در مقام حفظ و نگہداشت او بلکہ نواقض و ضوئ در آن محل نمی ماند چہ طالب صادق در آن محل از طبیعت و احکام او بہ تمام بیرون می آید و از لوازم بشریت خلاص میشود پس در آن وقت بہ تجدید و ضوئ اصلاً احتیاج نیفتد“ (رشحات: ص: ۱۷۲)

ترجمہ: اور یہ مبارک فرماتے ہیں کہ ایک شخص علماءِ ظواہر میں سے میرے پیر صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ اہل وجد اور جذب اور اہل رقص اور سماع والوں کا حال دو حالتوں سے باہر ممکن نہیں۔ یا تو اس وقت ان کو شعور ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اگر شعور ہے اور باوجود شعور کے یہ حرکات کرتے ہیں تو برا ہے اور اگر شعور نہیں ہے اور وضو کے بغیر نماز پڑھتا ہے تو یہ اس سے بھی برا ہے۔

اس سلسلے میں شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ وضو ٹوٹنے کا ایک سبب عقل کا سلب ہونا ہے جیسا کہ پاگلوں کے ساتھ واقع ہوتا ہے اور دوسری وجہ عقل کا مستور ہونا ہے۔ جیسا کہ بے ہوشی کے عالم میں عقل مستور ہو جاتی ہے جبکہ اہل تصوف کی بے شعوری در حال رقص و سماع اور در حال جذب و وجد اس میں نہ عقل مسلوب ہوتی ہے اور نہ عقل مستور

ہوتی ہے۔ لیکن اس بے شعوری کی توجیہ اس مقام پر یہ ہے کہ عقل کلی عالم الہی سے عقل جزوی پر حاوی اور قابض ہو جاتی ہے اور سالک کے وجود کی مملکت پر حاکم و غالب ہو جاتی ہے اور عقل کلی کو یہ قدرت اور قوت حاصل ہے کہ سارے عالم کی تدبیر ضبط کرے۔ رہ گیا صرف ایک بدن کی تدبیر و ضبط تو بدن اس حالت میں ظل حمایت اور تدبیر میں ہوتا ہے اور اس وقت عقل کلی مقام حفاظت و نگہداشت میں بدن کا مدبر ہوتا ہے تو نواقض وضو نہیں رہتا اس محل میں کیونکہ مرید صادق اس حالت میں طبیعت اور احکام طبیعت سے بالکل باہر ہوتا ہے اور لوازمات بشریت ختم ہو جاتے ہیں تو اس حالت میں تجدید وضو کی بالکل احتیاج نہیں رہتی۔ اس لئے کہ نہ عقل زائل ہوئی نہ مستور ہوئی ہے بلکہ مغلوب ہوئی ہے یہ عقل و شعور باقی ہے مگر اختیار سلب ہو گیا ہے۔

لہذا اس عبارت شریفہ سے بھی علامہ الوسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تقریر کی تائید ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ وجد و حال کی حالت میں عقل و شعور باقی رہتا ہے جبکہ اختیار سلب ہو جاتا ہے۔ لہذا وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور اگر نماز کی حالت میں یہ وجد و حال آجائے تو بھی نہ وضو ٹوٹے گا اور نہ نماز فاسد ہوگی جیسے کہ روح المعانی کی عبارت میں گزرا۔

(۲۰): اسی طرح شیخ ابوالحسن محمد باقر بن محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف مقامات حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ: مقصد سوئم: ص: ۱۵۵: باب بیان کرامات حضرت شاہ نقشبند: میں اور شیخ صلاح بن مبارک بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف: عداۃ السالکین قسم چہارم: باب کرامات خواجہ بزرگ: ص: ۱۸۲: میں حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روایت سے حضرت خواجہ محمد بہاؤ الدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی امامت کا واقعہ تو انہوں نے علاقہ سفیدمون بخارا میں حضرت خواجہ یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے باغ میں ادا

کی تھی اور وہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ:

”باغ در آمدند وقت نماز پیشین شدہ بود۔ نماز مشغول شدند مولانا ابو بکر اسحاقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرمودند بعد از تکبیر تحریمہ غایتی گذشتہ از مولانا ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بیچ حرکت صادر شد حضرت خواجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور از محراب بیرون آوردند خود بہ امامت

مشغول شدند ہیبتی در آن قوم پیدا شدہ بود بر ہر یکی کیفیتی تصرف کرد کہ نتوانستند نماز گزاردن۔

آن جماعت کہ در ان باغ بودند ہفتاد تن بودند ہر یکی را حالتی بود بعضی می گوئیستند و بعضی در

خاک میغلطیدند و بعضی بطرف صحرا رو آورده بود و مولانا ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عمامہ و دراعہ را

انداختہ بودند بہر طرف می رویدند و میگفتند دلیل من رنجیدہ مست و خاک بر سر میگرد“

ترجمہ: جب باغ میں حضرت خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے تو ظہر کی نماز کا

وقت ہو گیا تھا لہذا نماز میں مشغول ہو گئے اور حضرت مولانا ابو بکر اسحاقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو

امامت کیلئے آگے کیا۔ جب مولانا صاحب نے تکبیر تحریمہ کہی تو کافی دیر تک ان سے کوئی

حرکت صادر نہ ہو سکی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں محراب سے پیچھے کیا اور خود

مصلہ امامت پر امامت کرنے میں مشغول ہوئے تو اس دوران آپ کی اقتداء میں جتنے لوگ

تھے سب پر ایک قسم کی ہیبت طاری ہو گئی اور ہر مقتدی پر ایسی کیفیت نے غلبہ کیا کہ اس میں نماز

پڑھنے کی طاقت نہ رہی۔ یہ جماعت جو باغ میں نماز ادا کر رہے تھے (۷۰) افراد پر مشتمل تھی

اور ہر شخص کو الگ الگ حال درپیش ہوا۔ کوئی رو رہا تھا تو کوئی خاک میں لوٹ رہا تھا اور کوئی

صحرا کی طرف دوڑ رہا تھا جبکہ مولانا ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنا عمامہ کوٹ اور جبہ پھینکا ہوا

تھا اور چاروں طرف گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میری دلیل خفا ہو گئی اور مٹی اپنے سر پر

ڈال رہے تھے۔

اسی طرح کی حالت ہمارے مرشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز اور صحبت میں بعض دوستوں پر طاری ہوتی ہے اس لئے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حقیقی نقشبندی ولی ہیں اور صاحب انوار و فیوضات ہیں اور صداقت کے ساتھ اپنے متقدمین بزرگان طریقت کے نقش قدم پر گامزن ولی اللہ اور صاحب وقت ہیں۔

”الحمد لله تعالى افاض الله علينا من فيوضاته دائما آمين“

اس واقعہ سے اگر ایک طرف نماز میں وجد و حال کا اثبات ہوتا ہے تو دوسری طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سلسلہ طریقت عالیہ نقشبندیہ میں کتنا جذب و وجد اور حال موجود ہے جیسا کہ روح المعانی کی عبارت میں بھی یہ گزرا کہ: ”وقد شاهدنا ذلك في الخالدين من اهل طريقة نقشبندية“ اور حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی نقشبندی مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مکاتب شریف کی بعض عبارات بھی پہلے نقل کی جا چکی ہیں کہ حضرت شاہ نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدین پر کس قسم کا وجد و حال آیا کرتا تھا۔ اور حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوب نمبر ۳۰۲: ج: ۱: کی عبارت بھی پہلے گزر چکی ہے جس میں کثرت وجد و حال کو مقام ظلال میں ثابت کیا تھا۔ اور احوال تجلی ذاتی کے مقام میں بھی تغیر احوال غشی دک و فلک ثابت کیا تھا۔ تو ابھی آپ خود فکر کریں کہ بعض منکرین تو اپنے آپ کو نقشبندیوں میں شامل کرتے ہیں حالانکہ انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں کوئی علم ہی نہیں۔ اگر یہ منکرین جو اپنے آپ کو نقشبندیوں میں شامل کرتے ہیں اگر انہیں اپنے اسلاف کے بارے میں علم ہوتا تو کبھی بھی یہ وجد و حال سے منکر نہ ہوتے۔

ایسے لوگوں کے بارے میں جو اپنے آپ کو نقشبندی کہتے ہیں حضرت عارف رومی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:

کارِ شیطان می کند نامش ولی گر ولی نیست لعنت بر ولی  
از بیرون چون گود کافر پر حلل و زورون قہر خدائی عز و جل  
ترجمہ: شیطان کے کام کرنے والا اپنے آپ کو ولی کہے تو اگر ولی ایسا ہو جو شیطانی کام کرتا  
ہو تو ایسے ولی پر لعنت ہے۔

باہر سے کافر کی قبر کی طرح خوبصورت نظر آئے اور اندر اللہ تعالیٰ کا قہر نازل ہو رہا ہوگا۔  
الغرض: میرے عزیز بھائیو! وجد و حال باہر از نماز اور عین نماز کی حالت میں اولیاء کرام  
خاشعین اور حقیقی اہل تصوف کیلئے کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ اور اجماع امت کے ساتھ  
ثابت ہے اور اس امر حق سے انکار کرنا کفر، زندیقیت اور الحاد ہے۔

### منکرین وجد و تواجد کے شبہات اور ان کے جوابات

منکرین وجد و حال یک طرفہ روایتوں اور مطلق عبارتوں سے کام لے کر سادہ لوح  
اور کم فہم لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں جیسا کہ منکرین نے یہی طرز اپنایا ہے۔ اس باب میں ایسی  
یک طرفہ عبارات اور روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے گا اور ان کے جوابات قویہ کا ذکر کیا  
جائے گا کہ کہیں دوسرے منکرین و زندیق کسی سادہ و کم فہم کو دھوکہ نہ دے سکیں۔ (فاقول  
وباللہ التوفیق)

اعتراض اول: منکرین اعتراضات کہتے ہیں کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا  
گیا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کا حال قرآن پاک سنتے وقت کیسا ہوتا تھا؟ تو آپ  
نے فرمایا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے، بدن لرز رہا ہوتا، تو کسی نے کہا کہ بعض لوگ ایسے  
ہیں کہ جن کے ساتھ قرآن پڑھا جائے تو بے ہوش ہو کر گر پڑتے ہیں۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ  
عنہا نے اعوذ باللہ پڑھی۔ اور اسے شیطانی کام قرار دیا تو معلوم ہوا وجد و حال اور جذب ایک

## شیطانی عمل ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک عراقی آدمی پر آئے جو بے ہوش ہوا تھا تو آپ نے پوچھا کہ اس پر کیا ہوا ہے۔ حاضرین نے کہا کہ جب اس کے سامنے قرآن پاک پڑھا جاتا ہے یا ذکر کیا جاتا ہے تو اس پر یہ حالت آتی ہے تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہم بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ کبھی ہم نہیں گرتے اور پھر فرمایا کہ اس کے پیٹ میں شیطان گھس گیا ہے اور صحابہ کا طرز عمل ایسا نہ تھا۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ وجد و حال اور بے ہوشی شیطانی عمل ہے۔ دوسرا یہ کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا گیا کہ بعض لوگ جب قرآن سنتے ہیں تو بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا! کہ قرآن پاک اس سے زیادہ پاک اور معزز اور عظیم ہے۔ کہ لوگوں کی عقل زائل کرے لہذا معلوم ہوا کہ یہ شیطانی عمل ہے۔

دوسرا یہ کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ بعض لوگ قرآن سنتے وقت بے ہوش ہو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا! کہ اسے کوٹھے کی چھت پر بٹھاؤ۔ اور اول تا آخر ان کو قرآن پاک سناؤ اگر بے ہوش ہو کر جائیں تو صادق ہیں ورنہ کاذب اور ریاکار ہیں تو ان سب روایات سے وجد و حال کی نفی ثابت ہوئی۔

## ”الجواب بعون الملک الوہاب“

اولاً: تو ان تمام عبارات سے صرف اور صرف غشی (بے ہوشی) کی نفی معلوم ہوتی ہے اور بے ہوشی کے علاوہ باقی اقسام کے وجد و حال کی نفی بالکل ثابت نہیں ہوتی۔ تو منکرین جو ان روایات کی وجہ سے مطلق وجد و حال کی نفی کرتے ہیں یہ ان کی اعلیٰ درجہ کی حماقت، جہالت اور بلاغت (کنڈوئی) ہے اور علی الاعلان عناد مع الحق ہے۔

ثانیاً: کہ اگر بے ہوشی یا غشی علی الاطلاق شیطانی حال ہے تو العیاذ باللہ پھر حضرت آدم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عمر فاروق، حضرت ابن عمر، حضرت جعفر صادق، حضرت ثعلبہ انصاری، حضرت ابو ہریرہ، امام شافعی، زراوہ تابعی، ربیع بن انعم تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، اور دوسرے بہت سارے اصحاب اور تابعین اور ائمہ دین پر غشی و بے ہوشی آتی تھی۔ جیسا کہ پہلے باب میں احادیث و آثار میں مفصلاً گزر چکا ہے۔

ثالثاً: ان عبارات کی نفی کیلئے ایک خاص محل ہے اور وہ یہ ہے کہ ان اکابر نے ان لوگوں کی غشی اور بے ہوشی تکلفاً اور مکراً مانا تھا۔ تو اس سے صادقین اور حقیقی غشی کی نفی کبھی نہیں ہوتی۔ دوسرا یہ کہ عام حالات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر قوت استعداد کی وجہ سے غشی نہ آتی تھی۔ اس لئے عام حالات میں غشی کی نفی کرتے ہیں۔ تسلی کیلئے تفسیر مظہری اور روح البیان کی عبارات ملاحظہ کریں جو پہلے گزر چکی ہیں لیکن تھوڑے تھوڑے ضروری حصے ادھر بھی ملاحظہ کریں کہ اعتراض کا تسلی بخش جواب ہو جائے۔

(۱): علامہ عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مجددی نقشبندی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر مظہری: ج: ۸: ص: ۲۰۹: سورۃ زمر: آیت: ۲۳: کی تفسیر میں مذکورہ بالا اعتراض کے جواب میں اس طرح رقمطراز ہیں کہ:

”وجه طریقان هذه الحالة كثرة نزول البركات والتجليات مع ضيق حوصلة الصوفي رحمة الله تعالى عليه وضعف استعداده وانما لم توجد هذه الحالة في الصحابة رضي الله تعالى عنه (في عامة الاحوال) مع وفور بركاتهم لسعة حواصلهم وقوة استعدادهم ببركة صحبة النبي صلی اللہ علیہ وسلم واما

غير الصحابة رضى الله تعالى عنهم من الصوفية رحمة الله تعالى عليهم  
 فعلم طريان تلك الحالة عليهم اما لقلة نزول البركات واما لسعة  
 الحوصلة (الى ان قال) وقول ابن عمر رضى الله تعالى عنهما ان الشيطان  
 يدخل فى جوف احدهم وكذا استعانة اسماء رضى الله تعالى عنها  
 فمحمول على انهما زعما غشى ذلك الرجل تكلفا ومكرا ولذا نسد الى  
 الشيطان وانما كان انكار تلك الحالة منهما لعدم طريان تلك الحالة  
 عليهما وعلى امثالهما بناء على وسعة الحوصلة وقوة الاستعداد ويدل على  
 ما قلت انه ذكر عند ابن سيرين رضى الله تعالى عنه الذين يصرعون اذا قرئ  
 عليهم القرآن فقال بينا وبينهم ان يقعد احدهم على ظهر بينه باسطا رجليه  
 ثم يقرء عليهم القرآن من اوله الى آخره فان رمى بنفسه فهو صادق حيث  
 علق صدقه على رمى نفسه من ظهر بنية رتفعة فعلم منه انه حمله صرعه على  
 الكذب والتكلف. الخ (مظهري)

ترجمہ: غشی اور بے ہوش ہونے کی حالت آنے کی وجہ یہ ہے۔ برکات و تجلیات کا کثرت  
 سے نزول ہوتا ہے اور صوفی اور سالک کا حوصلہ پست ہوتا ہے اور استعداد ضعیف ہوتی ہے اور  
 اصحاب کرام رضى الله تعالى عنهم پر عام حالات میں یہ حالت نہیں آئی (اگرچہ احيانا آئی ہے)  
 حالانکہ ان پر تو زیادہ برکات و تجلیات کا نزول ہوتا تھا لیکن ان کے حوصلے پختہ اور استعداد قوی  
 تھے جس کی وجہ حضور اقدس ﷺ کی صحبت کی برکت تھی اور جو صحابہ کرام کے علاوہ عام صوفیہ  
 کرام ہیں جن پر یہ حالت نہیں آتی تو اس کی دو وجوہات ہو سکتی ہیں ایک یہ کہ یا تو ان پر نزول  
 برکات کم ہوگی۔ دوم یہ کہ ان کی استعداد زیادہ اور قوی ہوگی۔ پھر آگے فرماتے ہیں کہ حضرت



ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ قول کہ بے شک شیطان اس شخص کے پیٹ میں گھس گیا اور اس طرح حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اعوذ باللہ پڑھنا محمول ہے ان اشخاص کے تکلف اور مکر پر (اس سے حقیقی غشی کی تردید مراد نہ تھی) اسی وجہ سے اس کی نسبت انہوں نے شیطان کو کی۔ (اگر کہیں تکلفاً غشی پر تردید محمول نہ ہو تو پھر صحیح تاویل یہ ہوگی کہ) اس حالت سے ان دونوں مبارکوں نے اس وجہ سے انکار کیا کہ عام حالت میں ان اشخاص کی مثل قوت استعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ دونوں پر غشی نہ آئی ہو اور میری اس مذکورہ دلیل پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ان لوگوں کا تذکرہ ہوا جو قرآن سن کر بے ہوش ہو جائے تو آپ نے فرمایا کہ ہمارے اور ان کے مابین صداقت کا حال معلوم کرنے کی یہ شرط ہے کہ ان میں سے ایک شخص کو ایک کوٹھے کی چھت پر اس طرح بٹھایا جائے کہ اس کے پاؤں لٹک رہے ہوں اور اس پر اول سے آخر تک پورا قرآن پڑھا جائے تو اگر اس نے اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرایا اور بے ہوش ہو گیا تو پھر صادق ہے اس لئے کہ اپنے آپ کو اونچی جگہ سے گرا کر بے ہوش ہونے سے انہوں نے اپنی صداقت ثابت کر دی۔ لہذا ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول سے بھی ثابت ہوا کہ آپ نے بھی اس شخص کا بے ہوش ہونا جھوٹ اور تکلف پر محمول کیا۔ نہ یہ کہ صادقین کیلئے حقیقی غشی کے منکر تھے کلا و حاشائے کلا و حاشا۔

(۲): اسی طرح علامہ عارف باللہ اسماعیل حقی بروسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تفسیر روح البیان شریف: ج: ۸: ص: ۱۰۰: سورۃ زمر: آیت: ۲۳: کی تفسیر میں مذکورہ بالا اعتراض کا جواب اس طرح دیتے ہیں:

”يقول الفقير رحمة الله تعالى عليه لا شك ان القدر والجرح

انما هو في حق اهل الرياء والدعوى وفي حق من يقدر على ضبط نفسه كما  
اشار عليه السلام بقوله (من عشق وعف وكرم ثم مات مات شهيدا) فان من  
غلب على حاله كان الادب له ان لا يتحرك بشئ لم يؤذن فيه واما من  
غلب عليه الحال و كان في امره محقا لا مبطلا فيكون كالمجنون حتى  
يسقط عنه القلم فباي حركة تحرك كان معذورا فيها فليس حال البداية  
والتوسط كحال اهل النهاية فان ما يقدر عليه اهل النهاية لا يقدر عليه من  
دونهم و كان الاصحاب و من في حكمهم ممن جاء بعدهم راعوا الادب في  
كل حال و مقام بقوة تمكينهم بل لشدة تلوينهم في تمكينهم فلا يقاس  
عليهم من ليس له هذا التمكين فرب اهل تلوين يفعل ما لا يفعل اهل  
التمكين و هو معذور في ذلك لكونه مغلوب الحال و مسلوب الاختيار“  
(تفسير روح البيان: ج: ٨: ص: ١٠٠)

ترجمہ: فقیر کہتا ہے کہ اس میں شک نہیں کہ غشی کی قباحت و جرح صرف ریا کار اور اہل  
دعویٰ لوگوں کے حق میں ہے اور ان لوگوں کے حق میں ہے جو اپنے نفس کو کنٹرول کرنے پر قادر  
ہوں (اور ویسے ہی مکڑا و تکلفا غشی کا اظہار کریں) جیسا کہ اشارہ کیا ہے ہمارے نبی اکرم  
ﷺ نے اس حدیث میں (جو شخص اللہ تعالیٰ پر عاشق ہو جائے اور اپنے عشق کو مخفی رکھے حتیٰ کہ  
وفات پا جائے تو وہ شہید مرا) تو اگر سالک پر حال غالب ہو تو اس کیلئے اب یہ ہے کہ کوئی غیر  
شرعی حرکت نہ کرے اور اگر کسی سالک پر حال غالب ہو اور اپنے کام میں حق بجانب ہو باطل  
نہ ہو تو اس کی مثال پاگل کی طرح ہے کہ مرفوع القلم ہے اور جس طرح کی بھی حرکت کرے اس  
میں یہ معذور ہے اور مبتدی کا حال متوسط اور منتہی کی طرح نہیں ہوتا کیونکہ منتہی جس چیز پر قادر  
ہوتا ہے اس کے ماتحت اس پر قادر نہیں ہوتے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور وہ

جوان کے حکم میں تھے اور جو بعد میں آئے تھے انہوں نے ہر حال اور ہر مقام میں ادب کی رعایت کی تھی جس کی وجہ سے قوت تمکین بلکہ شدت تکوین فی التمکین تھی لہذا ان پر وہ لوگ قیاس نہیں کئے جائیں گے جن کو ان کے برابر تمکین حاصل نہ ہوں تو بہت سے اہل تکوین ایسے کام کر جاتے ہیں جو اہل تمکین یعنی اہل صحو نہیں کرتے کیونکہ یہ اہل تکوین اس میں معذور ہوتے ہیں کیونکہ مغلوب الحال اور سلوب الاختیار ہوتے ہیں۔ (فاندفع الاشکال فہذا غیرہ)

اعتراض ثانی: منکرین کا دوسرا اعتراض یہ ہے کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

”السماع والقوال والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ“ تو لہذا سماع اور رقص اہل تصوف کا یہ حرام ہے۔

”الجواب بعون الملک الوہاب“

یاد رکھیں یہ بات کہ ایک صوفیہ کرام ہوتے ہیں اور ایک متصوفہ۔

صوفیہ کرام وہ ہوتے ہیں جن کا ظاہر شریعت محمدی ﷺ کے ظاہر کے ساتھ اور ان کا باطن سے آراستہ ہو اور وہ انوار و تجلیات ربانیہ سے بہرور ہوں تو ان کا وجود حال اور رقص و سماع حق و ثابت ہے جس کے بارے میں کافی دلائل پہلے گزر چکے ہیں۔

متصوفہ وہ ہوتے ہیں جو تصوف کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ یہ شریعت کے ظاہر پر عمل پیرا ہوتے ہیں اور نہ ہی باطن کے حال سے واقف ہوتے ہیں بلکہ دھوکے کے شیخ ریاکار اور فاسق ہوتے ہیں اور تصوف کو اپنے عیب چھپانے کیلئے بطور پردہ استعمال کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کا رقص و سماع اور تواجد بالکل ممنوع ہے اور حرام ہے لہذا جن مقامات میں فقہاء کرام نے رقص و سماع یا وجد و تواجد کی تردید کی ہے تو وہ سب ان متصوفہ پر محمول ہے تو ان دونوں کے درمیان فرق کرنا لازمی ہے لہذا فتاویٰ ہندیہ میں جس رقص و سماع کی تردید کی ہے تو ”وہاں“ (المتصوفہ فی زماننا) کی قید موجود ہے اور متصوفہ کی تردید میں کوئی نزع نہیں ہے۔

دوسری طرف اس فتاویٰ ہندیہ میں حقیقی صوفیہ کرام کے وجد و حال غشی و سماع کا اثبات بھرپور طریقے سے کیا ہے جیسا کہ صاحب فتاویٰ ہندیہ لکھتے ہیں:

”فان فی زمانہم ربما ینشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوافقہ من کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمة توافقہ علی امر ہو فیہ وربما یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیار وتخرج حرکات منہ من غیر اختیار وذلك مما لا یتبع ان یکون جائزا مما لا یواخذ بہ“ (فتاویٰ عالمگیری ج: ۵: ص: ۳۵۲)

ترجمہ: حقیقی عارفوں کے زمانے میں کئی دفعہ ایک شخص شعر بناتا اور ان کے سامنے پڑھتا جس کا معنی ان کے احوال کے موافق ہوتا تو جس کا دل نرم ہوتا تو وہ اس شعر کے ساتھ موافقت کرتا تو کئی دفعہ اس کے عقل پر مدہوشی آجاتی، اور بے اختیار کھڑا ہو جاتا اور اس سے بے اختیار حرکات صادر ہوتیں اور یہ بعید نہیں کہ یہ جائز کام ہے اور اس پر مواخذہ نہیں۔

پوری عبارت پہلے گزر چکی ہے ادھر ملاحظہ کریں تو معلوم ہوا کہ تردید متصوفہ پر محمول ہے اور اثبات حقیقی اہل تصوف کیلئے ہے۔

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی مجموعۃ الرسائل ج: ۱: ص: ۱۷۳ میں پہلے تو حقیقی صوفیاء کرام کے لئے وجد و تواجدا اور رقص و سماع کو ثابت کیا ہے اور بعد میں فاسق متصوفہ کے احوال پر تردید کی ہے اور فرماتے ہیں کہ:

”بل کلامنا مع هولاء العوام الفسقة اللثام الذین اتخذوا مجالس الذکر شبکة لصید الدنیا الدینة وقضاء لشهواتہم الشنیعة الردیة من کلامہم واجتماعہم من المردان والتلذذ وتنزیلہ علی اوصافہم الحسان وغیر ذلک الی آخر ما قال“ (مجموعۃ الرسائل ج: ۱: ص: ۱۸۳)

ترجمہ: بلکہ ہماری بات تو ان فاسق اور رزائل عوام کے ساتھ ہے جنہوں نے اس رزائل دنیا کا شکار کرنے کیلئے اور اپنی ناکارہ خواہشات کو پورا کرنے کیلئے مجالس ذکر کا حال کے طور پر استعمال کر رہے ہیں اور امر و نہی کو اپنے ارد گرد جمع کر کے ان کے ساتھ شہوت کی باتیں کرتے ہیں اور گانوں سے تلذذ لیتے ہیں اور ان گانوں میں ان کے اوصاف بیان کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر خلاف شرع کام کرتے ہیں (تو ہم ان لوگوں کے وجد و تواجید کی

تردید کرتے ہیں کہ یہ شیطانی وجد و تواجید ہے نہ کہ رحمانی)

اسی طرح علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تصنیف (الحدیقة

النندیة: ج: ۳: ص: ۵۳۳) میں حقیقی اہل تصوف کیلئے وجد و تواجید اور رقص و سماع ثابت کیا

ہے اور فاسق و جاہل متصوفہ کے رقص و تواجید و سماع کی تردید کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

”ورد ما يفعلونه وهم سكار باكل الحشيش وبالخمر وانواع

المسكرات وتحضر في مجالسهم المردان الحسان ما بين الفسقة

اللوطين فيحصل منهم المس بالشهوة والتقبيل وغير ذلك من انواع

اللاثام“ (حدیقة النندیة: ج: ۲: ص: ۵۱۸)

ترجمہ: متصوفہ کے وہ افعال و احوال قابل مذمت ہیں جب وہ چرس و شراب اور دوسری

نشہ آور چیزیں کھا کر نشہ کی حالت میں ہوتے ہیں اور ان کی مجالس میں خوبصورت مرد فاسق

ولواطت کرنے والوں کے درمیان حاضر ہوتے ہیں اور وہ انہیں شہوت کے ساتھ چھوتے ہیں

اور بوسہ لیتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر گناہ کے کام اور خلاف شرع امور ان کے مجالس میں

جاری ہوتے ہیں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی تصنیف (کشف النور عن

اصحاب القبور) میں جذب رحمانی کے متعلق اس طرح رقم طراز ہیں:

”وبیان ذلک انا نساله ما الذی حملک حتی صحت وزعقت واضطربت فان بین معنی الہیا یحمل ذلک وشرح لنا شیئا من المعانی الواردة علی قلبہ عند السماع بحیث نستدل بالثمرة علی الاغصان وبالزہرة علی البستان سلمناہ ذلک واعتقدناہ فیہ الصلاح“ (کشف النور ص: ۲۱)

ترجمہ: اور اس کی وضاحت کہ ہم اس مجذوب سالک سے پوچھیں گے کہ وہ کس وجہ سے چلا رہا تھا اور شور مچا رہا تھا اور اس پر کیوں اضطراب اور حرکات آرہی تھیں؟ تو اگر کہیں اس طرح کا معنی بیان کیا جس کی وجہ سے اس پر یہ حال طاری ہوا تھا اور اس کے دل پر سماع وارد ہوئی ایک چیز کی وضاحت کی اس طرح کہ میوہ سے ہم درخت پر اور پھولوں کی شاخ سے ہم باغ پر دلیل پکڑتے ہیں تو پھر ہم اس کیلئے یہ حال وجد و جذب تسلیم کریں گے اور اس پر نیک عقیدہ رکھیں گے۔ اسی طرح علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے (حديقة النديّة: ج: ۲: ص: ۵۱۸، ۵۲۰) پر فرمایا ہے کہ:

”جو لوگ ہمیشہ قسما قسم گناہوں میں مبتلا ہوں اور مسکرات کھاتے ہوں اور اپنے آپ کو تصوف کے ساتھ منسوب کرتے ہوں تو ان کا حال مردود ہے اور اگر عارفین باللہ اور عالمین بالشریعہ ہوں تو ان کیلئے وجد و تواجد و رقص و سماع ثابت ہے اور ان کے حال شریفہ و محمودہ ہیں جو کہ بعد میں دونوں عبارتیں برکلی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کے جواب میں آئیں گے“

الغرض نفی وجد و تواجد اور رقص و سماع متصوفہ اور خلاف شرع جاہل اور فاسق لوگوں پر محمول ہے اور اس کا اثبات حقیقی اہل تصوف اور باعمل عارف پر محمول ہے تو جو یہ فرق نہ جانے وہ جاہل ہے اور اگر ایک شخص جانتا ہے لیکن اپنے آپ کو بے خبر فرض کرتا ہے تو وہ معاند اور

تجاہل ہے۔

اعتراض ثالث: تیسرا اعتراض منکرین وجد و حال اس طرح کرتے ہیں کہ علامہ پیر علی برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طریقہ محمدیہ میں لکھا ہے کہ:

”ویدخل فی الرقص والاضطراب ما یفعله. بعض الصوفیة“ لہذا

اہل تصوف کا رقص بھی ممنوع رقص و اضطراب میں شامل ہے۔

”الجواب بعون الملک الوہاب“

یکھ لیں یہ بات کہ طریقہ محمدیہ کی اس عبارت میں اہل تصوف سے مراد متصوفہ اور

فاسق ہیں جیسا کہ مشہور محقق اور شارح طریقہ محمدیہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی

کتاب (حدیقة الندیة: شرح طریقہ محمدیہ) میں فرماتے ہیں:

”قوله: ما یفعله بعض الصوفیة ای الذین ینسبون انفسهم الی

مذہب التصوف وهم مصرون علی انواع الفسوق والفجور ویاکلون

الحشیش ویشربون الخمر فی زماننا من غیر تخصیص احد بعینہ ہذا

وصف“ (حدیقة الندیة: ج: ۲: ص: ۵۱۸)

ترجمہ: ماتن کا یہ قول کہ یہ جو کرتے ہیں بعض متصوفہ تو اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنے

آپ کو مذہب تصوف سے منسوب کرتے ہیں اور یہ لوگ قسم قسم فسق و فجور اور گناہوں میں

ہمیشہ مبتلا رہتے ہیں چرس اور شراب پیتے ہیں ہمارے زمانے میں کسی خاص معین شخص کو نہیں

مخصوص کرتے بلکہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جس میں مذکورہ صفات قبیحہ موجود ہوں۔

اعتراض رابع: چوتھا اعتراض منکرین وجد و حال یہ کرتے ہیں کہ پیر علی برکلی رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ طریقہ محمدیہ میں لکھتے ہیں:

”فاول ما احدثہ اصحاب السامری لما اتخذہ عجلًا جسڈالہ

خوار قاموا یرقصون علیہ ویتواجدون فهو دین الکفار“ تو معلوم ہوا کہ رقص و تواجد سامری کے ساتھیوں اور کفار کا دین ہے۔

### ”الجواب بعون الملک الوہاب“

پہلے اکثر احادیث و آثار رقص و وجد کے بارے میں دلائل کے طور پر پیش کئے جا چکے ہیں اور اقوال مفسرین و فقہاء میں بھی کثیر دلائل گزر چکے ہیں تو ان کو مد نظر رکھتے ہوئے عبارات بالا کا مطلب یہ ہے کہ فساق، مبتدعین اور خلاف شرع لوگوں کا رقص و تواجد سامری اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ مشابہ ہے اور حرام ہے اس لئے کہ رقص و وجد کے سبب کو سامنے رکھنا چاہئے اگر سبب محمود ہے تو رقص و وجد و تواجد بھی محمود ہے اور اگر سبب حرام ہو تو یہ بھی حرام اور اگر سبب مباح ہو تو یہ بھی مباح جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں فرمایا ہے:

”حکم الرقص حکم مہیجہ ان کان فرحہ محمودا والرقص یزیدہ

ویؤکدہ فهو محمود وان کان مباحا فهو مباح وان کان مذموما فهو مذموم“

(احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۴)

ترجمہ: رقص کا حکم اس کے سبب پر منحصر ہے تو اگر خوشحالی کے اچھے سبب سے ہو اور رقص سے اس میں زیادتی آتی ہو اور اسے مؤکد کرتی ہو تو یہ رقص بہتر اور محمود ہے اور اگر سبب مباح ہو تو یہ رقص بھی مباح ہے اور سبب مذموم ہو تو یہ رقص بھی مذموم ہے۔

حقیقی اہل تصوف کے وجد و رقص کا سبب انوار الہیہ کا ورود ہے اور یہ سبب محمود ہے لہذا ان کا وجد و رقص بھی محمود ہے سامری کے ساتھیوں کے رقص کا سبب امر الہی کی خلاف ورزی اور خواہش نفسانی کی اتباع تھا اور اسی طرح فساق متصوفہ اور ریاء کاروں کے رقص و تواجد کا سبب مذموم ہے تو اس قسم کا رقص بھی مذموم اور حرام ہے۔



حدیث شریف میں حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقص مروی ہے سب محمودہ کی وجہ سے جیسا کہ باب احادیث و آثار میں گزر چکا ہے اور امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”فكان هذا أصلاً في رقص الصوفية رحمة الله تعالى عليهم لما يدر كونه من لذات المواجهيد وقد صح القيام والرقص في مجالس الذكر والسماع عن جماعة من كبار الأئمة منهم شيخ الاسلام عز الدين بن عبد السلام“ (الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۲۴)

ترجمہ: یہ حدیث صوفیاء کرام کے رقص کیلئے دلیل ہے جب وہ حضرات وجد کی لذات حاصل کرتے ہیں اور مجالس ذکر و سماع میں کھڑے ہونا اور رقص کرنا ائمہ کبار کے بڑے گروہ سے ثابت ہے جس میں سے ایک شیخ الاسلام عز الدین بن عبد السلام ہیں۔

تفصیلی عبارات پہلے گزر چکی ہیں لہذا حقیقی اہل وجد کے رقص کو حرام کہنا یا سامری کے ساتھیوں کے رقص پر قیاس کرنا عناد مع الحق اور ضلالت ہے اور ایک طرف کی عبارت پیش کرنا اور دوسری طرف سے سکوت کرنا جہالت یا تجاہل و عناد مع الحق ہے۔

اعتراض خامس: منکرین وجد و حال پانچواں اعتراض یوں کرتے ہیں کہ علامہ برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ الاسلام جلال الدین گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے:

”وسيد الطائفة احمد النسوسي صرح بحرمة ورايت فتوى شيخ الاسلام جلال الملة والدين الكيلاني ان مستحل هذا الرقص كافر بالاجماع“ تو معلوم ہوا کہ رقص حرام ہے اور اسے طلال کہنا کفر ہے۔

”الجواب بعون الملک الوہاب“

اس عبارت کا جواب یہ ہے کہ ایک رقص فساق، جاہل اور خلاف شرع متصوفہ کا ہے

تو یہ حرام ہے اور اسے حلال کہنا کفر ہے۔ جبکہ باعمل صادقین صوفیہ کرام کا قص لاجل  
الواردات المعنویة تو وہ بالکل جائز اور ثابت ہے اور اس سے انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ بار  
بار پہلے احادیث و آثار اور اقوال علمائے دین کی روشنی میں واضح ہو چکا ہے اور بالخصوص  
(حديقة النديّة: ج: ۲: ص: ۵۲۳: الحاوی للفتاوی: ج: ۲: ص: ۲۲۲: فتاوی  
رد المحتار للشامی: ج: ۳: ص: ۳۳۷: قبیل باب البغاة: مجموعة الرسائل:  
ج: ۱: ص: ۱۷۳: احياء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۴) کی عبارات حقیقی اہل تصوف  
کے اثبات کے بارے میں پہلے گزر چکی ہیں ادھر ملاحظہ کریں۔

علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ برکلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مذکورہ بالا  
عبارات کی توجیہ اس طرح فرماتے ہیں:

”ولعل الشيخ كان له اطلاع على صوفية مخصوصين موصوفين  
بما تقدم من الاوصاف (اي انواع الفسق والفجور) والافليس كل الصوفية  
سواء كما انه ليس كل العلماء والفقهاء والمدرسين سواء كما انه ليس  
كل القضاة والامراء والوزراء والسلاطين سواء بل فيهم الصالح وفيهم  
الاصالح وفيهم الفاسد وفيهم الافسد وهو امر شائع مشهور ولا شبهة فيه  
عند الجمهور والناقص القاصر من الجاهلين هو الذي يتبع الفاسد  
ويستكشف عن عورات المسلمين واهل الكمال لا يرونه الا الكمال  
ويسترون القبائح والعيوب بالاعراض والتاويل باشرف الخصال“ (حديقة  
النديّة: ج: ۲: ص: ۵۲۰)

ترجمہ: شاید حضرت شیخ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی ایک خاص قسم کے متصوف کی اطلاع ملی ہو جو  
فسق و فجور کے اوصاف سے متصف ہو اور اگر اس طرح نہ ہو تو سارے صوفیہ کرام ایک جیسے

نہیں ہوتے جیسے کہ سارے علماء کرام، فقہاء اور مدرسین ایک جیسے نہیں اور جیسے کہ قاضی، حکماء، وزراء اور سلاطین ایک جیسے نہیں ہوتے بلکہ ان میں بعض نیک اور بعض بہت زیادہ نیک اور بعض فاسد اور بعض بہت زیادہ فاسد ہوتے ہیں یہ ایک مشہور اور شائع خبر ہے جس میں جمہور کے نزدیک کوئی شک نہیں کہ جاہلین میں سے قاصر اور ناقص شخص وہ ہے جو صرف فاسد کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور مسلمانوں کے عورات لوگوں میں ظاہر کرتے ہیں اور اہل کمال لوگ وہ ہیں جو اہل تصوف ساکین کو کمال کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے قبائح اور عیوب کو اعراض سے چھپاتے ہیں اور اشرف الخصال سے ان کی تاویل حنہ کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تردید کی عبارتیں مفسدین پر محمول ہیں اور اثبات کی عبارتیں صالحین پر محمول ہیں اور ان کے مابین فرق نہ کرنا جہالت یا عناد مع الحق ہے۔

اعتراض سادس: منکرین کا چھٹا اعتراض یہ ہے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل منصب کے لئے رقص کو مکروہ جانتے ہیں اور فرماتے ہیں:

”الرقص مکروہ لذوی المناصب لانه لا یلیق بہم“

اور شیخ اجل شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی فرماتے ہیں:

”ولکن لا یلیق الرقص بالشیوخ ومن یقتدی بہ لما فیہ مشابہة

اللہو واللہو لا یلیق بمنصبہم ویباین حال التمکین مثل ذلک“ تو معلوم ہوا کہ رقص ایک نامناسب اور مکروہ کام ہے۔

”الجواب بعون الملک الوہاب“

اس کا جواب یہ ہے کہ رقص کی دو اقسام ہیں ایک مبتدین اور متوسطین کیلئے ہے تو یہ

محمود ہے اور دوسری قسم منتہیین اور اہل تمکین کیلئے ہے جس کی پھر دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو

بالکل غیر اختیاری ہو اور اپنے آپ پر ضبط کی طاقت نہ آئے تو یہ بھی محمود اور مناسب ہے جیسا

کہ حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رقص یا شیخ الاسلام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور اکابر ائمہ دین کا رقص وغیرہ۔ دوسرا وہ جس میں ایک نوع اختیار موجود ہوتا ہے اور اپنے آپ پر ضبط کی طاقت ہو تو یہ بھی جائز ہے لیکن مشائخ عظام کے منصب ارشاد اور حالی تمکین کے ساتھ نامناسب ہے کیونکہ ان کیلئے بقدر الامکان تحمل ضروری ہے تو اگر اپنے آپ پر قابو کر سکے تو رقص نہ کرنا بہتر ہے اور رقص کے علاوہ دوسری اقسام وجد و حال کی ممانعت اور کراہت نہیں جیسا کہ اقشعرار الجسد، جریان الدموع اور حرکات لطائف وغیرہ ہو گیا۔

اعتراض سابع: ساتواں اعتراض منکرین کا وجد و حال کا اس طرح ہے کہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

”شرط الوجد فی زعقته ان يبلغ الی حد لو ضرب وجهه بالسيف لا يشعر فيه وجع“ تو معلوم ہوا کہ جس کا وجد و حال اس انداز تک نہ پہنچا ہو وہ صحیح وجد نہیں ہے

”الجواب بعون الملک الوہاب“

شیخ شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس قول کی توجیہ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیاء العلوم میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

”فقد ذکر عند السری حدیث الوجد الحاد الغالب فقال نعم يضرب وجهه وهو لا يدري معناه انه فی بعض الاحوال ينتهي الی هذا الحد فی بعض الاشخاص“ (احیاء العلوم: ج: ۲: ص: ۳۰۳)

ترجمہ: حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے تیز اور غالب وجد کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا: ہاں اس کا چہرہ مارا جا رہا ہو اور اسے پتہ نہ چلے لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ وجد بعض حالات میں بعض لوگوں کیلئے اس حد تک پہنچ جاتا ہے۔ (لیکن یہ کلی حکم نہیں ہے)

معلوم ہوا کہ یہ وجد کی ایک خاص قسم ہے جو بعض حالات میں بعض لوگوں پر آتا ہے اور ہر وقت ہر کسی پر اس قسم کا وجد نہیں ہوتا جیسا کہ علامہ سید احمد طحطاوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حاشیہ مراقی الفلاح: ص: ۳۵۹: قبیل باب ما یفسد صلوة) میں لکھتے ہیں:

”الوجد مراتب و بعضہ یسلب الاختیار فلا وجد لمطلق الانکار“

ترجمہ: یعنی وجد کی بہت ساری قسمیں ہیں لیکن بعض وجد سے اختیار سلب ہو جاتا ہے لہذا مطلقاً انکار کیلئے کوئی دلیل نہیں۔

لہذا وجد کی بہت اقسام ہیں علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حدیقة الندیة: ج: ۲: ص: ۲۰۸) میں اسی قسم کے ایک اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں:

”سمعت عن یسجد علی فقرآء الصوفیة فی زماننا انه قال: لو رابناہ یتواجد منهم نغرزہ بسملہ ونحوها من ابرة الحديد فان احس بها فهو کاذب فی وجدہ وھذہ حماقة و جهالة و عداوة لفقرآء طریق اللہ واضحة ولو غرز النبی ﷺ بابرة فی وقت نزول الوحي علیہ وغیبتہ عن عالم الحس بالکلیة لتالم بذلك و وجد الوجع منه مع کمال صدقہ فی حالہ“

ترجمہ: میں نے اپنے زمانے میں منکرین اہل تصوف سے سنا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ: اگر ہم کسی کو وجد تو وجد کی حالت میں دیکھیں تو اس کے بدن میں کیل یا لوہے کی سوئی گھسادیں گے (چھو دیں گے) اگر اس کو تکلیف محسوس ہوئی تو وہ کاذب ہے۔ حالانکہ منکرین کا یہ قول مٹی بر حماقت و جهالت ہے اور فقراء طریقت کے ساتھ واضح عداوت ہے اس لئے کہ اگر حضور ﷺ کے بدن مبارک میں بھی وقت نزول وحی سوئی چھوئی جائے (معاذ اللہ) جو کہ اس وقت عالم حس سے بالکل غائب ہوتے ہیں تو آپ مبارک کو بھی الم ہوگا۔ حالانکہ آپ ﷺ اپنے حال میں کمال طور پر صادق ہیں۔

اعتراض ثامن: منکر بن وجد و حال کا آٹھواں اعتراض یہ ہے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مکتوب نمبر ۲۶۶: میں وجد و تواجدا اور رقص و سماع سے منع فرمایا ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ یہ کام ممنوع ہے اور مکتوب نمبر ۳۶: میں اسے اطفال طریقت کا کام گردانا ہے۔

### ”الجواب بعون الملک الوہاب“

اس کا جواب یہ ہے کہ ایک طرف حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود مکتوب نمبر ۳۶: اور مکتوب نمبر ۲۸۵: اور مکتوب نمبر ۳۰۲: ج: ۱: میں وجد و تواجدا اور رقص و سماع کو ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ پہلے مکتوب نمبر ۲۶: اور ۳۰۲: کی عبارات میں گزر چکا ہے۔ اور مکتوب نمبر ۲۸۵: کی عبارت یہاں ملاحظہ فرمائیں:

”بالجملہ سماع متوسطان رانافع است و قسمی منہیان رانیز چنانچہ بالاگزشت (السی ان قال) و سماع و رقص ہر چند نسبت بہ بعضی منہیان رانیز درکار است لیکن ایشان چوں ہنوز مراتب عروج در پیش دارند از اوساط اند (الی ان قال ملخصاً)

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ سماع متوسطین کیلئے نفع مند ہے اور اس میں ایک قسم منہیین کیلئے بھی نفع مند ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے (پھر آگے لکھتے ہیں) بعض منہیین کیلئے نسبت کے حساب سے رقص و سماع درکار ہے چونکہ ان کیلئے ابھی عروج کے مراتب در پیش ہیں اس لئے یہ متوسطین میں سے حساب کئے جائیں گے۔

اور دوسری طرف مکتوب نمبر ۳۶: اور مکتوب نمبر ۲۶۶: میں امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وجد و تواجدا کی تردید کرتے ہیں یا اسے کار اطفال بتاتے ہیں لہذا ان دونوں اقوال میں تطبیق کرنا ضروری ہوا اور وہ یہ کہ جہاں پر امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد و رقص و سماع کی تردید کی ہے تو اس سے مراد متصوفہ، ریاکار اور خلاف شرع اور حقیقی نور باطن سے محروم لوگوں کا

رقص و وجد ہے جن کے پاس طریقت کا کمال اور شرائط یا نور و فیض موجود نہ ہو اور صرف اپنے آپ کو اس وجد و رقص و سماع اور ذکر جہری میں مشغول رکھا ہو اور اسے کمال جانتا ہو۔

اور جن مقامات پر امام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وجد و تواجید اور رقص و سماع کو ثابت کیا ہے تو ان سے مراد حقیقی اہل تصوف کا وجد و حال ہے جن کے پاس نور باطن بھی ہوتا ہے اور شریعت مطہرہ پر عمل پیرا بھی ہوتے ہیں اور ذوقِ دلی بھی رکھتے ہیں اور ان کی مجالس منکرات اور خلافِ شرع امور سے پاک و صاف ہوتی ہیں۔

تو ان جیسے لوگوں کیلئے وجد و تواجید اور رقص و سماع کثیر دلائل کی روشنی میں ثابت اور حق ہے لیکن مبتدی اور متوسط کا وجد و تواجید الگ الگ ہے۔ اور منتہی کا الگ تو ہر ایک قسم اطفال طریقت کا خاصہ نہیں۔ (واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و اکمل)

اعتراض تاسع: نوان اعتراض یہ ہے کہ تفسیر قرطبی نے اہل تصوف کے وجد و رقص پر رد کیا ہے لہذا یہ ممنوع کام ہے۔

### ”الجواب بعون الملک الوہاب“

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ علامہ قرطبی کی اس تردیدی عبارت کو علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیقۃ الندیہ میں متصوفہ پر محمول کیا ہے اور بعض دوسرے فقہاء کرام کی عبارتیں جو کہ طریقہ محمدیہ کے متن میں لائے ہیں۔ ان کے ساتھ قرطبی کی یہ عبارت بھی لائے ہیں۔ اور ان سب کے آخر میں علامہ شارح نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں:

”واعلم ان هذا الذی سبق ذکرہ فی المتن (ای متن الطریقة المحمدیة) من عبارات الفقہاء جمیع فی تردید الوجد فی حق من ذکرناہم من طائفة متصوفة (من الفساق) اللہ اعلم بایمانہم فلا تنزلہ انت فی حق کل من وجدتہم علی شبه منہم و قیاس منک لہم علیہم فان الشیطان للانسان

عدو مبين والا فان طريق الوجد والتواجد الذي تعلمه الفقراء الصادقون في  
 هذا الزمان وبعده كما كانوا يعلمونه من قبل في الزمان الماضي نور وهداية  
 واثر التوفيق من الله تعالى وعناية الخ (حديقة الندية شرح طريقه محمديه  
 ج: ۲: ص: ۵۲۳)

ترجمہ: جان لو یہ کہ متن طریقہ محمدیہ میں جو تنقیدی عبارات فقہاء کرام کی گزری ہیں تو یہ  
 سب متصوفہ فاسقین کے وجد کی تردید میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو بہتر جانتا ہے لہذا تو  
 ان تنقیدی عبارات کو ہر شخص کے حق میں مت استعمال کیا کریں کہ جن کا ظاہر ان سے مشابہ نظر  
 آئے اور نہ ان پر قیاس کر اس لئے کہ شیطان لعین انسان کا کھلا دشمن ہے اور اگر اس طرح نہ کیا  
 جائے تو صادقین فقہاء کرام کا وجد و تواجہ جس کی وہ تعلیم دیتے ہیں۔ اس زمانے میں اور تعلیم  
 دیں گے آنے والے زمانے میں اور جیسا کہ پچھلے زمانے میں تعلیم دیا کرتے تھے تو یہ نور،  
 ہدایت و اثر اللہ تعالیٰ کی مہربانی و توفیق ہے۔

لہذا قرطبی کی یہ عبارت متصوفہ، خلاف شرع اور ریاکار اور فاسقوں پر محمول ہے اور  
 حقیقی اہل تصوف کا وجد و حال اجماعی طور پر نور و ہدایت ہے۔ اور اگر قرطبی کے اس قول کی  
 تطبیق نہ کی جائے تو پھر قرطبی اگرچہ فقیہ اور عالم ہیں لیکن نہ تو علم الکلام میں امام مجتہد ہے اور نہ  
 فقہ میں اور نہ تصوف میں، بلکہ فقہ میں وہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے اور مالکی مذہب سے  
 ہے۔ اور پھر مالکیہ میں تشدد اور متعصب بھی ہے کیونکہ جلد اول میں حضرت امام ابوحنیفہ نعمان  
 بن ثابت تابعی کو فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی ہستی کو ضعیف کہا ہے۔ اور ابن سعد پر اعتماد کیا ہے۔  
 تو آیا ہم اہل انصاف اور بالخصوص احناف قرطبی کے اس قول کو مانیں گے؟ کلا  
 وحاشا۔ تو اس طرح اگر قرطبی علی الاطلاق وجد و حال کی تردید کرے اور حال یہ ہے کہ اس  
 کے اثبات میں ہزاروں دلائل موجود ہوں تو ہم کبھی بھی قرطبی کے اس قول کو نہیں مان سکتے۔



بلکہ اسے تفر و خاطرہ، قول غیر مقبول، اور مردود جانیں گے۔ اور یا تو حضرت علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی تاویل حسنہ اور تطبیق کریں گے۔ اور وہ یہ کہ وجد و حال کی تردید خلاف شرع اور فاسق متصوفہ پر محمول ہوگی۔

”اللہم جذبنی بجذبات ربوبیتک واعطنی من خزائن کنوز رحمتک ووفقنی وجميع المسلمين بمحبة مجاذیک اللین محبتهم محبتک واحفظنی وجميع المؤمنین من معادات مجاذیک الذی معادتهم معادتک اللہم لا تحرمنی من انوارهم واعطنی من اسرارهم واحشرنی فی زمرة اخیارهم واملأ السجین باخیارهم“  
وارحم علی اصحابهم وافذ فی احبابهم وانصر علی اعدائهم هم مستحقون القتل

## حررہ

فقیر سید عبد الحق شاہ حنفی ترمذی سیفی۔

شروع کتاب: ۱: جون: ۲۰۰۹ء

اختتام کتاب: ۰۱: جولائی: ۲۰۰۹ء

موبائل نمبر: ۰۳۰۰۲۹۰۳۶۰۰

